نوائے
افغان جهاد
رمضان ۱۴۳۷ھ
جون 2016ء
قَتلَانَا فِی الجَنَّة
ہمارے شہداء جنت میں
وَقتلَاکُم فِی النَّار
اور تمہارے مردار جہنم میں
(خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ)
امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصورؒ کی تباہ شدہ گاڑی جس میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا

فتح شام کے بعد
امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
کا خطاب

حضرت باہلیؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ملک شام میں داخل ہوئے تو انہوں نے جابیہ شہر میں کھڑے ہو کر بیان میں ارشاد فرمایا:
''امابعد! قرآن سیکھو اس سے تمہارا تعارف ہو گا اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں ہو جاؤ گے اور کسی حق دار کا درجہ اتنا بڑا نہیں ہو سکتا کہ اس کی بات مان کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے... اس بات کا یقین رکھو کہ حق بات کہنے سے اور کسی بڑے کو نصیحت کرنے سے نہ تو موت قریب آتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا رزق دور ہوتا ہے... اس بات کو جان لو کہ بندے اور اس کی روزی کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا ہے، اگر بندہ صبر سے کام لیتا ہے تو اس کی روزی خود اس کے پاس آجاتی ہے اور اگر بے سوچے سمجھے روزی کمانے میں گھس جاتا ہے (حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا) تو وہ اس پردے کو توپھاڑ لیتا ہے لیکن اپنے مقدر سے زیادہ نہیں پاسکتا... گھوڑوں کو سدھاؤ، تیر چلانا سیکھو، مسواک کیا کرو، موٹا جھوٹا استعمال کرو، عجمیوں کی عادتیں اختیار کرنے سے اور ظالم جابر لوگوں کے پڑوس سے بچو... اس سے بھی بچو کہ تمہارے درمیان صلیب بلند کی جائے یا تم اس دستر خوان پر بیٹھو جس پر شراب پی جائے... جب تم عجمیوں کے علاقہ میں پہنچ جاؤ اور ان سے معاہدہ کر لو تو پھر کمائی کے ایسے کام اختیار کرنے سے بچو جن کی وجہ سے تمہیں وہاں ہی رہنا پڑ جائے اور ملک عرب میں واپس نہ آسکو کیونکہ تمہیں اپنے علاقہ میں عنقریب واپس آنا ہے اور ذلت و خواری کو اپنی گردن میں ڈالنے سے بچو''۔

(حیاۃ الصحابہؓ ج ۳، ص ۴۵۵، ۴۵۴)

''مجاہد کی ایذا رسانی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی ایذا کی وجہ سے ایسے ہی غضب ناک ہوتے ہیں جیسے اپنے رسولوں کی ایذا رسانی کی وجہ سے غضب ناک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجاہدین کی دعا انبیائے کرام کی طرح قبول فرماتا ہے''۔ (ابن عساکر)

رمضان ۱۴۳۷ھ جون 2016ء

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

بڑامبارک جہاد ہے یہ!

رحیم و کریم مالک نے اپنے خاص رحم و کرم کی بدولت ہمیں ایک مرتبہ پھر رمضان المبارک کے مہینے تک پہنچایااوراس سے مستفیض ہونے کاموقع عنایت فرمایا...بلاشبہ یہ اُس مالکِ دوجہاں کااحسان اور فضل ہی ہے کہ وہ ان روز و شب سے ہمیں نواز رہا ہے کہ جن کے ایک ایک لمحے میں اُس پروردگار کی مغفرتیں، رحمتیں، برکتیں، عطائیں اور عنایتیں پنہاں ہیں! جنتوں کے پروانے اور اعتق من النار کی خوش خبریاں عام ہیں! اُس المغنی والمعطی نے خزانوں کے انبار لگادیے ہیں کہ جو جتنی کوشش اور محنت کرکے اپنادامن جس قدر بھر سکتا ہے 'بھرلے! بہشتِ بریں کے بلند سے بلند درجات تک رسائی حاصل کرلے! عذاب جہنم سے مامون و محفوظ ہونے کے تمام سامان کرلے! اللہ تعالیٰ اپنی مہربانیاں اور لطف و کرم اپنے بندوں پر یوں اُنڈیل رہے ہیں کہ آسمانوں سے لے کر زمین تک فرشتے اعلان کررہے ہیں کہ 'ابلیسِ ملعون کے بہکاوے میں آکر اپنی نامہ اعمال کو سیاہی سے بھر دینے والو! اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ! انابت الی اللہ کے سانچے میں ڈھل جاؤ تو ربِّ غفور ہر طرح کے معاصی و سیئات کو اپنے فضل سے مٹادیں گے! تمہیں اپنا بنالیں گے! خود تمہارے بن جائیں گے! لپکو اور اس خیر و برکت کے برستی برسات سے اپنے گناہوں اور معصیات کو دھونے کی سعی کرو!'

یہ مہینہ خیر ہی خیر ہے...اس میں ربِّ رحمٰن کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے انفرادی طور پر بھی خیر و بھلائی کے دریا'اپنی بھرپور 'طغیانی' اور قوت کے ساتھ بہتے، بندوں کو سیراب کرتے ہیں اور تاریخی طور پر یہ بھی ثابت ہے کہ اس ماہِ مبارک میں اجتماعی سطح پر بھی نظامِ خیر کے احیااور بھلائی کے پھیلاؤ واستحکام کے الٰہی فیصلے صادر ہوئے ہیں! انسانیت کے لیے اُس کے خالق و مالک کی طرف سے بہترین ہدایت اور صراطِ مستقیم کی طرف رہ نمائی کرنے والی کتابِ مبارک اسی ماہ میں نازل ہوئی... جس میں موجود احکاماتِ الٰہیہ کے ذریعے تمام منبہ ہائے شر کو مٹانے اور ختم کرنے کے فیصلہ کن طریقے نہ صرف بتلا دیے گئے بلکہ اسی ماہِ مقدس میں ان طریقوں اور احکامات پر عمل درآمد کرواکر کہیں بدر کے میدان میں 'یوم الفرقان' کے ذریعے حق و باطل کے مابین فیصلہ فرمادیا اور پھر چند ہی سالوں میں اِنہی متبرک ایام میں فتح مکہ کی صورت میں عظیم احسان فرماتے ہوئے 'اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ' کامژدہ سنایا گیااور 'اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ' سے سرفراز فرمایا گیا!

آج اسی دینِ کامل کے علمبردار' تمام تر شرور و فتن کا مقابلہ کرتے ہوئے اس دین کو دنیائے عالم پر عملاً نافذ و برپا کرنے کے لیے میادینِ جہاد و قتال کو سجائے ہوئے ہیں...اسی نعمتِ تامہ کے حاملین 'پوری انسانیت کو اس نعمت سے بہرہ یاب کرنے کے لیے' محض اللہ رب العزت کی عطا کردہ توفیق کی بدولت اپنی تمام 'جمع پونجی' لگا کر اور جسم و جان کو ہر طرح سے گھُلا اور کھپا کر معرکہٗ خیر و شر میں کُود رہے ہیں، اپنے مالک سے کیا گیا 'جانوں کا سودا' کھرا کررہے ہیں...ان 'غرباء' کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہر اُس موڑ سے گزار رہے ہیں جس سے قرنِ اول کے 'غرباء' گزرے تھے اور الٰہی تدبیر ہر وہ سنگ میل ان کے راستوں میں لارہی ہے جن کو چودہ قرن پہلے 'اللہ والوں [رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ]' نے عبور کیا تھا...آج کے یہ 'غرباء و فقراء' معرکہٗ بدر کی مانند قلتِ تعداد کے باوجود کفر کے مہیب لشکروں پر غلبہ بھی پاتے ہیں...اِنہیں اُحد کی گھاٹی میں پیش آنے والی آزمائش جیسی کٹھنائیاں بھی سہنی پڑ رہی ہیں، دنیا بھر کے احزاب جمع ہو کر ان پر چڑھ دوڑتے ہیں اور یہ 'ہلامارنے والی' کیفیات سے بھی دوچار ہوتے ہیں...

اپنے رب کے بھروسے اور توکل پر فراعینِ دنیا کے آگے ڈٹ جانے والے ان مجاہدین' آج کی تحریکِ جہاد اور اہلِ جہاد کی جُہد بھی اُنہی خطوط پر استوار ہے جنہیں نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حکم سے طے کیا تھا... هَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ کی آزمائشوں سے دوچار ہیں... وَ اُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ کی بلائیں سہہ رہے ہیں... وَ قٰتَلُوۡا کے احکامات بجالارہے ہیں... وَ قُتِلُوۡا کی منزلوں پر پڑاؤ ڈال رہے ہیں! لہٰذا یہ قافلہٗ جہاد' اللہ تعالیٰ کے اذن سے

ضرور بالضرور فتح و نصرت کی اُن منازل سے بھی روشناس ہو گا جن کی خوش خبریاں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے اِن کے لیے دے گئے ہیں!

اس قافلۂ ایمان و عزیمت کے لیے فتح اور آبرو مندی 'منزل' ضرور ہے لیکن آخری اور حتمی کامیابی ہرگز نہیں! یہ مقصودِ اصلی اور منتہائے جُہد بھی نہیں ہے! اصل تو بس یہ ہے کہ ان کا رب ان سے راضی ہو جائے! اور ان سے خوش ہو کر اپنے فضل سے اپنی جنتوں میں داخل فرمادے اور اپنی رحمت کے ذریعے نارِ جہنم سے بچالے! اسی لیے محض اُس کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لیے یہ پورے عالم سے بھڑ رہے ہیں! کفر و ارتداد اور شرک و نفاق کے منہ زور آندھیوں کے سامنے عظمت و عزیمت کے مینارے بن کر کھڑے ہیں! ابلیسِ لعین کی حقیقی و معنوی اولاد کے پھیلائے گئے اندھیروں کے مقابلے میں توحید کی چراغوں کو اپنے لہو کے ایندھن سے روشن کر رہے ہیں! کس لیے؟ صرف اس لیے کہ اپنے لیے ربّ کے وجہِ کریم پر مسکراہٹ اپنے لیے دیکھ سکیں! اپنے کریم رب کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت کے غم کو ہلکا کرنے کے لیے ہر طرح کی متاع اور عزیز سے عزیز ترشے کو قربان کرنے کی وجہ یہی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں آبرومند و ظفریاب ٹھہریں! یہی ہیں کہ جن کے لیے اُن کا رب خوش خبری دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ

''اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ ضائع کرے گا وہ ان کے کیے کام۔ ان کو راہ دے گا اور سنوارے گا ان کا حال۔ اور داخل کرے گا ان کو بہشت میں جو معلوم کرادی ہے ان کو''۔ [ترجمہ شیخ الہندؒ]

اس مقامِ عالی کے حصول کے لیے عام مجاہد ہی سبقت لے جانے کی تگ و دو میں نہیں رہتے بلکہ قیادتِ جہاد اور قائدینِ جہاد بھی اپنے جسم و جان کو رب کے حضور پیش کر کے اُس کی رضاجوئی کی سعادتوں بھری منزل پر پہنچتے ہیں! امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے جاں نشین اور خلیفہ، امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر 'امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو کر اَلْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُ میں داخل ہو گئے [نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ]... آپ رحمہ اللہ نے اپنی عارضی زندگی کو جس نہج اور انداز پر گزارا وہی آپ کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے! ایک نازک وقت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ایسے میں آپ رحمہ اللہ نے جس حوصلے، صبر، عزیمت، جرأت، دلیری، دردمندی اور بے لوثی سے قیادتِ جہاد کا حق ادا کیا' وہ اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ کی معیت و مدد بھی حاصل تھی اور اُس کی نصرت و رحمت سے بھی آپ نوازے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جس چیز کی سب سے زیادہ قدر اور اہمیت ہے وہ ایمان اور اخلاص ہی ہے! اور یقیناً آپ رحمہ اللہ کا ایمان و اخلاص ہی اللہ تعالیٰ کی تمام تر نصرت کو متوجہ کرنے اور اُس کی توفیق کے شاملِ حال رہنے کا سبب بنا! ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ رحمہ اللہ نے انتہائی خاموشی، رازداری اور استقامت سے اڑھائی تین سال تک جہادی صفوف کی اس طور قیادت کی اور اُنہیں اس قدر منظم، مربوط، یکجان اور متحد رکھا کہ 'خدائی کے دعوے داروں' کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی کہ اُن کا اولین حریف اس دنیا میں نہیں رہا! پھر جب حضرت امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ کی وفات کی خبر کو نشر کیا گیا تو اہلِ جہاد اور اہلِ حل و عقد نے آپ کو باقاعدہ طور پر قیادت جہاد کے لیے منتخب کیا! اس کے بعد آپ رحمہ اللہ کی قیادت میں مجاہدین نے چند مہینوں میں ہی ایسے ایسے معرکے سر کیے اور دشمنانِ خدا کو ایسی کاری اور پیہم ضربیں لگائیں کہ ائمۃ الصلیب اور اُن کے حواری بالکل سٹپٹا کر رہ گئے اور کسی طور بھی جہادی دستوں کی یلغاروں کے سامنے ٹھہرنے کی ہمت نہ کر پائے! یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے کہ قرآن مجید میں الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی جو صفات بیان کی ہیں وہ آپ رحمہ اللہ میں اور امارت اسلامیہ افغانستان کی پوری قیادت و مجاہدین میں بدرجہ اَتم موجود ہیں! سورۃ الانفال میں فرمایا گیا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان ان کے لیے بخشش ہے اور روزی عزت کی'' [ترجمہ شیخ الہندؒ]

بلاشبہ آپ رحمہ اللہ کی زندگی ایک طرف ایمان، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ سے عبارت تھی تو دوسری طرف آپ رحمہ اللہ سمیت امارت اسلامیہ کی تمام قیادت و مجاہدین نے دنیا کے تمام خطوں سے آئے ہوئے اور ایمان و جہاد فی سبیل اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے مہاجرین فی سبیل اللہ کے لیے اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا کا فریضہ پوری دیانت، تندہی اور اخلاص سے سرانجام دیا...ان مہاجرین کو ٹھکانے فراہم کرنے سے لے کر ان کی نصرت و تائید کے ہر ہر مرحلے میں امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنی تمام دینی ذمہ داریوں کو کماحقہ نبھایا...اہلِ کفر وارتداد کی مسلسل کوشش رہی کہ امارت اسلامیہ افغانستان اور جماعت قاعدۃ الجہاد کے مابین فاصلے پیدا کریں، غلط فہمیوں کی فضا کو ہموار کریں، نزاع وافتراق کے معاملات کو پروان چڑھائیں... لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کی تمام تر کوششوں کے باوجود امارت اسلامیہ کے زعیمِ اول ملا محمد عمر رحمہ اللہ نے ان مہاجرین و مجاہدین کی ہر طرح پشتی بانی و نگہبانی فرمائی حتیٰ کہ عالمی تحریک جہاد کی نصرت ہی کے ''جرم'' میں امارت اسلامیہ کا سقوط تک گوارا کرلیا! اور آپ رحمہ اللہ کے بعد آپ کے جانشین اور امارت اسلامیہ کے زعیمِ دوم ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ نے بھی نصرتِ مومنین کا فرض خوب خوب نبھایا...آپ رحمہ اللہ نے امارت اسلامیہ کی قیادت پر فائز ہونے کے لیے افغانستان کے اطراف واکناف سے موصول ہونے والی بیعتوں کو قبول فرمایا، اس موقع پر آپ رحمہ اللہ نے خصوصی طور پر امیر جماعت قاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کا نام لے کر اُن کی اور پوری عالمی تحریک جہاد کی بیعت کو قبول فرمایا! یوں کفر کی سر توڑ کوششوں کے باوجود آپ عالمی تحریک جہاد سے نہ دور ہوئے اور نہ ہی اُنہیں خود سے دور کیا بلکہ باہمی محبت، مودت، الفت اور تعاون و نصرت کے رشتے مضبوط سے مضبوط تر ہوئے! الحمدللہ علی ذالک...اللہ تعالیٰ ہمارے امیرِ محترم کو عالمی تحریک جہاد کی اس عظیم حمایت اور پشتی بانی پر اپنی صفت کریمی کے مطابق بے بہا اور بے حساب اجر سے نوازیں، آمین۔

ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ نے جہاں میدانِ جہاد و قتال میں صلیبی دشمنوں، دین سے باغی کفر کے آلہ کاروں اور مرتدین و منافقین کا مقابلہ کیا اور افغانستان بھر میں اُنہیں ذلت سے دوچار کیا، وہی آپ نے مکار و عیار دشمن کی سازشوں، امن مذاکرات کے نام پر امریکی افواج کی 'باعزت جان خلاصی' کے لیے کیے جانے والے ناٹک کو بھی ناکام بنایا! امریکہ اور اُس کے حواری ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کو جیتنے کے دعوے کرتے نہیں تھکتے لیکن اُن کی حالت زار یہ ہے کہ کیا آقا اور کیا غلام' اس صلیبی جنگ کے سب سے اہم محاذ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے سامنے مذاکرات کی بھیک کے لیے کاسے لیے کھڑے ہیں! اس حقیقت سے تو کوئی عقل قلیل کا حامل بھی غافل نہیں کہ جنگ کے میدان میں مذاکرات کے ڈول ڈالنے میں بے چینی اور بے قراری دکھانے والے گروہ کو فاتح کہا جاتا ہے یا پٹائی کھا کھا کر مفتوح و مغلوب بن رہنے والا گردانا جاتا ہے! آج پندرہ سالہ جنگ میں ٹیکنالوجی کی شکست کو بیان کرنے کے لیے اور ایمان کی فتح کو اجاگر کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ ٹیکنالوجی کے خدا' ایمان والے خاک نشینوں کے سامنے التجائیں درخواستیں کرتے نہیں تھک رہے کہ کسی طور مذاکرات کی میز سجا کر ''کچھ لو اور کچھ دو'' کے معاملے کے تحت جنگ کو سمیٹ لیا جائے! لیکن فاتح لشکر ہمیشہ اپنی مرضی اور شرائط پر جنگ بھی کرتا ہے اور مذاکرات بھی اپنے ہی اصولوں اور ضوابط کے تحت کرتا ہے! غلبہ پانے اور فتح یاب ہونے والے گروہ کی یہی پالیسی ہے جو امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنائی ہے!

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت سے نہ یہ پالیسی بدلے گی اور نہ ہی کفار کی کوئی امید بر آسکے گی! گزارشوں درخواستوں کے بعد کفار کی طرف سے دھمکیاں، دھونس، خطرناک نتائج کا انتباہ جیسے لطیفے بھی دیکھنے سننے میں آتے ہیں... یہ کفار جب اپنی رعونت اور فرعونیت کی انتہا پر تھے تو ''خطرناک نتائج'' کی کوئی قسم باقی نہیں رہی تھی جو انہوں نے میدان میں آزما کر نہ دیکھی ہو! اب تو ان کفار کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت سے مجاہدین نے جس قدر بے بس و بے کس کر دیا ہے اس کے بعد ان کی جانب سے مزید 'زور آوری'' بھلا کیا ہو گی! ؟ ان کے سارے منصوبے خاک میں مل چکے ہیں،

کفر کی تمام کوششیں کاوشیں ناکامی سے دوچار ہو چکی ہیں،ان کے حواریوں اور غلاموں کے مکر وفریب کے تمام ہتھیار آزمائے جاچکے ہیں! مجاہدین تو اپنے رب کے بھروسے اور یقین کی بناپر سمجھتے ہیں کہ جب اس تحریک جہاد پر بدر،اُحد اور احزاب سے مشابہ حالات گزرتے ہیں تو بلاشبہ یہی لشکر اور اس کے راہی 'فتح مبین' کے مناظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ پورا ہو کر رہے گا! سو ائمۃ الکفر اور غلامانِ صلیب مزید جتنا زور لگا سکتے ہیں 'لگالیں! اللہ تعالیٰ کے بندوں کے مقابلے میں اِن کے ہاتھ خجالت،ذلالت،رسوائی اور پسپائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا،ان شاءاللہ!

رمضان المبارک کے یہ دن اور یہ راتیں کسی بھی مسلمان کے لیے زندگی کے قیمتی ترین لمحات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان اوقات کو زر وجواہر،مال ومنال اور ذہب وفضہ سمیت قیمتی سی قیمتی شے سے زیادہ ارزاں اور گراں جاننا چاہیے...ان لمحات میں بس بندۂ مومن کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے رب کے در پر پڑ جائے! اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللهِ کی عملی تصویر بنے کہ اُس رب نے اپنی شان خود بیان فرمائی: وَ اللهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ! بس اُس الغنی والحمید کے قبضۂ قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! ان بھلائیوں کو اپنے لیے بھی مانگئے اور امتِ مسلمہ 'مسلسل غفلت کی بناپر جن آزمائش وآزار میں مبتلا ہے 'اُن سے نکلنے کی دعائیں بھی کیجیے...شام تا مقدیشو،غزہ تا وزیرستان اور صنعاء تا کابل جو معرکہ 'امت کے جواں مرد اور بلند ہمت سپوت اور حرم کے بیٹے لڑ رہے ہیں،اُنہیں بھی اپنی دعاؤں کی کمک روانہ کیجیے! کہ عملی نصرت وتائید کے ساتھ ''دعاؤں کے اسلحے'' بھی محاذوں تک بہم پہنچتے رہیں تو شبِ ظلمات کی تیرگیاں محو ہونے میں زیادہ وقت نہ لگے گا! راتوں کی تنہائی میں،سحر کے اوقات میں،افطار کے لمحات میں اپنے رب کے در پر ڈھیر ہو کر اُس کے سامنے اِس امت کی زبوں حالی و خستہ حالی کو پیش کیجیے! قبولیتِ دعا کی ان گھڑیوں میں اُحد واحزاب میں کی جانے والی نبوی دعاؤں کا سہارا لیجیے اور اپنے مالک کے حضور آہ وزاری میں خوب رو رو کر،گڑگڑا کر،آہ وزاری کر کے اور اُس کے سامنے بچھ بچھ کر مانگئے کہ یارب محمد! انصر امۃ محمد! یارب محمد! انصر امۃ محمد! یارب محمد! انصر امۃ محمد!...افطار کے وقت اپنے دستر خوان پر چُنے ہوئے رنگ برنگ اور انواع اقسام کے طعام وانعام اور خوانِ اکل وشرب پر نظر ڈالیں اور پھر شام سے لے کر میر علی،میران شاہ تک اور اقصیٰ وفلوجہ سے لے کر کابل وہلمند تک کے کٹے پھٹے اجسام کو سنبھالے ہوئے بے سر وسامان بچوں،بوڑھوں اور عزت مآب خواتین کی حالت زار کو یاد رکھیے،ایسے میں آنسوؤں کی چند سوغاتیں اور کپکپاتے لبوں سے نکلی چند آہیں 'ان بے کس وبے بس امتیوں کے لیے بھی ہوں' شاید کہ یہی آنسو اور آہیں 'مہربان رب کو پسند آجائیں اور وہ فتح مبین کی گھڑیوں کو نزدیک سے نزدیک تر فرمادے! آپ کی دعاؤں میں شرق وغرب میں قید مسلمان ومجاہد بھائی بہنوں کا حصہ بھی بنتا ہے! یہ حصہ 'نکالنا' مت بھولئے گا! تاریک زندانوں اور تعذیب خانوں میں اپنے جسموں پر آل ابلیس اور اُن کے چیلوں کے زخم سہتے یہ مجبور ولاچار مسلمان' پنجروں میں مقید اور سلاخوں میں بند ہو کر بھی امت مسلمہ تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتے اور مناجاتِ آخر شب میں امت کی سربلندی و سرفرازی کی بھیک مانگتے ہیں! لہٰذا ان مستضعفین کی دنیاوی واخری خلاصی ونجات کے لیے دعائیں کرنا ہم میں سے ہر ایک پر واجب ہے!

اور آخر میں اتنی گزارش کہ امریکی صلیبی حملے میں شہید ہونے والے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کے لیے بھی اور امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت وصفوفِ جہاد کے لیے بھی دعاؤں کا اہتمام کیجیے! یہ اس امت کے حقیقی محسن ہیں،جن کے کردار کی عظمت کی گواہی آنے والا وقت دے گا کیونکہ ان کی تمام تر قربانیوں اور جُہد پیہم کا محور 'امتِ توحید کی دینی ودنیاوی نجات وفلاح کے لیے ہیں! اور جن کے پیشِ نظر امت کے زخموں کی رفوگیری اور رب کی رضا کے حصول کے سوا کچھ بھی نہیں!

☆☆☆☆☆

ماہِ رمضان کی فضیلت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

ارشادِ خداوندی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرۃ: ۱۸۵)

''ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لیے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح الدلالت ہے، من جملہ ان کتب کے جو (ذریعہ) ہدایت (بھی) ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (بھی) ہیں۔ سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس (ماہ) میں روزہ رکھنا چاہئے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (احکام و قوانین مقرّر کرنے میں) دُشواری منظور نہیں، اور تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کرلیا کرو (کہ ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلادیا (جس سے تم برکات و ثمراتِ رمضان سے محروم نہ رہوگے) اور (عذر سے خاص رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لیے دے دی) تاکہ تم لوگ (اس نعمتِ آسانی پر اللہ کا) شکر ادا کیا کرو''۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ: جنت کے دروازے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ: رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں)، اور جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اور شیاطین پابندِ سلاسل کردیے جاتے ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، اور سرکش شیطان قید کردیے جاتے ہیں، اس میں اللہ کی (جانب سے) ایک ایسی رات (رکھی گئی) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس کی خیر سے محروم رہا، وہ محروم ہی رہا''۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، پس اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا، اور ایک منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے کہ: اے خیر کے تلاش کرنے والے! آگے آ، اور اے شر کے تلاش کرنے والے! رُک جا۔ اور اللہ کی طرف سے بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے، اور یہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے''۔ (احمد)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رمضان کی خاطر جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، سال کے سرے سے اگلے سال تک، پس جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جو) جنت کے پتوں سے (نکل کر) جنت کی حوروں پر (سے گزرتی ہے) تو وہ کہتی ہیں: اے ہمارے ربّ! اپنے بندوں میں سے ہمارے ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں''۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے خود سنا ہے کہ:

''یہ رمضان آچکا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، اور شیاطین کو طوق پہنادیے جاتے ہیں، ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو''۔ (رواہ الطبرانی)

روزے کی فضیلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے ایمان کے جذبے سے اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے گزشتہ گناہوں کی بخشش ہوگئی۔'' (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''(نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لیے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے (کہ اس کا ثواب ان اندازوں سے عطا نہیں کیا جاتا) کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا (بے حد و حساب) بدلہ دوں گا، (اور روزے کے میرے لیے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت اِفطار کے وقت ہوتی ہے، اور دُوسری فرحت اپنے ربّ سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ اور روزہ دار کے منہ

کی بو(جو خلو معدہ کی وجہ سے آتی ہے)اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے .... الخ"۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کرتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کریں گے)، روزہ کہتا ہے: اے ربّ! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ: میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا (کہ رات کی نماز میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا) لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیے، چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے"۔ (بیہقی شعب الایمان، مشکوۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے:

"رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا"۔ (رواہ الطبرانی فی اوسط)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے لوگ (دوزخ سے) آزاد کیے جاتے ہیں، ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دُعا قبول ہوتی ہے"۔ (البزار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تین شخصوں کی دُعا ردّ نہیں ہوتی، روزہ دار کی، یہاں تک کہ اِفطار کرے، حاکم عادل کی، اور مظلوم کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اُوپر اُٹھا لیتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور ربّ تعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزّت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ مدّت کے بعد کروں"۔ (احمد، ترمذی)

عبداللہ بن ابی ملیکہؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روزہ دار کی دُعا اِفطار کے وقت ردّ نہیں ہوتی"۔

اور حضرت عبداللہؓ اِفطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے:

اللّٰھم انی اسئلك برحمتك التی وسعت کل شیء ان تغفرلی۔ (بیہقی، ترغیب)

"اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز پر حاوی ہے، کہ میری بخشش فرما دیجیے"۔

رمضان کا آخری عشرہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں ایسی عبادت و محنت کرتے تھے جو دُوسرے اوقات میں نہیں ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لنگی مضبوط باندھ لیتے (یعنی کمر ہمت چست باندھ لیتے) خود بھی شب بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ)

لیلۃ القدر: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک یہ مہینہ تم پر آیا ہے، اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہا، وہ ہر خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا، سوائے بد قسمت اور حرمان نصیب کے"۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو!" (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح و تہلیل اور نوافل سب شامل ہیں، الغرض کسی طریقے سے ذکر و عبادت میں مشغول ہو) اس کے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں"۔ (بیہقی)

لیلۃ القدر کی دُعا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: یہ دُعا پڑھا کرو:

اللّٰھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی (احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مشکوۃ)

"اے اللہ! آپ بہت ہی معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو بھی معاف کر دیجیے"۔

رمضان کے چار عمل: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

"رمضان مبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو، دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے ربّ کو راضی کرو گے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرو گے، یہ ہیں: "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دینا اور استغفار کرنا، اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں، یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو"۔ (ابنِ خزیمہ)

تراویح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پہلے گناہ بخش دیے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور

ثواب کی نیت سے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے گئے، اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے پہلے گناہ بخش دیے گئے"۔

اعتکاف: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے رمضان میں (آخری) دس دن کا اعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔" (بیہقی، ترغیب)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہوگا"۔ (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)

روزہ افطار کرانا: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامانِ جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا"۔ (بیہقی شعب الایمان، بغوی شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

رمضان میں قرآنِ کریم کا دور اور جود و سخاوت: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود و سخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جب کہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے، آپ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے تھے، پس آپ سے قرآنِ کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی و سخاوت اور نفع رسانی میں بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری)

روزے کے درجات: حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: روزے کے تین درجے ہیں۔ ۱: عام۔ ۲: خاص۔ ۳: خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم اور شرم گاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے، جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور خاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضا کو گناہوں سے بچائے، یہ صالحین کا روزہ ہے، اور اس میں چھ باتوں کا اہتمام لازم ہے:

اوّل:... آنکھ کی حفاظت، کہ آنکھ کو ہر مذموم و مکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی چیز سے بچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"نظر، شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت (شیرینی) اپنے دِل میں محسوس کرے گا"۔ (رواہ الحاکم)

دوم:... زبان کی حفاظت، کہ بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے اسے محفوظ رکھے، اسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر و تلاوت میں مشغول رکھے، یہ زبان کا روزہ ہے۔ سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ: غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: غیبت اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے"۔ (صحاح)

سوم:... کان کی حفاظت، کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔

چہارم:... بقیہ اعضا کی حفاظت، کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے، اور افطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا۔

پنجم:... اِفطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھائے کہ ناک تک آجائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں، جس کو آدمی بھرے۔" (رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ والحاکم من حدیث مقدام بن معد یکربؓ)

اور جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کرلی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوّت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہوگا؟

ششم:... اِفطار کے وقت اس کی حالت خوف و رجا کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مردُود؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقرّبِ بارگاہ بن گیا، اور دُوسری صورت میں مطرود و مردُود ہوا، یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہیے۔

اور خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوا اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے، البتہ جو دُنیا کہ دین کے لیے مقصود ہو وہ تو دُنیا ہی نہیں، بلکہ توشۂ آخرت ہے۔ بہرحال ذکرِ الٰہی اور فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دیگر اُمور میں قلب کے مشغول ہونے سے یہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اربابِ قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو اِفطاری مہیا ہوجائے، یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رزقِ موعود پر اس شخص کو وثوق اور اعتماد نہیں، یہ انبیاء، صدیقین اور مقربین کا روزہ ہے۔

(احیاء العلوم ج:۲ ص:۱۶۸، ۱۶۹ ملخصاً)

روزے میں کوتاہیاں: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے "اصلاح انقلاب" میں تفصیل سے ان کوتاہیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو روزے کے بارے

میں کی جاتی ہیں،اس کتاب کا مطالعہ کر کے ان تمام کوتاہیوں کی اصلاح کرنی چاہیے، یہاں بھی اس کے ایک دو اقتباس نقل کیے جاتے ہیں،راقم الحروف کے سامنے مولانا عبدالباری ندوی کی ''جامع المجددین'' ہے،ذیل کے اقتباسات اسی سے منتخب کیے گئے ہیں:

''بہت سے لوگ بلا کسی قوی عذر کے روزہ نہیں رکھتے،ان میں سے بعض تو محض کم ہمتی کی وجہ سے نہیں رکھتے،ایسے ہی ایک شخص کو، جس نے عمر بھر روزہ نہ رکھا تھااور سمجھتا تھا کہ پورا نہ کر سکے گا، کہا گیا کہ تم بطور امتحان ہی رکھ کر دیکھ لو، چنانچہ رکھااور پورا ہو گیا، پھر اس کی ہمت بندھ گئی اور رکھنے لگا۔کیسے افسوس کی بات ہے کہ رکھ کر بھی نہ دیکھا تھااور پختہ یقین کر بیٹھا تھا کہ کبھی رکھا ہی نہ جاوے گا۔یہ لوگ سوچ کر دیکھیں کہ اگر طبیب کہہ دے کہ آج دن بھر نہ کچھ کھاؤ نہ پیو، ورنہ فلاں مہلک مرض ہو جائے گا، تو اس نے ایک ہی دن کے لیے کہا، یہ دو دن نہ کھاوے گا، کہ احتیاط اسی میں ہے۔ افسوس! خدا تعالیٰ صرف دن دن کا کھانا چھڑاویں اور کھانے پینے سے عذابِ مہلک کی وعید فرمائیں اور ان کے قول کی طبیب کے برابر بھی وقعت نہ ہو؟ انا للہ! بعضوں کی یہ بے وقعتی اس بدعقیدگی تک پہنچ جاتی ہے کہ روزہ کی ضرورت ہی کا طرح طرح سے انکار کرنے لگتے ہیں، مثلاً: روزہ قوّتِ بہیمیہ کے توڑنے یا تہذیبِ نفس کے لیے ہے، اور ہم علم کی بدولت یہ تہذیب حاصل کر چکے ہیں۔اور بعضے تہذیب سے بھی گزر کر گستاخی اور تمسخر کے کلمات کہتے ہیں، مثلاً: ''روزہ وہ شخص رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو'' یا ''بھائی ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا'' سو یہ دونوں فریق بوجہ انکارِ فرضیتِ صوم، زُمرۂ کفار میں داخل ہیں، اور پہلے فریق کا قول محض ''ایمان شکن'' ہے، اور دُوسرے کا ''ایمان شکن'' بھی اور ''دِل شکن'' بھی...

اور بعض بلا عذر تو روزہ ترک نہیں کرتے، مگر اس کی تمیز نہیں کرتے کہ یہ عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ادنیٰ بہانے سے اِفطار کر دیتے ہیں، مثلاً: خواہ ایک ہی منزل کا سفر ہو، روزہ اِفطار کر دیا، کچھ محنت مزدوری کا کام ہوا، روزہ چھوڑ دیا۔ ایک طرح سے یہ بلا عذر روزہ توڑنے والوں سے بھی زیادہ قابلِ مذمت ہیں، کیونکہ یہ لوگ اپنے کو معذور جان کر بے گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شرعاً معذور نہیں اس لیے گناہگار ہوں گے''۔

''بعضے لوگوں کا افطار تو عذرِ شرعی سے ہوتا ہے، مگر ان سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس عذر کے رفع ہونے کے وقت کسی قدر دن باقی ہوتا ہے،اور شرعاً بقیہ دن میں اِمساک، یعنی کھانے پینے سے بند رہنا واجب ہوتا ہے، مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے، مثلاً: سفرِ شرعی سے ظہر کے وقت واپس آگیا، یا عورت حیض سے ظہر کے وقت پاک ہو گئی، تو ان کو شام تک کھانا پینا نہ چاہیے۔علاج اس کا مسائل واَحکام کی تعلیم و تعلّم ہے۔

بعض لوگ خود تو روزہ رکھتے ہیں، لیکن بچوں سے (باوجود ان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) نہیں رکھواتے۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عدمِ بلوغ میں بچوں پر روزہ رکھنا تو واجب نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیا پر بھی رکھوانا واجب نہ ہو، جس طرح نماز کے لیے باوجود عدم بلوغ کے ان کو تاکید کرنا بلکہ مارنا ضروری ہے، اسی طرح روزے کے لیے بھی...اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے (کہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو)، اور راز اس میں یہ ہے کہ کسی کام کا دفعتاً پابند ہونا دُشوار ہوتا ہے، تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام اَحکام شروع ہوں تو ایک بارگی زیادہ بوجھ پڑ جائے گا، اس لیے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے آہستہ آہستہ سب اَحکام کا خوگر بنانے کا قانون مقرّر کیا۔

بعض لوگ نفسِ روزہ میں تو اِفراط و تفریط نہیں کرتے، لیکن روزہ محض صورت کا نام سمجھ کر صبح سے شام تک صرف جوفین (پیٹ اور شرم گاہ) کو بند رکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ روزے کی نفسِ صورت کے مقصود ہونے کے ساتھ اور بھی حکمتیں ہیں، جن کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بلکہ صراحت ہے کہ: ''لعلکم تتقون'' ان سب کو نظر انداز کر کے اپنے صوم کو ''جسدِ بےرُوح'' بنالیتے ہیں۔خلاصہ ان حکمتوں کا معاصی و منہیات سے بچنا ہے، سو ظاہر ہے کہ اکثر لوگ روزہ میں بھی معاصی سے نہیں بچتے، اگر غیبت کی عادت تھی، تو وہ بدستور رہتی ہے، اگر بدنگاہی کے خوگر تھے، وہ نہیں چھوڑتے، اگر حقوق العباد کی کوتاہیوں میں مبتلا تھے، ان کی صفائی نہیں کرتے، بلکہ بعض کے معاصی تو غالباً بڑھ جاتے ہیں، کہیں دوستوں میں جابیٹھے کہ روزہ بہلے گا، اور باتیں شروع کیں، جن میں زیادہ حصہ غیبت کا ہوگا، یا چوسر، گنجفہ، تاش، ہارمونیم، گراموفون لے بیٹھے اور دن پورا کر دیا۔ بھلا اس روزے کا کوئی معتد بہ حاصل کیا؟ اتنی بات عقل سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا پینا، جو فی نفسہٖ مباح ہے، جب روزے میں وہ حرام ہو گیا، تو غیبت وغیرہ دُوسرے معاصی، جو فی نفسہٖ بھی حرام ہیں، وہ روزے میں کس قدر سخت حرام ہوں گے! حدیث میں ہے کہ:

''جو شخص بد گفتاری و بدکرداری نہ چھوڑے، خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔''

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بالکل روزہ ہی نہ ہو گا، لہٰذا رکھنے ہی سے کیا فائدہ؟ روزہ تو ہو جائے گا، لیکن ادنیٰ درجے کا۔

(بقیہ صفحہ ۱۹ پر)

رمضان المبارک کے آداب

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نور اللہ مرقدہ

یہ مہینہ پھر کہاں!

میرے بزرگو اور دوستو! دن بھی آتے رہیں گے اور راتیں بھی آتی رہیں گی۔ مہینے بھی آتے رہیں گے لیکن یہ مہینہ پھر نہیں آئے گا۔ یہ مہینہ نیکیوں کا موسمِ بہار ہے، عبادت و مغفرت کا سالانہ جشن ہے نہ معلوم پھر میسر آئے یا کہ نہیں۔ ہمارے کتنے ہی جاننے والے گزشتہ سال ہمارے اندر موجود تھے، اور آج نہیں ہیں اور جو آج موجود ہیں نہ معلوم ان میں سے کتنے اگلے سال نہیں ہوں گے۔ پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ صحت اور فرصت کے لمحات جو ہمیں آج میسر ہیں وہ اگلے سال میسر نہ ہو! خدارا اس مہینے کی عظمت پہچانئے، ان لمحات کی قدر کیجیے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں جنت آراستہ کی جاتی ہے، روزانہ بے شمار لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے، عبادت کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں، اللہ کا منادی پکار پکار کر کہتا ہے: اے نیکی کرنے والے آگے بڑھ جلدی کر، اور اے گناہ کرنے والے رک جا، باز آجا، یہ گناہوں کا مہینہ نہیں، یہ تو توبہ اور مغفرت کا مہینہ ہے، ارے ظالم! لوگ اپنی گردنیں جہنم سے آزاد کرا رہے ہیں تو کیوں محروم رہتا ہے؟ اپنے مالک و خالق کے سامنے جھک جا اور دامن پھیلا کر درخواست کر:

اللھم اعتق رقابنا من النار ورقاب اٰبائنا وامھاتنا وازواجنا واولادنا واقاربنا وجمیع المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات اللھم اعتقھم جمیعا اللھم اعتق رقابھم من النیران

اے اللہ! ہماری گردنوں کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرما نیز ہمارے والدین آباؤ اجداد، ہماری بیویوں، اولاد، عزیز و اقارب اور تمام مسلمان اور مومن مردوں اور عورتوں کو بھی اے اللہ! آزاد فرما دے، اے اللہ! انہیں جہنم کی آگ سے بچا لے

مختصر دعا مانگنی ہو تو یہ دعا مانگو

اللھم انا نسئلك الجنة ونعوذبك من النار

اے اللہ! ہم آپ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔

رمضان کی عظمت پہچاننے والے:

جن لوگوں نے رمضان کی عظمت کو پہچان لیا تھا اور روزوں کی فضیلت کو جان لیا تھا، وہ رمضان المبارک کا ایسے انتظار کرتے تھے، جیسے کسی انتہائی قریبی اور معزز مہمان کا انتظار کیا جاتا ہے۔ مشہور تابعی معلی بن الفضل رحمہ اللہ رمضان المبارک کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اشتیاق انتظار کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

کانو یدعون اللہ ستة اشھران یبلغھم رمضان ثم یدعونہ ستة اشھران یتقبلہ منھم

''چھ ماہ تک وہ یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں رمضان تک پہنچا پھر بقیہ چھ ماہ تک وہ یہ دعا کرتے کہ اے اللہ ہمارے صوم وصلوۃ کو قبول فرما''۔

خود رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

اللھم بارك لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان

''اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا''۔

جب شعبان کا مہینہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتیاق کا یہ عالم ہوتا کہ آپ شعبان ہی میں روزے رکھنا شروع فرما دیتے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ قریب قریب شعبان کا پورا مہینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے اور جب رمضان المبارک کا مہینہ آجاتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور جود و سخا کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے

تلامذہ کا حال:

جب استاد کا یہ عمل اور یہ انداز تھا تو اس باکمال استاد کے سعادت مند تلامذہ کیوں پیچھے رہتے! وہ رمضان المبارک کا حق ادا کرتے تھے، راتوں کو قیام اور دن کو صیام ان کا دستور تھا، حالتِ سفر میں اگرچہ روزہ رکھنا فرض نہیں لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس حالت میں بھی سخت تکلیف برداشت کر کے روزہ رکھ لیتے تھے۔ اگر کبھی غلطی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے روزہ ٹوٹ جاتا تو ان پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا۔ ایک صحابی روزہ توڑ بیٹھے تو بال نوچتے ہوئے اور سینہ کوبی کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ''میں تو ہلاک ہو گیا''۔ صحابہ کرام صرف خود ہی روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنے بچوں سے بھی روزے رکھواتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بدمست کو بازار میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اسے سزا دی اور فرمایا: ہمارے بچے بھی روزہ رکھتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے!

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف فرض روزے ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔ حضرت زید بن سہل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلسل چالیس سال روزے رکھے اور عید کے علاوہ کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ ہر مہینے صرف تین دن روزہ رکھا کرو، لیکن

انہوں نے اصرار کیا کہ مجھ سے اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صوم داؤدی کی اجازت دے دی یعنی ایک دن کا ناغہ دے کر دوسرے دن کا روزہ رکھو!

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس حقیقت کو پالیا تھا کہ لذت صرف پیٹ بھر کر کھانے ہی میں نہیں بلکہ اسے خالی رکھنے میں بھی ہے۔ مزہ صرف ٹھنڈے مشروبات کے پینے ہی میں نہیں بلکہ پیاس کی تلخی برداشت کرنے میں بھی ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہیں مرغن غذاؤں اور رنگا رنگ مشروبات میں وہ مزہ نہیں آتا جو اللہ والوں کو بھوکا اور پیاسا رہنے میں آتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو ریشم و کمخواب کے بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے رات گزار دیتے ہیں اور انہیں نیند تو کیا اونگھ بھی نصیب نہیں ہوتی اور کتنے ہی ایسے خدا شناس ہیں جو سنگ ریزوں کے فرش پر لیٹ کر اپنی نیند پوری کر لیتے ہیں۔ کتنے ہی دولت و ثروت میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں جو سنگ مرمر سے بنے ہوئے وسیع و عریض محلات میں بے چین رہتے ہیں اور کتنے ہی فقر آشنا اہلُ اللہ ہیں جو خس پوش جھونپڑیوں میں سکون اور راحت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

یاد رکھیے! راحت اور چیز اور اسبابِ راحت اور چیز ہیں! ضروری نہیں کہ جو راحت کے اسباب جمع کر لے اُسے راحت بھی حاصل ہو جائے! حقیقی راحت دولت سے نہیں، محلات سے نہیں، گاڑیوں سے نہیں، کارخانوں سے نہیں، خورد و نوش کے سامان کی فراوانی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

جس بندے کی نظر اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہوتی ہے وہ اس کی راہ میں بھوکا اور پیاسا رہتا ہے تو اسے سکون ملتا ہے، وہ اس کی راہ میں مال لُٹاتا ہے تو اسے خوشی حاصل ہوتی ہے، وہ جان کی بازی لگاتا ہے تو اس کا دل مطمئن ہوتا ہے، وہ سب کچھ گنوا کے بھی کہتا ہے

فزت و رب الکعبة

رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا!

اور سچی بات تو یہ ہے کہ کسی عمل میں کچھ نہیں رکھا ہے، نہ نماز میں کچھ رکھا ہے نہ روزے میں کچھ رکھا ہے، نہ جہاد میں کچھ رکھا ہے، نہ صدقہ و خیرات میں کچھ رکھا ہے، نہ حج و عمرہ میں کچھ رکھا ہے، نہ تبلیغ و تدریس میں کچھ رکھا ہے، جو کچھ ہے وہ مالکِ حقیقی کی رضا میں ہے۔ ایسی نمازیں ایسے روزے ایسے صدقات اور ایسے عمرے جن سے اس مالک کی رضا حاصل نہ ہو وہ کسی کام کے نہیں! حضرت ذکی کیفی مرحوم و مغفور کیا خوب فرما گئے ہیں

؎ عشق تسلیم و وفا کے سوا کچھ بھی نہیں
وہ وفا سے خوش نہ ہوں تو پھر وفا کچھ بھی نہیں

اور غالبؔ نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے

؎ نہ تو ہجر ہی اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

روزہ رکھنے والے دوست یاد رکھیں کہ ہم سے کوئی ایسا عمل نہ ہو جائے جو ہماری صبح سے شام تک کی بھوک پیاس کو غارت کر دے اور ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی بجائے ان کو ناراض کر بیٹھیں

؎ میرے محبوب میری ایسی وفا سے توبہ
جو ترے دل کی کدورت کا سبب بن جائے

روزہ کے آداب:

ظاہر ہے ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا دن کو بھوکا پیاسا رہنا اور راتوں کا قیام ضائع ہو جائے اور ماہِ مبارک اس کے لیے عطا کی بجائے حرمان کا سبب بن جائے۔ اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں تو یہ روزہ کے آداب کا اہتمام کرنا ہو گا، اگر ہم ان آداب کا اہتمام کرتے ہوئے روزے رکھیں گے تو ان شاءاللہ یہ روزے قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے اور ہم ''باب الریان'' سے جنت میں داخل ہوں گے۔ علما اور مشائخ نے روزے کے چھ آداب بیان فرمائے ہیں:

نگاہ کی حفاظت:

روزے کا سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ نگاہ کی حفاظت کی جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے''۔

یہ تیز جا کے سیدھا دل پر لگتا ہے اور دل کو زہر ناک کر دیتا ہے، دل میں تقویٰ اور ایمان کا نور اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے اور جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے نگاہ کی حفاظت کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دل میں ایسا ایمانی نور نصیب فرماتے ہیں، جس کی حلاوت اور لذت دل میں محسوس ہوتی ہے۔

زبان کی حفاظت:

روزے کا دوسرا ادب زبان کی حفاظت ہے، زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت بھی ہے اور امانت بھی، زبان کا صحیح استعمال ہمیں جنت میں لے جا سکتا ہے اور اس کا غلط استعمال جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''لوگوں کو جہنم میں چہروں کے بل ان کی زبانوں کی کرتوتیں ہی لے کر جائیں گی''۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کا کیا طریقہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تین کام کرلو تم جنت میں داخل ہونے کے حق دار ہو جاؤ گے! ایک تو یہ کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ دوسرے کہ یہ اپنا زیادہ وقت گھر میں گزارو (اِدھر اُدھر بازاروں میں بھی فضول نہ گھومو)۔ تیسرے یہ کہ اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

زبان کی حفاظت تو ہر حال میں ضروری ہے لیکن روزے کی حالت میں اس کی حفاظت اور بھی زیادہ ضروری ہے، اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے روزہ دار کو خاص طور پر فحش بات یا جہالت کی بات کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ اگر دوسرا لڑائی جھگڑے کی بات کرے بھی تو تم نہ کرو اور اس سے کہہ دو کہ میرا روزہ ہے، میں تمہاری لغویات کا جواب نہیں دے سکتا۔ خاص طور پر روزہ کی حالت مین غیبت اور جھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے۔ بعض علما کے نزدیک تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کان کی حفاظت:

روزے کا تیسرا ادب کان کی حفاظت ہے۔ یاد رکھئے! جن چیزوں اور باتوں کا زبان سے نکالنا ناجائز ہے، ان کا سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔ کتنے ہی لوگوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ روزہ تو رکھ لیتے ہیں، پھر روزہ گزارنے کے لیے گانے سنتے ہیں، فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں۔ گویا کانوں اور آنکھوں کے راستے گناہوں کی غلاظت اپنے دل کے برتن میں اتارتے ہیں، بتلایئے ایسے روزے سے کیا حاصل ہوا؟ اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم روزہ گزارنے کے لیے ایسا کرتے ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ واقعی ایسے لوگوں کا روزہ گزر جاتا ہے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں فلاں گزر گیا یعنی مر گیا، تو ایسے ہی ان لوگوں کا روزہ بھی گزر جاتا ہے۔ کتنے خسارے کی بات ہے کہ دن بھر بھوکے پیاسے بھی رہے لیکن حاصل بھی کچھ نہ ہوا۔

تمام اعضا کی حفاظت:

روزے کا چوتھا ادب یہ ہے کہ زبان، کان اور آنکھ کے علاوہ باقی اعضا کی بھی گناہ سے حفاظت کرے۔ یہ جو اعضا اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں، یہ اعمال پیدا کرنے کی مشینیں ہیں! آنکھ عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، زبان عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، کان عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، ہاتھ عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، پاؤں عمل پیدا کرنے کی مشین ہے، ہماری مرضی ہے کہ ہم ان مشینوں سے اللہ تعالیٰ کی رضا والے عمل پیدا کریں یا اُس کی ناراضی والے عمل پیدا کریں۔

ہاتھوں سے کسی پر ظلم نہ کرے کسی کی چیز نہ چرائے، پیروں سے گناہ کی جگہ اور گناہ کی طرف چل کر نہ جائے، پیٹ میں حرام غذا نہ جانے دے، حرام کی مثال زہر کی سی ہے، زہر جسم کے لیے خطرہ ہے اور حرام غذا روح کے لیے خطرہ ہے۔ حرام کھانے سے دل میں کثافت پیدا ہوتی ہے، دل تاریک ہو جاتا ہے اور حرام سے جو جسم پلتا ہے اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ کم از کم رمضان المبارک میں اس بات کا اہتمام کرلیجیے کہ حرام کا ایک لقمہ بھی ہمارے پیٹ میں نہ جانے پائے، شاید اس ماہِ مقدس کی برکت سے ہمیں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی حلال روزی پر قناعت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

زیادہ نہ کھائے:

روزے کا پانچواں ادب یہ ہے کہ اگرچہ مال حلال ہو پھر بھی بہت زیادہ نہ کھائے بلکہ جب کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دے۔

صوفیا رمضان کے علاوہ عام دنوں میں چار چیزوں کا مجاہدہ کراتے ہیں: ۱۔ تقلیل طعام (کم کھانا) ۲۔ تقلیل کلام (کم بولنا) ۳۔ تقلیل منام (کم سونا) ۴۔ تقلیل الاختلاط مع الانام (لوگوں سے کم ملنا)۔

صوفیائے کرام اپنے مریدین کو کم کھانے پر بڑے بڑے مجاہدے کرایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فاقہ کشی کی نوبت آجاتی تھی۔ لیکن حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ اس قسم کے مجاہدوں کا نہیں، اب تو لوگ ویسے ہی کمزور ہیں۔ اگر کھانا کم کردیں گے تو کوئی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

آج کے دور میں انسان ایک بات کی پابندی کرلے تو تقلیل طعام کا مقصد حاصل ہو جائے گا، وہ یہ کہ جب کھانا کھانے بیٹھے تو ایک مرحلہ ایسا آئے گا جب دل میں تردد پیدا ہو گا کہ اب مزید کچھ کھاؤں یا نہ کھاؤں، پس جب یہ تردد پیدا ہو جائے تو اس وقت کھانا چھوڑ دے تو تقلیل طعام کا منشا پورا ہو جائے گا۔

مگر یاد رکھیے کہ تقلیل طعام سے مسلمان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے ضمن میں صحت کی درستگی اور وزن اعتدال پر رہنے کا مقصد بھی خود بخود حاصل ہو جائے گا۔ جب عام حالات میں تقلیل طعام پر زور دیا جاتا ہے تو رمضان المبارک میں تو اس کا اور بھی زیادہ اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ روزہ سے مقصود قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا اور قوت نورانہ اور ملکوتیہ کا بڑھانا ہے، مگر ہمارے ہاں تو جناب حال یہ ہے کہ رمضان میں لوگ جتنا کھاتے ہیں شاید غیرِ رمضان میں نہ کھاتے ہوں۔ افطاری میں اتنا کچھ کھا لیتے ہیں کہ پھر نمازِ عشاء اور قیام اللیل کی ہمت نہیں ہوتی اور اگر بالفرض نماز کے لیے کھڑے بھی ہو جائیں تو نماز میں اونگھتے رہتے ہیں۔

سحری میں اتنا کھاتے ہیں کہ نمازِ فجر کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر کمال یہ کہ اتنا کھانے کے بعد پھر سو بھی جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بخارات دماغ کو چڑھ جاتے ہیں، چنانچہ جب سو کر اٹھتے ہیں تو دماغ کے بوجھل ہو جانے کی وجہ سے کسی کام ک قابل نہیں رہتے۔ ایک

جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تُل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی (پیٹ) کھانے کے لیے رکھے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی خالی رکھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ پورے رمضان المبارک میں دیکھا ہے کہ افطار و سحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک نہیں ہوتی، دوستوں کے خیال سے بیٹھ جاتا ہوں۔ اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گزر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر و افطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی، ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا کہ الحمدللہ جنگ کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا پیارا شعر ہے، فرماتے ہیں:

؎ ندا ندتن پروراں آگہی — کہ پر معدہ باشد زحکمت تہی

پیٹ بھر کر کھانے والوں کو اس بات کی خبر نہیں کہ بھرا ہوا معدہ حکمت سے خالی ہوتا ہے۔

خوف و رجا:

روزے کا بلکہ ہر عبادت کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ انسان قبولیت کی امید رکھے مگر ڈرتا بھی رہے کہ شاید میرا قیام و صیام اور صدقہ وخیرات قبول بھی ہوا ہے یا نہیں، کیونکہ قیامت کے دن بہت سے ایسے لوگوں کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا جو بظاہر دنیا میں بڑی عبادت کرتے تھے مگر دل میں اخلاص نہ تھا، اللہ تعالیٰ کی رضا پیشِ نظر نہ تھی بلکہ نمود و نمائش اور ریاکاری کا جذبہ دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ صاحبِ ایمان کا شیوہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ نیکی کرتا ہے، قبولیت کی امید بھی رکھتا ہے مگر ڈرتا بھی رہتا ہے کہ کہیں میری محنت ضائع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

والذین یوتون ما اٰتو وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون

''اور جو لوگ دیتے رہتے ہیں جو کچھ دیتے رہتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں پروردگار کے پاس جانا ہے''۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کی نشانی بتائی ہے کہ میرے راستے میں خرچ بھی کرتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں کہ ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، معلوم نہیں وہاں قبول ہوتا بھی ہے یا نہیں ہوتا اور اصل چیز تو میرے دوستو! قبولیت ہے! چھوٹا سا عمل ہو لیکن ان کی بارگاہ میں قبول ہو جائے تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اور بہت بڑا عمل ہو لیکن وہاں قبول نہ ہو تو کس کام کا؟

عمل کرنے کے بعد اکڑنا، اِترانا اور جتلانا عمل کو باطل کر دیتا ہے اور عمل کرنے کے بعد ڈرتے رہنا، مزید عاجزی اختیار کرنا، اسے قبولیت کے قریب کر دیتا ہے۔

کوشش اور دعا:

آیئے ہم بھی کوشش کریں اور دعا بھی کریں کہ ہمارا رمضان المبارک ان آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے گزر جائے اور یہی دو چیزیں اہم ہیں یعنی کوشش اور دعا۔

خالی خولی دعا بھی کافی نہیں اور نری کوشش بھی کافی نہیں بلکہ دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ اپنی سی کوشش بھی کرتے ہیں کہ کم از کم اس مہینے میں ہم حلال روزی پر اکتفا کر لیں، حرام کے قریب نہ جائیں، گناہوں کو یکسر چھوڑ دیں۔ آنکھ، کان، زبان کی حفاظت کر لیں، غیبت، جھوٹ اور بہتان تراشی سے باز آجائیں۔ اپنے نفس کو بہلائیں کہ میاں صرف ایک مہینے کی بات ہے، ایک مہینہ اللہ کی رضا کے مطابق گزار لو، اگر آپ اپنے نفس کو بہلانے اور گناہوں سے باز رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاءاللہ سال کے بقیہ گیارہ مہینے بھی اسی طرح گزارنے کی توفیق مل جائے گی۔ کوشش کے ساتھ دعا بھی کرتے رہیں کہ اے اللہ! میں کمزور ہوں، چاہتا ہوں کہ ماہِ مقدس تیری رضا کے مطابق گزر جائے مگر میرا چاہنا کس کام کا، جب تک تو نہ چاہے! بس اپنے فضل و کرم سے اس مبارک مہینے کو اس طریقے سے گزارنے کی توفیق عطا فرما دے کہ مجھے تیری رضا حاصل ہو جائے، میں جہنم سے بچ جاؤں اور جنت میں داخل ہونے کا حق دار بن جاؤں۔

میرے بھائیو! آخری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی کو اس طریقے سے رمضان المبارک گزارنے کی توفیق حاصل ہو جائے تو حیًّا و میتًا اس گناہ گار کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کیونکہ میں آپ کی دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہوں، دامن نیک اعمال سے خالی ہے اور آخرت کا سفر بڑا مشکل ہے۔ جب مخصوص اوقات میں اپنے لیے دعا کریں تو اس ناقص انسان کے لیے بھی دعا کر دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کا بدلہ ضرور دے گا۔

وماعلینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک... ہم کیسے فیض یاب ہوں؟

عدیل عثمان

رمضان کا مبارک مہینہ ان عظیم نعمتوں میں سے ایک انتہائی عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عطا فرمائی۔اس ماہ میں ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نعمت عطا کی گئی۔اس ماہ میں ہمیں قرآن مجید دیا گیا گیا جو ہدایت ہے، فرقان ہے، رحمت ہے، نور ہے، شفا ہے۔اس ماہ میں بدر کا وہ یوم الفرقان امت کو نصیب ہوا، جس دن اس کے لیے اور انسانیت کے لیے زندگی مقدر کر دی گئی، جن کو ہلاک ہونا تھا وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہوئے اور جن کو زندہ رہنا تھا وہ روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔اسی ماہ میں وہ دن بھی ہے جو یوم الفتح کے نام سے جانا گیا۔

امت کی زندگی اور سربلندی کا راز دعوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جہاد میں پوشیدہ ہے۔کہیں انسانوں کا دل جیتنے کے لیے جدوجہد تو کہیں اسلام دشمنوں کے لیے تلوار بے نیام سے قتال...اور اس جہاد کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لیے اپنے نفس سے جہاد، تاکہ تقویٰ حاصل ہو۔انفرادی تقویٰ بھی، اور اجتماعی تقویٰ بھی۔خلوتوں میں نالۂ نیم شبی، آہِ سحر گاہی اور اشکوں سے وضو بھی، اور جلوتوں میں، پبلک لائف میں، صداقت، دیانت، امانت، عدالت، شجاعت، اخوت اور حقوق انسانی کا احترام بھی۔

رمضان علم و عمل کا وہ راستہ ہے جس کے ذریعے یہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔رمضان کا مبارک ہمارے اوپر سایہ فگن ہو چکا ہے، اور اس کی رحمتوں کی بارش ہماری زندگیوں کو سیراب کرنے کے لیے برس رہی ہے۔اس مہینے کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانا جسے خود نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم نے "شہر عظیم اور شہر مبارک" کہا ہو! نہ ہم اس ماہ کی عظمت کی بلندیوں کا تصور کر سکتے ہیں، نہ ہماری زبان اس کی ساری برکتیں بیان کر سکتی ہے۔

بشارت دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جو رمضان المبارک میں روزے رکھے اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے، اور اس شخص کو جو راتوں میں نماز کے لیے کھڑا رہے کہ اس کے بھی اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے، اور وہ جو شب قدر میں قیام کرے، اس کے بھی۔بس شرط یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتوں اور وعدوں کو سچا جانے، اپنے عہد بندگی کو وفاداری بشرط استواری کے ساتھ نبھائے، اور خود آگہی و خود احتسابی سے غافل نہ ہو۔(بخاری: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

اس مہینہ کی برکت اور عظمت بلاشبہ عظیم ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں اس میں برسنے والی رحمتیں اور برکتیں ہر اس فرد کے حصہ میں آجائیں گی جو اس کو پالے گا۔اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ بارش کا برسنا، بارش برستی ہے تو پوری زمین پر برابر پڑتی ہے، مختلف ندی نالے اور تالاب اس سے اپنی وسعت کے مطابق فیض اٹھاتے ہیں۔زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں۔بارش تو سب پر یکساں ہی برستی ہیں لیکن جتنا پانی ایک چھوٹے سے گڑھے کے حصے میں آتا ہے اس سے کہیں زیادہ پانی سے ایک تالاب بھر جاتا ہے۔بارش تو چٹانوں پر بھی ایسی ہی برستی ہے جیسی کہ نرم زمینوں پر مگر چٹانوں سے پانی بہہ جاتا اور وہ اس سے کچھ نفع حاصل نہیں کر پاتیں، جب کہ وہی بارش جب کہیں کسی اور زمین پر برستی ہے تو وہ زمین اس کے لیے اپنا سینہ چاک کر دیتی ہے اور لہلانے لگتی ہے۔یہی حال انسانوں کی فطرت اور ان کے نصیب کا بھی ہے۔رمضان کریم سے ہمیں کیا ملے گا؟ اگر آپ کے دل زمین کی طرح نرم اور آنکھیں نم ہوں گی، آپ ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں گے اور اپنی صلاحیت واستعداد کی حفاظت کریں گے، تو بیج پودا بنے گا اور پودا درخت۔درخت اعمال صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اٹھیں گے۔کسان کی طرح، آپ محنت اور عمل کریں گے تو آپ کی جنت کی کھیتی تیار ہو گی، جتنی محنت ہو گی اتنی ہی اچھی فصل تیار ہو گی۔دل پتھر کی طرح سخت ہوں گے اور آپ غافل سوتے پڑے رہ جائیں گے تو روزوں، تراویح اور رحمت و برکت کا سارا پانی بہہ جائے گا اور آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔

توفیق الٰہی کے بغیر یقیناً کچھ ممکن نہیں لیکن یہ توفیق بھی تب ہی ملتی ہے جب آپ اس کے لیے کچھ کوشش اور محنت دکھائیں۔اللہ کریم تو کہتے ہیں تم میری طرف ایک بالشت آؤ میں تمہاری جانب دس قدم آؤں گا۔تم میری طرف چلنا شروع کرو میں تمہاری طرف بھاگتا ہوا آؤں گا(مسلم: ابوذر رضی اللہ عنہ)۔لیکن آپ کھڑے رہیں، پیٹھ پھیر کر، غافل اور لاپروا، تو بتائیں کہ توفیق الٰہی آپ کے پاس کیسے آئے؟؟؟

کہیں ایسا نہ ہو رحمتیں برستی رہیں، برکتیں لنڈھائی جاتی رہیں اور آپ اتنے بدنصیب ہوں کہ آپ کی جھولی خالی رہ جائے۔کچھ کرنے اور رحمتیں لوٹنے کے لیے کمر کس لیجیے مگر اس سے ذرا پہلے اس تنبیہ کو ذہن نشین کر لیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "کتنے روزہ دار ہیں جن کو روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی نمازوں سے رت جگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا"۔ (الدارمی: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

سارا انحصار آپ پر ہے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے اپنے رفقا کو مخاطب کر کے رمضان کی برکت و عظمت سے آگاہ کرتے اور اس سے رحمتیں حاصل کرنے کی کوشش اور تلقین بھی فرماتے۔آج سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں میرا مقصد بھی یہی ہے کہ رمضان کی تیاری کے حوالے سے گفتگو کی جائے۔

رمضان کا مہینہ اس لیے مبارک نہیں ہے کہ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں، تلاوت قرآن کی جاتی ہے بلکہ بات یوں ہے کہ اس ماہ کا انتخاب کیا گیا روزوں اور تلاوت قرآن کے لیے کیونکہ یہی وہ ماہ ہے جس میں نزول قرآن کا عظیم الشان اور منفرد و بے مثال واقعہ پیش

آیا۔ یہ جلیل القدر واقعہ اس بات کا متقاضی ہوا کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لیے اور راتوں کو قیام و تلاوت کے لیے مخصوص کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ خود اس بات کو یوں آشکارا فرماتے ہیں:

"رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سارے انسانوں کے لیے سرتاسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا جو شخص اس مہینے کو پائے لازم ہے کہ وہ اس میں روزے رکھے"۔ (البقرہ: ۱۸۵)

آپ کیا کریں؟

پہلی چیز: صحیح نیت اور پکا ارادہ ہے:

نیت شعور واحساس پیدا کرتی ہے اور اس کو متحرک کرتی ہے۔ شعور بیدار ہو تو ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ، محنت اور کوشش کی صورت میں ظہور کرتا ہے۔ رمضان کے مقام، اس کے پیغام، اس کے مقصد اور اس کی عظمت و برکت کے احساس کو دوبارہ تازہ کریں۔ اس بات کی نیت کریں کہ اس مہینے میں آپ جن معمولات اور عبادات کا اہتمام کریں گے ان سے آپ اپنے اندر وہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو روزے کا حاصل ہے اور جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے تقاضوں اور قرآن مجید کے مشن کو پورا کرنے کے قابل بنا سکے۔

ایک مشورہ ہے کہ آپ رمضان المبارک کے آغاز سے پہلے آخری دن میں یا آغاز ہونے کے فوراً بعد پہلی ہی رات میں، دو گھڑیاں تنہا بیٹھ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور خود کو حاضر جانیں۔ اللہ کی حمد بیان کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اپنے گناہوں کا استغفار کریں۔ اس کے بعد آنے والے مہینے کے لیے اک لائحہ عمل طے کیجیے۔ اک خاکہ سے کھینچ لیں ذہن میں کہ آپ کیسے اس ماہ کو گزاریں گے۔ کن عبادات کو کن اوقات میں ادا کریں گے۔ ان تمام باتوں کو پھر سے سوچیں جو آپ رمضان کی عظمت کے بارے جانتے ہیں۔ اس کے بعد پورے ماہ کے لیے کوشش اور محنت کی نیت باندھیں اور اللہ کریم سے توفیق طلب کریں اور دعا کریں کہ اللہ رب رحیم آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی راہ پر چلائے۔

دوسری چیز: قرآن مجید کی تلاوت و سماعت اور علم و فہم کے حصول کا اہتمام ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اپنی مخصوص عبادات یعنی روزے اور قیام الیل کو قرآن مجید پر مرکوز رکھتا ہے۔ اس مہینے کا اصل حاصل ہی قرآن سننا اور پڑھنا، قرآن سیکھنا اور اس پر عمل کی استعداد پیدا کرنا ہے۔ اس لیے آپ کو سب سے زیادہ اہتمام جس چیز کا کرنا ہو گا وہ ہے قرآن مجید سے تعلق۔

نماز تراویح کی پابندی سے اتنا تو ضرور حاصل ہوتا ہے کہ پورے کا پورا قرآن آپ ایک دفعہ سن لیتے ہیں۔ عربی نہیں جانتے اس لیے اس بات کا اہتمام کریں کہ رات جو پڑھا جائے اس کا ترجمہ گھر میں ضرور دیکھیں اور اس کو خود میں جذب کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے ساتھ اپنی روح اور دل کے تعلق کو گہرا کریں اور پروان چڑھائیں۔ قرآن اپنے سننے اور پڑھنے والوں کے متعلق کہتا ہے کہ جب اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو سننے والے اور پڑھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور نرم ہو جاتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں، ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا ہے کہ جب قرآن پڑھو تو روا گر رو نہ سکو تو رونے کی کوشش کرو، اس لیے کہ قرآن حزن کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔

آج شب ہی اک تجربہ کر دیکھیں قرآن کی چھوٹی سورہ القارعۃ کو ترجمہ کے ساتھ دل میں اتارنے کی کوشش کریں۔ اس کے معانی و مفاہیم پر نظر کریں اور دیکھیں آپ کے دل کا کیا حال ہوتا ہے۔ مگر شرط صرف یہی ہے کہ اس میں ڈوب کر پڑھیں۔ جب تلاوت کریں دل اور دماغ بھی زبان کے ساتھ ہوں۔

تیسری چیز: اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچنے کی خصوصی کوشش کرنا:

روزے کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ تقویٰ کی افزائش کا موسم بہار ہے۔ اس لیے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کو خصوصی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عام دنوں میں کوشش نہ کی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ رمضان میں قرآن مجید سے خصوصی تعلق، صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دن بھر بھوکا پیاسا رہنے اور اس کے بعد راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور اس کا کلام سننے سے ایک خاص ماحول بنتا ہے اور ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس ماحول اور کیفیت میں یہ جذبہ زیادہ گہرا اور قوی ہو سکتا ہے کہ آپ ہر اس چیز سے بچیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو۔

اچھی طرح جان لیجیے کہ روزہ صرف پیٹ کا روزہ نہیں ہے۔ آنکھ کا بھی روزہ ہے، کان کا بھی روزہ ہے، زبان کا بھی روزہ ہے، ہاتھ پاؤں کا بھی روزہ ہے۔ وہ روزہ یہ ہے: آنکھ وہ نہ دیکھے، کان وہ نہ سنے، زبان وہ نہ بولے، ہاتھ پاؤں وہ کام نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور جن سے منع کیا گیا ہے۔ اپنی خرابیوں کو ایک ایک کر کے دور کرنے کی کوشش کیجیے اس رمضان میں عہد باندھیے کہ اپنی زبان کی حفاظت کریں گے، فضول گوئی سے پرہیز، غیبت سے دوری اور چلا کر بات کرنے سے بچیں گے۔

چوتھی چیز: ہر طرح کی نیکیوں کی خصوصی جستجو کریں:

ہر لمحے، ہر قسم کی نیکی کی طلب اور جستجو تو مومن کی فطرت کا جز ہونا چاہیے، لیکن رمضان کے مہینے میں اس معاملے میں بھی خصوصی توجہ اور کوشش ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں آپ جس نیکی سے بھی اللہ کا قرب تلاش کریں گے اس کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے (بیہقی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) اس سے بڑی خوش خبری اور کیا ہو سکتی ہے؟

یہ جستجو مراسم عبادت کے دائرے میں بھی کریں، مثلاً تکبیر تحریمہ کا التزام، نفل نمازوں کا اہتمام۔ یہ جستجو انسانی تعلقات کے دائرے میں بھی کریں۔ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے، اس کو ایذا نہ پہنچانا بھی صدقہ ہے، اس کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ اس رمضان میں آپ چند ایک نیکیوں کو مخصوص کر لیں کہ ان پر آپ خصوصی توجہ دیں گے جیسے ہر کسی کو سلام کرنا، مسکرا کر ملنا، نرم لفظوں میں بات کرنا وغیرہ۔

پانچویں چیز: قیام الیل ہے:

رات کا قیام اور تلاوت قرآن اپنا احتساب اور استغفار، تقویٰ کے حصول کے لیے بہت ضروری ہے اور انتہائی کارگر نسخہ ہے۔ یہ متقین کی صفت اور علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متقین وہ ہیں جو رات کو کم سوتے ہیں اور سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ (الذاریات)

چھٹی چیز: ذکر اور دعا کا اہتمام ہے:

ذکر اور دعا کا اہتمام پوری زندگی میں ہر وقت ضروری ہے۔ ذکر کیا ہے؟ ذکر ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے ذکر ہے، خواہ دل سے ہو، زبان سے ہو یا اعضا و جوارح سے۔ روزہ بھی ان معنوں میں ذکر ہے بھوک پیاس بھی ذکر ہے، اور تلاوت قرآن، خصوصاً نماز میں تو ہے ہی ذکر کی بڑی اعلیٰ وارفع صورت۔ لیکن رمضان المبارک میں زبان سے ذکر، یعنی کلمات ذکر کا ورد اور دعا کا اہتمام بہت ضروری اور نافع ہے۔

ذکر کی ایک صورت دعا ہے۔ دعا کی بنیاد یہ ایمان ہے کہ سب کچھ اللہ سے ہی مل سکتا ہے اور سارے اختیارات اور خزانوں کا وہی مالک ہے۔ دعا سراپا محتاج اور فقیر ہونے کا اقرار ہے۔ رمضان میں عام اوقات کے علاوہ مخصوص اوقات بھی ہیں دعا کی قبولیت کے۔

اس ضمن میں کوشش کریں کہ پہلے عشرے میں رحمت کی طلب کثرت سے کریں۔ دوسرے عشرے میں مغفرت کی اور تیسرے عشرے میں نار جہنم سے رہائی کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عشروں کی یہ برکات بیان فرمائی ہیں۔ (بیہقی: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)۔ مختلف اوقات اور حالات کی دعاؤں اور جامع مسنون دعاؤں میں سے بھی ہر رمضان میں چند دعائیں یاد کر لیا کریں۔

ساتویں چیز: شب قدر اور اعتکاف کا اہتمام کرنا

شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ یہ رات اپنی قدر و قیمت کے لحاظ سے، اس کام کے لحاظ سے جو اس رات میں انجام پایا، ان خزانوں کے لحاظ سے جو اس رات میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ہزاروں مہینوں اور ہزاروں سالوں سے بہتر ہے۔ جو اس رات قیام کرے اس کو سارے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے۔

یہ رات کون سی رات ہے؟ یہ ہمیں یقینی طور پر نہیں بتایا گیا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری عشرے کی کوئی طاق رات ہے، یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں۔ بعض احادیث میں کہا گیا ہے کہ یہ آخری عشرے کی کوئی ایک رات یا رمضان المبارک کی کوئی بھی رات ہے۔ اس کو پوشیدہ رکھنے کا راز یہ ہے کہ آپ اس کی جستجو اور تلاش میں سرگرداں رہیں، محنت کریں، اپنی آتشِ شوق کو جلتا رکھیں۔ آخری عشرے کی ہر طاق رات میں اسے تلاش کریں۔ اس سے زیادہ ہمت ہو تو اس پورے عشرے کی ہر رات میں اور اگر اس سے بھی زیادہ ہمت رکھتے ہیں تو رمضان کی ہر رات میں تلاش کریں۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے وہ یہ کہ بندہ اس کو خوش کرنے کے لیے اور اس کی رحمت اور انعامات کی طلب میں ہر وقت ہمہ تن جستجو بنا رہے، مسلسل کوشش میں لگا رہے۔ کام سے زیادہ، ارادہ اور مسلسل کوشش ہے جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔

اگر ہمت و حوصلہ ہو تو پھر آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کریں۔ دس دن ممکن نہ ہو تو کم مدت کا ہی سہی لیکن کوشش ضرور کریں اعتکاف کی۔ اعتکاف، قلب و روح، مزاج انداز اور فکر و عمل کو للٰہیت کے رنگ میں رنگنے اور ربانیت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس طرح شب قدر کی جستجو کا کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اعتکاف ہر کسی کے لیے تو ممکن نہیں لیکن اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کو فرض کفایا کہا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اعتکاف کیا ہے اور اس کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کس لیتے، راتوں کو جاگتے، اپنے گھر والوں کو جگاتے اور اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور عشرے میں نہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

آٹھویں چیز: انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کریم کی راہ میں فیاضی سے خرچ کرنا۔

نماز کے بعد سب سے بڑی عبادت اللہ کی راہ میں خرچ ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے وہ سب خرچ کرنا۔ وقت بھی اور جان و مال بھی۔ لیکن رمضان میں سب سے بڑھ کر مال خرچنا ہے اس لیے کہ مال دنیا کی محبوب شے ہے اور یہی دین اور آپ کے درمیان اکثر آڑے آتا ہے۔

نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں سے زیادہ فیاض اور سخی تھے۔ لیکن جب رمضان المبارک آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جبرائیلؑ سے ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور داد و دہش کی کوئی انتہا نہ رہتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فیاضی میں بارش لانے والی ہوا کی مانند ہو جایا کرتے تھے (بخاری و مسلم: ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔ قیدیوں کو رہا کرتے اور مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ عطا کرتے۔

☆☆☆☆☆

جہاد کے لیے صدقہ کرنے کے فضائل

مولانا سید ولی شاہ بخاری

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''ایک درہم ایک لاکھ درہم سے آگے نکل گیا!'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تعجب سے فرمایا: ''یا رسول اللہ! یہ کیسے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص کے پاس دو ہی درہم تھے اور اس نے ان میں سے ایک صدقہ کردیا، جب کہ ایک دوسرا شخص اپنے کل مال کے ایک چھوٹے سے حصے کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ کردیے'' (چنانچہ پہلا شخص کم دینے کے باوجود آگے نکل گیا)۔
(نسائی: کتاب الزکاۃ، باب جھد المقل)

مسند احمد اور ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ:
ای الصدقة افضل ''سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جهد المقل... ''وہ صدقہ جو کم مال والا تکلیف اٹھا کر دے''۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہار والی اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا: هذه فی سبیل الله ''یہ اللہ کی راہ میں (صدقہ) ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لك بها یوم القیامة سبع مائة ناقة کلها مخطومة۔ ''تیرے لیے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام کی تمام مہار والی ہوں گی''۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من انفق زوجین فی سبیل الله دعاه خزنة الجنة، کل خزنة باب: ای فل هلم
''جس شخص نے اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی دو چیزیں) خرچ کیں، اسے جنت کے دربان بلائیں گے، ہر دروازے کے دربان کہیں کہ کہ اے فلاں! ادھر آؤ''۔
(بخاری: کتاب الجہاد والسیر، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

صحیح مسلم کی ایک حدیث کے آخری ٹکڑے میں ایک صحابیؓ اپنی اہلیہ کو ایک مجاہد کی ضروریات پر مال خرچ کرنے پر ابھارتے ہیں اور فرماتے ہیں:

لا تحسبی عنه شیأ فوالله لا تحسبی منه شیأ فیبارك لك فیه
''اس (مجاہد) کو دینے سے کوئی مال بچا کر نہ رکھنا، اللہ کی قسم اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا تاکہ تمہارے اس مال میں برکت ڈال دی جائے''۔ (مسلم: باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب)

اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص نے اللہ کی راہ میں مال بھیجا اور خود گھر میں رُکا رہا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جس شخص نے خود اللہ کی راہ میں جنگ کی اور اسی راہ میں مال بھی خرچ کیا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: والله یضاعف لمن یشاء ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے (اجر) دو چند کیے دیتا ہے''۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من جهز غازیا فی سبیل الله فقد غزا
''جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا ساز و سامان پورا کردیا تو گویا وہ خود لڑا''۔ (بخاری: کتاب الجہاد والسیر، باب فضل من جہز غازیا أو خلفہ بخیر)

اس طرح ایک اور حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ

من جهز غازیا فی سبیل الله کان له مثل اجره من غیر ان ینقص من اجر الغازی شیئاً
''جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا ساز و سامان پورا کردیا اسے بھی لڑنے والے کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس لڑنے والے کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو''۔ (ابن ماجہ: کتاب الجہاد، باب من جہز غازیا)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جنت کی بشارت سناتے ہیں جو مجاہد کو وسائلِ جہاد فراہم کرے:

ان الله عزوجل یدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة؛ صانعه الذی یحتسب فی صنعته الخیر، والذی یجهزیه فی سبیل الله، والذی یرمی به فی سبیل الله
''بے شک اللہ عزوجل ایک تیر سے تین بندوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ تیر بنانے والا جو اسے بنانے میں بھلائی کی نیت رکھتا ہو، اللہ کی راہ میں (کسی مجاہد کو) تیر فراہم کرنے والا، اور اللہ کی راہ میں وہ تیر چلانے والا''۔ (مسند احمد: حدیث عقبہ بن عامر الجھنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:
''میں نے غزوہ تبوک کے موقع پر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازوبند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیورات رکھے ہوئے ہیں''۔ (ابن عساکر: المجلد الاول)

(بقیہ صفحہ ۱۹ پر)

مَّن ذَا الَّذِی یُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا

عبید اللہ غازی

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (الحجرات: ۱۵)

"ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر، پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے، وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے"۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ یعنی دسمبر ۲۰۰۱ء میں جب صلیبی کفر B-52 طیاروں، ڈیزی کٹر بموں اور کروز میزائلوں کے ذریعے افغانستان میں تورا بورا کے پہاڑوں میں موجود چند سو اہل عزیمت کو ملیامیٹ کر دینے کے درپے تھا تو ایسے میں تورا بورا کے مضافات میں ایک چھوٹی سی مسجد کے صحن میں ایک ۸۰ سالہ بوڑھا افغان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے حسرت سے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ یونہی آسمان کی طرف تکتے ہوئے اُس نے اپنے پاس موجود اپنے پوتے سے کہا:

"میری لاٹھی پکڑو اور بندوق کی طرح امریکی جہازوں کی طرف اٹھا کر رکھو تاکہ اگر میرا کوئی اور بس نہیں چلتا تو کم از کم روز محشر اپنے رب کو تو یہ کہہ سکوں گا کہ "اے میرے مالک! میں نے بے بسی کے عالم میں تیرے اور تیرے دین کے دشمنوں کے خلاف اپنی لاٹھی ضرور بلند کی تھی اور میں شدید بے بسی کے عالم میں یہی کر سکتا تھا"۔

جواب دہی کے احساس سے معمور اس بوڑھے نے تو اپنے روز محشر کے لیے زادِ راہ اکٹھا کر لیا۔ وہ دن جس کے متعلق خود اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (مریم: ۹۵)

"اور ہر ایک ان میں آئے گا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا"۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

سو ہر ایک کو اُس کے دربار میں اکیلے اکیلے کھڑے ہو کر ہی حساب دینا ہے۔ لہٰذا آج اگر ہر ایک قلب مسلم میں اُس ضعیف افغان بزرگ جیسا ایمان اور رب کے حضور جواب دہی کا احساس پیدا ہو جائے تو یہی کامیابی کی کلید اور فلاح کی ضمانت ہے۔ اس احساس کے بیدار ہونے کے بعد ہر مومن کے لیے راہِ عمل ایک ہی رہ جاتی ہے اور وہ ہے منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جہاد و قتال کے میدانوں کا رخ کرنا۔

آج جب کہ عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور دوسرے مقبوضہ ممالک کی سرزمین خونِ مسلم سے رنگین ہے، قبلۂ اول مسجد اقصیٰ آٹھ دہائیوں سے یہود کے ناپاک پنجوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ پاکستان میں بھی مساجد، مدارس اور آبادیوں پر دشمن کے میزائل حملے معصوموں کے چیتھڑے اڑا رہے ہیں اور خلافت کے سقوط کو ایک صدی مکمل ہونے کو ہے... ایسے میں 'عالمی تحریک جہاد' آج کفر کی عالمگیر یلغار کے بالمقابل، دفاع امت کے لیے سینہ سپر ہے۔ امت کے اہل عزیمت بیٹے بے سرو سامانی کی حالت میں صرف نصرت خداوندی اور جذبہ شہادت کے بل بوتے پر دس سال سے افغانستان اور آٹھ سال سے عراق میں دشمن کو ناک رگڑنے پر مجبور کیے ہوئے ہیں۔ آج طاغوت اپنے تمام تر وسائل، گولہ بارود، ٹیکنالوجی اور اپنی نام نہاد تہذیب اور جمہوریت سمیت ذلیل و رسوا ہو کر زخمی سانپ کی طرح خود کو زمین پر پٹخ رہا ہے۔

آج جب کہ ہر مسلمان پر جہاد فرض عین ہو چکا ہے، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ میدانِ جہاد کی طرف نکلے۔ میدان میں اتر کر کافروں کا مقابلہ کرے، اُن کی گردنیں مارنے کی سعادت حاصل کرے، پھر اپنی جان بھی اللہ کے سامنے پیش کر دے اور یوں اپنا مقصودِ اصلی یعنی رضائے الٰہی پا جائے۔ امت کے ہر پیر و جواں پر ہر قسم کے حالات میں جہاد کے اس مبارک عمل سے وابستہ ہونا ناگزیر ہے۔ اس جہادی قافلے کی ہم راہی اختیار کرنا ہی ایمان کا اولین تقاضا بھی ہے اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بھی۔ پس آج جہاد میں شرکت کی موثر ترین صورت یہی ہے کہ ہم ان گرم محاذوں کا رخ کریں اور دیگر مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمنانِ دین کا مقابلہ کریں۔ اس صلیبی جنگ میں مجاہدین کے مورچوں کو مضبوط کرنا اور اُن کے لیے وسائل بہم پہنچانا بھی اہم ترین فرائض میں شامل ہے۔ امت کے سکون، چین، راحت، آسودگی، علو اور برتری کے لیے متاعِ جان سمیت ہر طرح کی قربانی پیش کرنے والے ہی ہمارے اموال کے سب سے زیادہ حق دار اور ہمارے وسائل کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ مجاہدین کو تائید الٰہی کے بعد اسباب کے ذیل میں بھی جو دو اساسی چیزیں درکار ہوتی ہیں وہ افرادِ کار اور مالی وسائل ہی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث 'جہاد پر خرچ کرنے پر ابھارتی ہیں۔ اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں مال بھیجا اور خود گھر میں رُکا رہا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جس شخص نے خود اللہ کی راہ میں جنگ کی اور اسی راہ میں مال بھی خرچ کیا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: واللہ یضاعف لمن یشاء "اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے (اجر) دوچند کیے دیتا ہے"۔ (ابن ماجہ)

مجاہدین کو ساز و سامان فراہم کر کے ان کے برابر اجر کمانے کا یہ دروازہ خواتین کے لیے بھی کھلا ہے۔ وہ غیور اہل ایمان خواتین جن کے دل جہاد میں حصہ لینے کے لیے تڑپتے ہیں، جو اس عظیم عبادت سے کسی طور محروم نہیں رہنا چاہتیں، انہیں چاہیے کہ اپنے مال و اسباب مجاہدین فی سبیل اللہ پر لٹا کر اس عظیم اجر کو حاصل کریں۔ مسلمانوں کی پوری تاریخ ایسے

واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں مسلمان خواتین نے اپنا سب کچھ لٹا کر جہاد کو تقویت بخشی۔ غزوہ تبوک میں جب کہ مسلمانوں کا مقابلہ اس وقت کی سب سے بڑی سلطنت سے تھا اور مسلمان مالی تنگی کا سامنا کر رہے تھے، صحابیات رسول نے بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مجاہدین کو سامان فراہم کرنے میں حصہ ڈالا۔

یہ محض ماضی بعید کے قصے ہی نہیں، آج بھی الحمدللہ امت میں ایسی مائیں بہنیں موجود ہیں جن کی قربانیاں اسلام کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ شیشان میں شہید ہونے والے قائد ابو جعفر یمنی رحمہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کی مثال ہمارے سامنے ہے جنہوں نے اپنا سارا زیور بیچ کر اپنے بھائی کا اسلحہ و دیگر ضروری سامان پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ پھر سے اس امت کو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جیسی مائیں اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا جیسی بہنیں عطا فرمائے۔ آمین

موجودہ صلیبی جنگ میں مجاہدین تو اللہ کی نصرت اور تائید سے کامیابی سے ہم کنار ہو چکے ہیں۔ افغانستان سے صلیبیوں کی پسپائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ مجاہدین اس پندرہ سالہ جنگ میں سرخرو ہوئے ہیں...اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں اُن کے شامل حال ہیں...وہ اپنی منزلوں کی جانب بلاخوف و جھجک بڑھ رہے ہیں...کفر دم سادھے عساکر اسلام کی پیش قدمی دیکھ رہا ہے اور خوف سے اندر ہی اندر گھُل رہا ہے...ایسے میں جسے اس نفع بخش سودے میں اپنا حصہ ڈالنا ہے، ڈال دے...اللہ تعالیٰ غنی عن العالمین ہے...اُس نے نانِ جویں کھا کر پیٹ بھرنے والے ضعفا کے ہاتھوں دنیا کے فراعین کو نیچا دکھایا ہے...ان غربا اور اجنبیوں کے لیے تو اُس نے جو مراتب مقرر کر رکھے ہیں...یہ اپنی جانیں وار کر اُن فضیلت والے مراتب کو پا رہے ہیں...مسئلہ تو پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے لیے ہے کہ وہ اپنے وسائل اور جان و مال بچا بچا کر رکھتے ہیں یا اُنہیں راہِ خدا میں لُٹا کر منعمین کی رفاقت کے حق دار قرار پاتے ہیں۔

پس آج مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا کی صدا پر لبیک کہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، برکتیں اور مغفرتیں منتظر ہیں۔ مجاہدین اللہ ہی سے مدد کے طلب گار ہیں اور امت مسلمہ سے بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جان و مال سے اُن کی نصرت کے فریضے پر توجہ دیں۔ جو بہترین مال آپ اپنے لیے پسند کرتے ہیں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ اور یہ ادائیگی بھی صرف ایک بار کر دینا کافی نہیں بلکہ جہاد کے لیے اپنی آمدن میں سے ایک حصہ مستقلاً مقرر کر لیں اور اس کو مجاہدین تک پہنچائیں۔ اللہ ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں اپنے جان و مال کے ساتھ شرکت کرنے اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہاد کے لیے صدقہ کرنے کے فضائل

اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو کسی طرح بھی مجاہدین کی مدد نہیں کرتا۔ ایسا شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخت وعید کا نشانہ بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جس گھرانے کا کوئی فرد بھی قتال میں شرکت کے لیے نہ نکلے، نہ ہی دھاگے یا سوئی یا اس کے برابر چاندی سے کسی مجاہد کی تیاری میں مدد کرے اور نہ کسی مجاہد (کی غیر موجودگی میں اس) کے گھر والوں کی اچھی خبر گیری کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے (دنیا ہی میں) اس پر سخت مصیبت مسلط فرما دیتے ہیں''۔ (المعجم الأوسط للطبرانی)

اسی طرح وہ شخص جو خود صاحبِ مال نہ ہو، وہ بھی اہلِ ثروت حضرات سے مال جمع کر کے یا انہیں جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے پر ابھار کر یہ اجر و ثواب سمیٹ سکتا ہے۔ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ان الدال علی الخیر کفاعلہ

''بے شک نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے''۔ (ترمذی: کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں اپنے جان و مال کے ساتھ شرکت کرنے اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: ماہِ رمضان کی فضیلت

جیسے اندھا، لنگڑا، کانا، گنجا، اپاہج آدمی، آدمی تو ہوتا ہے، مگر ناقص۔ لہٰذا روزہ نہ رکھنا اس سے بھی اشد ہے، کیونکہ ذات کا سلب، صفات کے سلب سے سخت تر ہے۔''

پھر حضرتؒ نے روزے کو خراب کرنے والے گناہوں (غیبت وغیرہ) سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی جو صرف تین باتوں پر مشتمل ہے، اور ان پر عمل کرنا بہت ہی آسان ہے:

''خلق سے بلا ضرورت تنہا اور یکسو رہنا، کسی اچھے شغل مثلاً: تلاوت وغیرہ میں لگے رہنا اور نفس کو سمجھانا، یعنی وقتاً فوقتاً یہ دھیان کرتے رہنا کہ ذرا سی لذّت کے لیے صبح سے شام تک کی مشقت کو کیوں ضائع کیا جائے؟ اور تجربہ ہے کہ نفس پھسلانے سے بہت کام کرتا ہے، سو نفس کو یوں پھسلاوے کہ ایک مہینے کے لیے تو ان باتوں کی پابندی کر لے، پھر دیکھا جائے گا۔ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ جس طرز پر آدمی ایک مدّت رہ چکا ہو، وہ آسان ہو جاتا ہے، بالخصوص اہلِ باطن کو رمضان میں یہ حالت زیادہ مدرک ہوتی ہے کہ اس مہینے میں جو اعمالِ صالحہ کیے ہوتے ہیں سال بھر ان کی توفیق رہتی ہے''۔

☆☆☆☆☆

امیر المومنین ملااختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت اور امارت اسلامیہ افغانستان کے نئے زعیم کی تقرری سے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

الحمد للہ الذی بیدہ ملکوت کل شیء وإلیہ ترجعون. وإذا قضی أمرا فإنما یقول لہ کن فیکون. ولہ الحمد فی السموات والأرض وعشیا وحین تظھرون. یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحیی الأرض بعد موتھا وکذلك تخرجون. ونشھد أن لا إلہ إلا اللہ وحدہ لا شریك لہ ونشھد أن سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ الأمین المأمون، والجوھر المکنون . اللھم فصل وسلم علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ الذین ھم فیما عند اللہ راغبون وبعد، قال اللہ تبارك وتعالی:

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ وَمَن يُؤْمِن بِاللهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَأَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (التغابن: ۱۳)

''کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی رسول اطاعت کرو پس اگر تم منہ پھیر لوگے تو تمہارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول پہنچا دینا ہے۔اور اللہ جو معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو مؤمنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں''۔

امارت اسلامیہ افغانستان قضائے الٰہی، رضا اور محکم ایمان کے ساتھ اعلان کرتی ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے زعیم امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ ۱۴/ شعبان المعظم بمطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۶ء کو قندہار کے ریگستان اور بلوچستان کے نوشکی کے قریب سرحدی علاقے میں امریکی طاغوتی ڈرون حملے میں شہید ہوئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان تمام عہدیداروں، مجاہدین، افغان مجاہد عوام، عالم اسلام اور خاص کر شہید امیر المومنین تقبلہ اللہ کے غمزدہ خاندان کو تعزیت پیش کرتی ہے اور اللہ تعالی کی دربار سے شہید امیر المومنین تقبلہ اللہ کی شہادت کی قبولیت اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرنے کی التجا کرتی ہے۔اللہ تعالی شہید منصور تقبلہ اللہ پر رحم فرمائے اور ان کے خاندان، اقربا، مجاہدین اور امارت اسلامیہ کو اس عظیم مصیبت میں صبر جمیل، اجر عظیم اور نعم البدل نصیب فرمائے۔امین یارب العالمین!

مومن بھائیو! تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ کی حق پر جمنے والی تحریکیں ہمیشہ اپنے رہبروں کی شہادت، وفات وغیرہ مصائب سے روبرو ہوئی ہیں، مگر ایسے عظیم مصائب نے کسی صورت میں اہل ایمان کو مایوس نہیں کی ہے، بلکہ انہیں مضبوط تر کر کے انہوں نے بلند عزم اور قوی ایمان کے ساتھ آخری مرحلے تک برحق جدوجہد کو جاری رکھا۔

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (آل عمران: ۱۴۶)

شہید امیر المؤمنین تقبلہ اللہ، اللہ تعالی کے بندے اور راہ حق کے مجاہد تھے۔انہوں نے اپنی ذمہ داری کو بہتر اور احسن طریقے سے ادا کی۔موت کے وقت تک اپنے ایمان اور برحق عزم پر محکم رہے۔امارت اسلامیہ کے زعامت کے مختصر عرصے میں عزم، ایمان اور سربلندی کے ایسے کارنامے تاریخ کے حوالے کردیے، جن پر ہمیشہ بالعموم مسلمان اور بالخصوص مزاحمت کار اور مجاہدین فخر کریں گے۔انہوں نے زمان اور مکان کے تمام مشکلات اور امتحانی شرائط کے ساتھ ساتھ عالمی طاغوت کے بارہا مطالبات اور دھمکیوں کا سامنا کرتے ہوئے کسی کی مسلط شدہ اور جعلی گزارشات کو قبول کیا اور نہ ہی دھمکیوں، خوف، ملکی و غیر ملکی سازشوں اور دباؤ نے ان کے عزم کو متزلزل کیا۔شہید منصور صاحب رحمہ اللہ نے امارت اسلامیہ کے زعامت کی ذمہ داری کو عین اپنے سلف امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی طرح سرانجام دیا؛ یہاں تک کہ اسی مایہ ناز مؤقف، قوی ایمان اور توکل کے ساتھ جہادی سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کے حضور جا پہنچے۔

جیسا کہ امام یا امیر کی شہادت یا وفات کے بعد مؤمنوں کے لیے نئے امیر کا انتخاب مسلمانوں کا لازمی فریضہ ہے۔امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوری جو علمائے کرام، تفاسیر اور احادیث کے اساتذہ، اسلامی سیاستدانوں، دانشوروں اور جہادی تجربات رکھنے والے افراد پر مشتمل معتبر شوریٰ اور اہل الحل والعقد کے تمام شرعی امور سے برخوردار ہے، ایک اجلاس کے دوران کافی غور و فکر اور ہمہ پہلو مذہبی و جہادی مصلحت کے بعد جناب شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ صاحب کو امارت اسلامیہ کے نئے زعیم کے طور پر شوریٰ کے تمام ارکان نے متفقہ طور پر منتخب کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔اسی طرح جناب الحاج ملا سراج الدین حقانی صاحب اور مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے فرزند جناب مولوی محمد یعقوب مجاہد صاحب معاونین کے طور پر منتخب کیے گئے۔امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ اپنے تمام مجاہدین اور عام دین دار عوام کو ان شرائط میں وحدت اور توکل علی اللہ کی جانب مدعو کرتے ہیں۔مجاہدین کسی قسم کی تشویش نہ کریں۔للہ الحمد ہمارا ناصر اور مددگار رب ہے۔اسلام اور جہاد کی مشعل جو چودہ صدیوں تک روشن رہی، قیامت تک روشن ہی رہے گی! اللہ تعالی کے شکر کا مقام ہے کہ امارت اسلامیہ کے نام سے ہمارا ایک منظم اور سالم نظام ہے۔اس نظام کی حفاظت، دیکھ بھال اور استحکام کے لیے یہ سب کا اسلامی فریضہ ہے کہ نئے امیر المؤمنین جناب شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ صاحب کے ساتھ بیعت کریں اور ان کے زیر قیادت اپنے برحق جدوجہد کو جاری رکھے۔اسی طرح امارت اسلامیہ کی قیادت اور رہبری شوری تمام مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ کل (۱۹/ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ) سے تین دن کے لیے شہید امیر المؤمنین ملااختر محمد منصور رحمہ اللہ کے فاتحہ اور ان کے مبارک روح کو ایصال ثواب کی نیت سے قرآن عظیم الشان کا ختم کریں۔

والسلام: رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

۱۸/ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۵/ مئی ۲۰۱۶ء

ہم شریعت کی حاکمیت پر آپ سے بیعت کرتے ہیں

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت اور نئے امیر المومنین ملا ہیبت اللہ نصرہ اللہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کے لیے امیر جماعت قاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کا بیان

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ ومن والاہ!

امیر المومنین مولوی ہیبت اللہ حفظہ اللہ کی طرف کہ اللہ نے حق کے ذریعے ان کی اور ان کے ذریعے حق کی تائید فرمائی اور آپ کے ذریعے اپنے دین، اپنی کتاب اور اپنے مومن بندوں کی مدد فرمائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ اور آپ کے بھائیوں، سپاہیوں اور مددگاروں کو اپنی پسندیدگی اور رضا کے ساتھ دنیا میں عزت اور آخرت میں کامیابی عطا فرمائے اور دونوں جہانوں میں آپ کو ہر طرح کی تکلیف اور شر سے محفوظ رکھے۔

اما بعد! امت مسلمہ اور مجاہدین، مہاجرین اور محاذوں پر برسرِ پیکار افراد پر امیر المومنین ملا اختر محمد منصورؒ کی شہادت سے صدمے اور غم کی کیفیت طاری ہے۔ اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ پر۔ اللہ رب العزت اپنے دائمی فضل ونعمت سے ہمیں ان کے ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا کر فرمادے۔

ہم گواہ ہیں کہ وہ حق پر ثابت قدم رہنے والے مجاہد، مرابط، قائد اور امیر المجاہدین تھے یہاں تک کہ صلیبیوں کی میزائل حملے کے نتیجے میں شہید ہو کر اپنے رب سے جا ملے۔

یقیناً وہ اعلیٰ ترین مقام جس کی ہر مجاہد تمنا کرتا ہے شہادت فی سبیل اللہ کا یہی مقام ہے! انہیں یہ رتبۂ بلند اس وجہ سے ملا کہ انہوں نے اپنی زندگی، روس اور اس کے کمیونسٹ مددگاروں کے خلاف جہاد اور پھر امریکی صلیبیوں، ان کے حلیف اور پیروکاروں کے خلاف جہاد کرنے میں گزار دی۔

شہید رحمہ اللہ نے اپنی زندگی اپنے اور ہمارے امیر ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دیتے ہوئے گزاری۔ ان دونوں کی کیا خوب جوڑی تھی جن کے جہاد کا مقصد یہ تھا کہ افغانستان کو برائی، ظلم، فساد اور مسلمانوں پر سرکشی کرنے سے پاک صاف کر دیں۔ وہ اپنی زندگی، امارت اسلامیہ کا قیام کرنے اور اسے مضبوط کرنے اور اس کے دشمنوں اور مشرق و مغرب کے بکاؤ مال ایجنٹوں کے خلاف قتال کرنے میں گزار کر اپنے پروردگار کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے اپنی زندگی، کمزور مہاجرین کا دفاع کرنے میں گزاری جب وہ اپنے امیر ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے ساتھ ایک مسلمان کی عزت کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ملا اخترؒ اور ان کے صالح ساتھیوں نے کسی بھی مسلمان کو کفار کے حوالے کرنے سے انکار کیا، انہوں نے پہاڑ جیسے حوصلوں کے ساتھ طوفانی صلیبی حملوں کا سامنا کیا۔ جو انہیں اپنے سامنے جھکانا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اعلان کیا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے نہیں جھکیں گے اگرچہ اس کے لیے انہیں اپنے جان، مال، گھر بار، اہل و عیال، ملک اور دیگر دنیاوی چیزوں کی قربانی دینی پڑے۔ انہوں نے اس دور میں تاریخ مسلم میں ایک قابل فخر مثال قائم کی بلکہ پوری دنیا میں آزادی کی تحریکوں کے لیے مثال بنے۔

> آج آپ کے مسلمان بھائی اور بیٹے آج اُن کفار کی دشمنی کا سامنا کر رہے ہیں جن کی کوشش ہے کہ کاشغر سے چین تک اور شیشان کی چوٹیوں سے وسط افریقہ تک اسلام کا خاتمہ کر کے مسلمانوں میں فساد پھیلا دیا جائے۔ یہ مظلوم لوگ بھی امارت اسلامیہ کی طرف دیکھ رہے ہیں جو جنگ اور مظالم سہنے کے باوجود ان کے سامنے پوری طاقت سے کھڑی ہے کہ بیشک یہ امارت اسلام کا قلعہ اور مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے۔ پس اللہ ذوالجلال سے ہی مدد طلب کریں اور ان مظلومین کی توقعات پر پورا اتریں۔

ملا اختر منصور رحمہ اللہ تمام عمر کابل میں قائم حکومت کا انکار کرتے رہے وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اسلام کی سرزمین پر یہ کٹھ پتلی حکومت قابض صلیبیوں نے قائم کی ہے۔ وہ جب تک وہ زندہ رہے وہ امارت اسلامیہ کے بھائیوں کی قیادت کرتے رہے، ان کے معاملات کی دیکھ بھال اور ان کی خیر خواہی کے لیے کوشاں رہے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں شہادت کے لیے چن لیا۔ نحسبہ حسیبہ ولا نزکی علی اللہ احد۔

ملا منصورؒ نے اپنی زندگی، امارت کی قیادت میں جہاد، ہجرت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اہلِ غدر و خیانت کے سامنے سینہ سپر رہتے ہوئے گزاری۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انہیں ان لوگوں میں شامل فرمادے جن کے متعلق اس کا فرمان ہے

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ (آل عمران: ۱۳۹-۱۴۱)

''دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔اِس وقت اگر تمھیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں،اور ان لوگوں کو چھانٹ لیناچاہتا تھاجو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دیناچاہتا تھا''۔

پس اے ہمارے شہید امیر !اللہ آپ پر رحم کرے جیسا کہ ہمارا گمان ہے۔ملااختر محمد منصور رحمہ اللہ مجاہد،مہاجر،نیکی کا حکم دینے والے،برائی سے روکنے والے،ظلم و فساد کو روکنے والے تھے۔بے شک ہم اللہ کی رضاپر راضی اور اس کی تقدیر کو تسلیم کرتے ہیں اور دعاکرتے ہیں کہ وہ ہمیں حق کی ادائیگی،اپنے دین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور راہ جہاد پر اپنے فضل اور توفیق سے ثابت قدم رکھے۔ شہید امرا،مجاہدین کے ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کی انہی کوششوں کو آگے بڑھاتے ہوئے جن میں اسدالاسلام اسامہ بن لادنؒ، ہمارے بھائی ابو مصعب زرقاویؒ،ابی حمزہ المہاجرؒ، مصطفی ابو یزیدؒ،ابو للیثؒ،عطیۃ اللہؒ،ابو یحییٰ اللیبیؒ اور دیگر مخلص مشائخ جہاد رحمہم اللہ شامل ہیں۔ راہ جہاد میں اسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے اور انہی کوششوں کو آگے بڑھاتے ہوئے جماعۃ القاعدہ کا امیر ہونے کی حیثیت سے میں آپ کو اپنی بیعت پیش کرتا ہوں اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے منہج کی تجدید کرتے ہوئے امت مسلم کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ امارت اسلامیہ کی تائید اور بیعت کریں۔

پس ہم کتاب اللہ،سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتے ہیں۔

☆ہم شریعت کی حاکمیت پر آپ کی بیعت کرتے ہیں تاکہ مسلم سرزمینوں پر شرعی امارت قائم ہو جو حاکم ہو محکوم نہیں،کوئی اس کے مقابل کھڑا نہ ہو سکے۔

☆ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم ہر نظام،عہد، قانون اور میثاق سے برأت کریں گے جو شریعت کے مخالف ہو گا اگرچہ ایسے قوانین مسلمان ممالک میں ہوں یا کسی اور ملک میں ہوں،کسی نظام میں ہوں یا پارلیمنٹ میں یا کوئی بھی ادارہ جس کا نظام شریعت کے مخالف ہو جیسا کہ اقوام متحدہ وغیرہ۔ ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ کاشغر سے اندلس تک،قوقاز سے صومال اور وسطی افریقہ تک،کشمیر سے فلسطین تک، چین سے کابل تک،بخارا سے سمرقند تک مسلم ممالک کے ایک ایک انچ کو غاصبوں سے پاک کریں گے۔

☆ہم آپ سے اس امر پر بیعت کرتے ہیں کہ ان حکمرانوں کے خلاف جہاد کریں گے جنھوں نے شریعت کو تبدیل کر دیا اور مسلمان ممالک پر مسلط ہو کر شرعی احکامات کو معطل کر دیا اور مسلمانوں پر کفار کے قوانین لاگو کیے اور بدعنوانی اور فساد کو عام کر دیا۔ان فسادی حکمرانوں نے مسلمانوں پر ایسا ارتدادی نظام مسلط کیا جو شریعت کی تحقیر کرتا اور کفار کے عقائد و فلسفے کا پرچار کرتا ہے،انہوں نے ہی مسلمانوں کی دولت کفار کے حوالے کی۔

☆ ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی کمزور مسلمانوں ہوں گے ہم ان کی مدد کریں گے اور ہم اپنی استطاعت کے مطابق نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔

☆ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم اپنی قیادت کی طرح کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امارت اسلامیہ کا دفاع کریں گے۔

☆ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم خلافت علی منہاج النبوہ کا قیام کریں گے جس میں مسلمانوں کا انتخاب واختیار ہو گا،جو عدل پھیلائے گی اور شوریٰ کو آسان کرے گی،امن عام کرے گی، ظلم دور کرے گی، حقوق ادا کرے گی،علم جہاد بلند رکھے گی۔

ملااختر منصور رحمہ اللہ تمام عمر کابل میں قائم حکومت کا انکار کرتے رہے وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اسلام کی سرزمین پر یہ کٹھ پتلی حکومت قابض صلیبیوں نے قائم کی ہے۔وہ جب تک وہ زندہ رہے وہ امارت اسلامیہ کے بھائیوں کی قیادت کرتے رہے،ان کے معاملات کی دیکھ بھال اور ان کی خیر خواہی کے لیے کوشاں رہے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں شہادت کیلیے چن لیا۔نحسبہ حسیبہ ولا نزکی علی اللہ احد۔ ملا منصورؒ نے اپنی زندگی امارت کی قیادت میں جہاد،ہجرت،امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اہلِ غدر و خیانت کے سامنے سینہ سپر رہتے ہوئے گزاری۔

☆ہم ان سب باتوں پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہمیں پسند ہو یا ناگوار، تنگی ہو یا آسانی ہر حال میں اپنی استطاعت کے مطابق نیکی کے کاموں میں آپ کی سمع وطاعت کریں گے۔

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے تاکہ ہم اس بیعت کا حق احسن طریقے سے ادا کرسکیں اور آپ کی بھی مدد کرے تاکہ آپ اسے قائم رکھ سکیں۔

مولانا امیر المومنین مولوی ہبیت اللہ حفظہ اللہ اور ان کے رفقاء! بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو فضیلت دی ہے جس طرح آپ کے اسلاف امیر المومنین ملا محمد عمر اور امیر المومنین ملا محمد اختر منصور رحمہما اللہ کو اور امارت اسلامیہ کو روس اور اس کے کمیونسٹ ساتھیوں کے خلاف جہاد کرنے پر فضیلت دی۔ پھر اللہ نے آپ پر احسان کیا کہ سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد جب دنیا میں کوئی شرعی امارت قائم نہ تھی آپ نے پہلی شرعی امارت قائم کی جس کی وجہ سے جہاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا گیا۔ مجاہدین ومہاجرین نے اس امارت میں صدق واخلاص کو محسوس کیا اور اس کی بیعت کی۔

امام مجدد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے بھی اس امارت کی بیعت کی اور مسلمانوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی اور اعلان کیا کہ یہ بیعت 'بیعتِ عظمیٰ' ہے۔ پھر ہر وہ شخص جس نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور القاعدہ کی بیعت کی تھی اس نے امارت اسلامی کی بیعت کی، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو جہاد کی وجہ سے فضیلت دی کہ آپ صلیبی حملے کے سامنے ڈٹے رہے اور یہ فضیلت بھی آپ کے حصہ میں آئی کہ آپ نے اپنے بھائیوں اور مہاجرین کا دفاع اور حفاظت کی اور ان کو بچانے کیلیے اپنے ملک، حکومت، جان، مال کی سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

آج آپ کے مسلمان بھائی اور بیٹے آج اُن کفار کی دشمنی کا سامنا کر رہے ہیں جن کی کوشش ہے کہ کاشغر سے چین تک اور شیشان کی چوٹیوں سے وسط افریقہ تک اسلام کا خاتمہ کر کے مسلمانوں میں فساد پھیلا دیا جائے۔ یہ مظلوم لوگ بھی امارت اسلامیہ کی طرف دیکھ رہے ہیں جو جنگ اور مظالم سہنے کے باوجود ان کے سامنے پوری طاقت سے کھڑی ہے کہ بے شک یہ امارت اسلام کا قلعہ اور مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے۔ پس اللہ ذوالجلال سے ہی مدد طلب کریں اور ان مظلومین کی توقعات پر پورا اتریں۔

[اشعار کا ترجمہ]

اہل عزم پر ان کی ہمت کے مطابق آزمائش آتی ہیں

جو انسان جتنا نیک ہوگا اس کی اتنی عزت ہوگی

چھوٹی چیزیں چھوٹی ذہنیت کو بڑی دکھائی دیتی ہیں

اور عظیم افراد کو بڑی چیزیں چھوٹی نظر آتی ہیں

آخر میں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اپنی اطاعت اور شریعت کو قائم کرنے، اپنے دوستوں کی مدد اور اپنے دشمنوں سے جہاد کے صلے میں آپ کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ فرمائے۔ ہم آپ کا لشکر اور مددگار ہیں اور آپ کے دستوں میں سے ایک دستہ ہیں۔ صدق اللہ العظیم۔

وَمَن يَتَّقِ اللَّـهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا○وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّـهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّـهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّـهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق: ۲،۳)

''جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اُس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اُس کا گمان بھی نہ جاتا ہو جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے''۔

آپ کا بھائی ایمن الظواہری

امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ

☆☆☆☆☆

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے موقع پر

مصدر: 'شریعت یا شہادت' کی ویب سائٹ

الحمدللہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین محمد و علی آلہ و صحبہ و ذریتہ و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین و بعد

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ٥ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ ٥

''کہہ دو کہ: ''اللہ نے ہمارے مقدر میں جو تکلیف لکھ دی ہے، ہمیں اُس کے سوا کوئی اور تکلیف ہر گز نہیں پہنچ سکتی۔ وہ ہمارا رکھوالا ہے، اور اللہ ہی پر مؤمنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے''۔ اور کہہ دو کہ: ''تم ہمارے لیے جس چیز کے منتظر ہو، وہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ (آخر کار) دو بھلائیوں میں سے ایک نہ ایک بھلائی ہمیں ملے۔ اور ہمیں تمہارے بارے میں انتظار اس کا ہے کہ اللہ تمہیں اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سزا دے۔ بس اب انتظار کرو، ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں''۔ (التوبۃ: ۵۱تا۵۲)

علمائے کرام مذکورہ بالا آیات میں ''احدی الحسنیین'' یا ''دو بھلائیوں'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''یعنی یا تو ہمیں فتح ہو، یا ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو جائیں، اور ہمارے لیے یہ دونوں باتیں بھلائی کی ہیں۔ تم سمجھتے ہوں کہ اگر ہم شہید ہو گئے تو ہمارا نقصان ہو گا، حالانکہ شہادت نقصان کا نہیں بڑے فائدے کا سودا ہے''۔

پس اے امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہمارے گمان کے مطابق جب تک اس دنیا میں رہے، فاتح رہے اور اس دنیا سے گزرے تو بھی بھلائی کے ساتھ، اللہ کے راستے میں شہادت کی منزل کو پہنچے، بلاشبہ آپ نے بڑے فائدے کا سودا کیا۔ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین، مولانا، الحاج، ملا اختر محمد منصور رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت قبول فرمائیں۔ ان کو جنت الفردوس میں انبیاء، صدیقین، شہداو صالحین کا ساتھ عطا فرمائیں۔ اللہ پاک ملا صاحب کی ضیافت جنت میں اس طرح فرمائیں جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان ہے۔ آمین یاربّ العالمین۔

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور کے ایمان و جہاد پر استقامت، عزم و حوصلہ اور جرأت و استقلال پر امتِ مسلمہ بالعموم اور مجاہدینِ عالی قدر بالخصوص شاہد ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنے سلف، بت شکن، عمرِ ثالث، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے طریقے پر چلتے ہوئے عالمی کفر کے سردار امریکہ اور اس کی قیادت میں قائم صلیبی صہیونی اتحاد سے زبردست جنگ جاری رکھی۔ عرب و عجم سے آئے مجاہدین کی نصرت کی، ان کی دیکھ بھال کی، ان کو زمین دی، ان کی حفاظت کی اور اپنے مبنی بر حق مؤقف پر قائم رہے۔ ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے اہلِ کفر کے فریبوں، سازشوں، دھوکوں کا تو مقابلہ کیا ہی، ساتھ میں ان کی پیش کشوں، امن کے نام پر اللہ سے جنگ اور عہدوں اور مراعات کے لالچ کو بھی ٹھکرایا۔ ساری دنیا کے مجاہدین، امتِ مسلمہ کے نامور علمائے حق اور عوام نے آپ کی امارت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ آپ کی سمع و طاعت میں ہر حکم کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے مانا۔ امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ ایک ایسے نازک دور میں امتِ مسلمہ کے قائد رہے جب اسلام اور اہلِ اسلام کو اندرونی اور بیرونی سازشوں کا بیک وقت سامنا رہا۔ ایک ایسا کٹھن وقت جب مغرب کے صلیبی و صہیونی کافر بھی حملہ آور تھے تو مشرق کے بد طینت منافق اور اللہ کی شریعت کے دشمن انٹیلی جنس و عسکری ادارے، روافض، مودی، راحیل، رضوان و اشرف غنی جیسے مکار دشمن بھی سازشوں کے جال بچھانے اور کھلے عام جنگ کا اعلان کیے ہوئے تھے۔ ایسا زمانہ جب عالمِ اسلام اور افغانستان و برِّ صغیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے، امریکی طاغوتِ اکبر، گجرات و آسام، کشمیر و مظفر نگر میں خون کی ہولی کھیلنے والے، گائے کے پجاری مکار بھارتی ہندو بنیئے، پاکستان کی اللہ سے باغی اور شریعت دشمن فوج و حکومت، اشرف غنی جیسا کٹھ پتلی حکمران اور چین کے ظالم دہریے کافر ایک میز پر بیٹھ کر، اللہ کی شریعت سے متصادم کسی مفاہمت پر سودا بازی کرنے کی باتیں کر رہے تھے۔ ایسے حالات میں امیر المؤمنین رحمہ اللہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے ثابت قدم رہے، جہادِ حق کرتے رہے اور مجاہدین و مسلمان عوام کو اصل راستے پر ڈٹے رہنے کی نصیحت کرتے رہے۔

جیسا کہ اِمارتِ اسلامیہ کی رہبری شوریٰ نے اپنے اعلامیے میں ذکر کیا کہ عالی قدر امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے اپنی اِمارت کے مختصر عرصے میں عزم، ایمان اور سربلندی کے ایسے کارنامے تاریخ کے حوالے کر دیے ہیں، جن پر ہمیشہ بالعموم مسلمان اور بالخصوص مزاحمت کار اور مجاہدین فخر کریں گے، ان شاءاللہ۔

امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گمان میں ایسے جواں مرد، ایک ایسے رجل تھے کہ جن رجال کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مبارک کتاب میں فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ٥

''اِنہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا، اُسے سچا کر دکھایا۔ پھر اُن میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کر دیا، اور کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں، اور اُنہوں نے (اپنے ارادوں میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔'' (سورۃ الاحزاب: ۲۳)

(بقیہ صفحہ ۱۴۱ پر)

امیرنا الملا... مُلّا ہمارے امیر ہیں!

معین الدین شامی

''ہمارے امیر، ملا ہیں۔ جنہوں نے اپنے دین پر ذرا برابر بھی سودے بازی نہیں کی۔ تمام عالم کے لشکروں نے ان کے ہاتھ پر بیعتِ امامت و جہاد کی ہے، اور سب کے سب کی روحیں اللہ کے دین کے وقف ہیں!''

ہمارے محبوب امیر المومنین، بت شکن، عمرِ ثالث، ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، عالی قدر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہادت کے عالی مرتبے پر فائز ہوئے۔ سوگواران اور ورثا میں اہل خاندان تو شامل ہوا ہی کرتے ہیں، لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کے غم میں ایک عالم روتا ہے۔ ساری امتِ مسلمہ کسی کسی کے جانے کا درد یوں محسوس کرتی ہے گویا، ماں کی شفقت سے محروم ہو گئی ہو یا باپ کے گھنے سائے کا درخت یکا یک گر گیا ہو۔ ہمارے ملا اختر محمد منصورؒ بھی ایسے ہی تھے۔ جس شب ان کی شہادت کی اطلاع آئی، کئی آنکھیں اشک بار تھیں۔ کئی کی ہچکی بندھی تھی۔ امامِ عادل کے جانے کا غم یو نہی ہوا کرتا ہے۔

ہم نے ملا صاحب سے نہ بالمشافہ ملاقات کی، نہ ان کو تصویر کے علاوہ کبھی دیکھا، لیکن ان کی امامت میں، امارتِ اسلامیہ میں ایک مختصر سا وقت گزارا۔ ملا اختر صاحب نے بڑے ملا صاحب، ملا محمد عمر ہی کے طریقے پر سفر جاری رکھا۔ اہلِ ایمان کی نصرت، مہاجرین سے الفت، عوام میں عدل وانصاف کی فراہمی، مسلمانوں کو اہلِ کفر کے شکنجے سے آزادی دلانے کے لیے جہادِ حق، مسلمانوں کے رازوں کی حفاظت، غرض وہ سبھی کچھ جو بڑے ملا صاحب کے زمانے میں تھا، ملا اختر صاحب کے دور میں دیکھا گیا۔

ہمارے دونوں ملا صاحبان کے زمانے میں، قاضی حضرات گاؤں گاؤں چکر لگایا کرتے تھے۔ کہیں کوئی بے انصافی کی بات ہوتی تو وہاں کی مسجد عدالت کا روپ دھار لیتی۔ سال ۱۴۳۶ھ کے اواخر کی بات ہے کہ ہم کچھ ساتھی بت شکن سلطان، محمود کی ولایت (ولایت یعنی صوبہ) غزنی کی ایک مسجد میں بیٹھے تھے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوا۔ نمازِ وسط ادا کی گئی۔ زیادہ تر نمازی اپنے اپنے کاموں اور گھروں کی جانب چل دیے۔ مگر پینتیس سے چالیس (۳۵-۴۰) لوگ مسجد کے ایک کونے میں جمع ہونے لگے۔ بالکل کونے میں ایک نشست پر ایک سفید ریش بزرگ، جنہوں نے سفید عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا، تشریف فرما تھے۔ ایسے میں ایک طرف سے آواز بلند ہوئی۔ وہ شخص خاموش ہوا تو ایک اور بولنا شروع ہو گیا۔ سلسلہ چلتا رہا۔

ہم محوِ حیرت تھے کہ یہ کیا منظر ہے؟ یہ تکرار ومباحثہ کیا ہے؟

کونے میں بیٹھی، سفید عمامے و سفید داڑھی والی پر وقار شخصیت کا رخ ہر بولنے والے کی جانب مڑتا، لیکن ان کے لب ذرا بھی نہ ہلتے۔ نہ آنکھوں اور بھنوؤں ہی سے کوئی اشارہ جاری ہوتا۔ پُر وجاہت، مگر سپاٹ چہرہ سب ہی سنتا رہا۔ ہم مہاجر مجاہد ساتھی جو پشتو زبان سے بہت زیادہ واقف نہ تھے، مگر کچھ کچھ معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے، ایک دوسرے کی طرف دیکھتے، اور سرگوشیاں کرتے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

ایسے میں ہمارے ساتھ موجود ایک بھائی نے کہا کہ ان کا کوئی زمین وغیرہ پر مسئلہ ہے اور وہ پُر وقار شخصیت شاید قاضی ہیں۔ سب کا گمان، ان بھائی کی بات سن کر یقین میں بدل گیا۔ سماعتی کارروائی جاری تھی کہ اتنے میں افغانی مسلمانوں کی روایت کے مطابق سبز قہوہ، مٹھائی، قند اور چینی کے ساتھ ان سب کو بھی پیش کیا گیا اور غالباً، جن کو ہم قاضی خیال کر رہے تھے کہ پوری محفل میں پہلے اشارے کی صورت ہمیں بھی پیش کیا گیا۔

چائے، چھوٹے چھوٹے فنجانوں (کپوں) میں نوش کی جانے لگی اور فریقین کا غصہ، ہم ہمہ، تکرار و بحث ذرا تھم گئی۔ ان سفید ریش بزرگ نے غالباً چائے کا پہلا فنجان پیتے ہی اپنے بیٹھنے کا انداز بدلا۔ سب کی نظریں ان پر جم گئیں۔ اور وہ بابا جی دھیمے انداز میں بولنے لگے۔ سب ہی ان کی بات کو بغور سنتے رہے۔ شاید پانچ سے دس منٹ کی گفتگو کی ہو گی ان بزرگوں نے۔ سب ہی سامعین ان بابا جی سے متفق نظر آنے لگے۔ کچھ لمحے مزید بیتے اور ان بزرگوں نے مجلس برخاست کر دی۔ سب ہی لوگ اٹھے اور ہماری جانب بڑھے۔ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ سب ہی، کیا نوجوان، کیا درمیانی عمر کے اصحاب اور کیا بزرگ ہم سے گرم جوشی سے اور مسجد کے ہال سے نکلنے لگے۔

یہ سب کیا تھا؟ کس چیز کا منظر تھا؟ بابا جی کون تھے؟ بحث و تکرار کس چیز پر تھی؟

ایسے میں ایک نوجوان، جس نے سر پر غالباً سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا، ہمارے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ جلدی جلدی حال احوال معلوم کر کے اور اس کو اپنی خیریت کی خبر دے کر ہم نے اس سے پوچھا کہ یہ سب کیا تھا؟

تو اس نے بتایا کہ مقامی گاؤں میں کچھ آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا۔ جھگڑے کے فریقین اپنے اپنے دلائل دے رہے تھے۔ اور وہ کونے میں بیٹھے بزرگ میرے والد ہیں، عالمِ دین ہیں اور اس جھگڑے میں قاضی تھے۔ معاملہ سلجھ گیا ہے اور سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں، کوئی پریشانی کی بات نہیں۔

زیادہ تفصیل اس نے نہ بتائی... لیکن وہ کوئی زمین وغیرہ ہی کا جھگڑا تھا۔ مجھے اپنے خالو اور رشتے کے نانا کی زمین کا جھگڑا یاد آیا۔ جو تقسیم ہند کے وقت ۱۹۴۷ء میں شروع ہوا تھا۔ ہمارے وہ رشتے کے نانا' جے پور میں کوئی زمین چھوڑ کر آئے تھے جس کا متبادل سرکار نے انہیں جنوبی پنجاب میں دیا تھا اور وہاں کے جاگیر دار نے اس پر ناحق قبضہ جما لیا تھا۔ اسی زمین کے معاملے کی مقامی عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک شنوائی میں ہمارے ان نانا کی عمر

کھپ گئی اور وہ سنہ ۹۰ء کی دہائی کے وسط میں، اسی مقدمے کی کارروائی سننے کے بعد اپنے بڑے بیٹے کے ہمراہ اسلام آباد سے واپس جا رہے تھے کہ سڑک حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر کوئی مزید سات آٹھ سال ہمارے وہ خالو (ان نانا کے بیٹے) اس مقدمے کو بھگتتے رہے اور تقریباً پچپن سال کے بعد سپریم کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ لیکن جاگیر دار سے زمین پھر بھی بازیاب نہ ہوئی۔ بازیاب ہوئی تو سو سے زائد کڑیل نوجوانوں کی جاگیر دار کے ڈیرے پر ہلّا بولنے کی صورت میں!

ایک طرف پچپن سال میں زمین کا مقدمہ ایک نسل کے گزر جانے کے بعد ہوا اور سرکار انصاف نہ دلا سکی تو دوسری طرف ملا اختر محمد منصور کی امامت میں، صوبۂ غزنی میں ایک زمین کا جھگڑا پچپن سے ساٹھ منٹ میں حل ہو گیا۔ ان دو واقعات کا سبق واضح ہے، تبصرہ کرنے کی شاید ضرورت نہیں۔

۱۴۳۶ھ کے وسط میں ہم افغانستان کے صوبۂ پکتیکا کے سرحدی علاقے میں بیٹھے تھے۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی بصورتِ قیدی بند کیا گیا تھا۔ جاننے پر معلوم ہوا کہ یہ شخص اپنی بیوہ بیٹی (جس کا شوہر جہاد میں شہید ہوا تھا) کا نکاح زبردستی کرنا چاہتا ہے تاکہ لڑکے والوں سے پیسے وصول کرے جب کہ وہ خاتون جو دو تین بچوں کی ماں بھی ہیں دوبارہ شادی نہیں کرنا چاہتیں یا کم از کم اس جگہ نہیں کرنا چاہتیں جہاں ان کا باپ چاہتا ہے۔ امارتِ اسلامیہ کی انتظامیہ کو اس معاملہ کی خبر ہوئی تو امر بالمعروف کرنے والے 'اس بابے کو اٹھا لائے اور اب یہ شخص قاضی کے سامنے پیش ہو گا۔

کہاں ظلم پر مبنی، وحشیانہ جمہوریت، حقوقِ نسواں کے نام پر عورت تک پہنچنے کی مذموم و مسموم کوششیں، عورت کو آزادی دلانے کے نام نہاد نعرے اور عمل ان سب کے برعکس۔ کہاں عدل و انصاف، حقیقی حقوق، حقوق العباد ادا کرتا معاشرہ، شریعت کی معطر فضا جہاں ایک بیوہ بہن کی کہانی معلوم ہوئی تو نہ پشتو قانون کا لحاظ کیا گیا، نہ باطل روایات اور رسوم و رواج کا!

یہ دو واقعات تو بس ایک جھلک ہیں ایک عام بندے کی نظر نے جو دیکھے۔ عدل و انصاف اور دنیوی و اخروی فوز و فلاح کے طریقے بلاشبہ اوپر کی قیادت سے غزنی اور پکتیکا کے چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مقامی والیوں، قاضیوں اور امرا تک پہنچتے ہیں۔ یہ واقعات شاہد ہیں کہ اوپر، حکومت، امارت، امامت ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جو واقعتاً امیر المومنین یعنی ایمان والوں کا امیر ہے۔ امیر المومنین کی محبت اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کے دِلوں میں اس لیے بھی ڈالی ہے کہ امیر المومنین اللہ کے دین کا نفاذ کرتے ہیں۔

نفاذِ دین ہی وہ "جرم" ہے جس کو پاکستان کی منافق اور اللہ کی دشمن فوج و حکومت، ایران کے مجوسی روافض، افغانستان کے کٹھ پتلی، زر خرید منافق حکمران اور طاغوتِ اکبر امریکہ برداشت نہ کر سکے۔

> ہم نے ملا صاحب سے نہ بالمشافہ ملاقات کی، نہ ان کو تصویر کے علاوہ کبھی دیکھا، لیکن ان کی امامت میں، امارتِ اسلامیہ میں ایک مختصر سا وقت گزارا۔ ملا اختر صاحب نے بڑے ملا صاحب، ملا محمد عمر ہی کے طریقے پر سفر جاری رکھا۔ اہلِ ایمان کی نصرت، مہاجرین سے الفت، عوام میں عدل و انصاف کی فراہمی، مسلمانوں کو اہلِ کفر کے شکنجے سے آزادی دلانے کے لیے جہادِ حق، مسلمانوں کے رازوں کی حفاظت، غرض وہ سبھی کچھ جو بڑے ملا صاحب کے زمانے میں تھا، ملا اختر صاحب کے دور میں دیکھا گیا۔

ہم نے امیر المومنین، اپنے ملا صاحب سے نہ بالمشافہ ملاقات کی، نہ ان کو تصویر کے علاوہ کبھی دیکھا، لیکن ان کی امامت میں، امارتِ اسلامیہ میں ایک مختصر سا وقت گزارا۔ ان کے حکیمانہ فیصلے دیکھے۔ ان کی کفار و منافقین پر سختی اور اہل ایمان پر رحمت دیکھی تھی۔ ان کا کفر کے سامنے نہ جھکنا دیکھا۔ اور پھر آخر میں اپنے محبوب قائد کا، اپنے امیر کا، امیر المؤمنین کا بے کفن، ٹکڑے ٹکڑے ہوا لاشہ دیکھا...

؎ میر الاشئہ پامال دیکھو ذرا، زندگی ہی تو ہے!

آپ کو موت آئی تو ان شاء اللہ شہادت کی صورت! ایسی حالت میں کہ مسافر تھے! اور مسافر بھی قرونِ اولیٰ کے! گویا، ایک خادم کے ہمراہ، صحرا میں! نہ باڈی گارڈ، نہ لمبے چوڑے پروٹوکول، نہ فوجیں، نہ اسلحہ...بس اکیلے ہی۔ نجانے بوسیدہ جوڑا پہن رکھا ہو گا، ایک چادر ہو گی، شاید مسنون سیاہ عمامہ ہو گا اور بس۔

یہ امیر المومنین ہے، ملا اختر محمد منصور!

اختر یعنی ستارا، اور منصور یعنی فاتح!

اختر محمد منصور...یعنی محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا فاتح ستارا!

الوداع، امیر نا! الوداع اے خلیفۂ عادل کے خلیفہ! الوداع اے شہسوار! الوداع!

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆☆☆☆☆

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کا دورِ امارت

معاویہ حسین بخاری

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ملا اختر منصور رحمۃ اللہ علیہ اپنی قربانیوں اور مشقتوں بھری زندگی گزار کر بلوچستان اور قندھار کے ریگستان کے درمیان نوشکی کے مقام پر امریکی ڈرون حملے میں شہید ہو گئے۔آپ رحمہ اللہ امارت اسلامیہ افغانستان کے دور سے ہی کئی اعلیٰ ذمہ داریوں پر فائز رہے ،امریکی حملے کے بعد جہادی مزاحمت میں آپ نے بھرپور حصہ لیا،آپ قندھار کے گورنر بنائے گئے اور اس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے نائب بنے اور ان کی زندگی میں ہی ان کی ہدایات کے مطابق امارت اسلامیہ کے تمام عسکری و دعوتی معاملات کو سنبھالا اور ایک سپہ سالار کی حیثیت سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی کمان کرتے رہے۔۲۳ اپریل ۲۰۱۳ء کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مرکزی شوریٰ میں موجود علما اور جہادی قیادت نے آپ کو امیر المومنین مقرر کیا اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ کی وفات کی خبر عام ہونے تک اپنے فرائض کو بخوبی نبھاتے رہے ،اس سارے عرصے میں عسکری عملیات کم ہونے کی بجائے مسلسل بڑھتی رہیں اور اسی دوران میں امریکہ نے اپنی فوج کے انخلا کا اعلان کر دیا جو گویا مجاہدین کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست اور پسپائی کا اعتراف تھا۔یہ انخلا درحقیقت جزوی انخلا تھا اور امریکیوں کی بڑی تعداد پھر بھی افغان سیکورٹی فورسز کی ''معاونت'' کے لیے موجود رہی اور مجاہدین کے خلاف امریکی و نیٹو فضائیہ اور ڈرون ٹیکنالوجی کا استعمال بھی جاری و ساری ہے۔امیر المومنین ملا اختر منصور تقبلہ اللہ کی زیر قیادت مجاہدین کی مسلسل عسکری ضربوں سے طاغوتی ایوان لرز اٹھے اور مذاکرات کی بھیک مانگنا شروع کر دی اور ہر گزرتے دن کے ساتھ مذاکرات کی رَٹ میں اضافہ ہوتا گیا مگر بہترین سیاسی حکمت عملی کے تحت امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے ان کو سیاسی ، عسکری و دعوتی میدان میں مسلسل مات دیے رکھی۔آپ کی قیادت میں مجاہدینِ امارت اسلامیہ نے عالمی و مقامی طاغوتی افواج کے خلاف سیکڑوں اہم عسکری آپریشنز کیے۔آپ کے دور میں مجاہدین نے توسیعی منصوبہ بندی کے تحت درجنوں اضلاع پر اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑے،آپ کے زیر قیادت مجاہدین نے اللہ کے فضل و کرم سے امریکی حملے کے بعد پہلی دفعہ صوبہ قندوز پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کیا جب کہ نیٹو اور افغان سپیشل فورسز جنہیں امریکہ فضائیہ اور گن شپ ہیلی کاپٹر کی خصوصی مدد حاصل تھی وہ بھی کئی دنوں تک مجاہدین سے قندوز کو واپس لینے میں ناکام رہیں۔چند سالوں سے مجاہدین کے حوصلے اتنے بڑھ گئے کہ انہوں نے پرانی روایت کو توڑتے ہوئے سخت سرد موسم میں بھی عسکری عملیات جاری رکھیں۔ذیل میں امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کے دورِ امارت کے اہم کارناموں کا ذکر ہے:

جہادی صفوف کا استحکام:

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کا سب سے اہم کارنامہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد امتِ مسلمہ کے عظیم اثاثے اور مرحوم قائدین کی امانت یعنی اس امارتِ اسلامیہ کی ہر اندرونی و خارجی فتنے سے حفاظت کرتے ہوئے اس مبارک جہادی تحریک کو اپنے پیش رو کے طریقے پر جاری رکھنا ہے اور نہ صرف تحریک کا جاری رہنا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ کامیابیوں کا حصول بھی ان کے اہم کارناموں میں سے ایک ہے۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اعلان کے بعد جب ملا اختر محمد منصور نور اللہ مرقدہ کی جانشینی کا اعلان کیا گیا تو عالمی و مقامی طواغیت اور دجالی میڈیا اداروں کی نظریں طالبان مجاہدین پر لگی ہوئی تھیں کہ کب کوئی اختلاف رونما ہو اور نتیجے میں یہ مبارک جہاد آپسی لڑائی کی نذر ہو جائے مگر اللہ کی بے شمار رحمتوں کی بدولت ان خبثا کا یہ خواب خواب ہی رہا۔ان دنوں دجالی میڈیا نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قابل قدر خاندان اور دوسرے اہم جہادی قائدین وغیرہ کو لے کر پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کی پیالی میں طوفان برپا کیے رکھا جب کہ مذکورہ تمام افراد نے کسی قسم کی گروپ بندیوں کی تمام جھوٹی افواہوں سے برأت کا اظہار کر دیا۔منافقین و مرتدین نے اپنا کام تیز کر دیا، جو ایسے ہر موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں اور مجاہدین کو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور اہلِ ایمان میں شبہات پھیلانے کے درپے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی عالمی و مقامی میڈیا بھی طرح طرح کی افواہیں، جھوٹی خبریں اور نت نئے تبصرے پھیلانے میں مصروف رہا۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات تمام امتِ مسلمہ اور بالخصوص امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین کے لیے بڑے سانحے سے کم نہیں تھی اس لیے چند مجاہد قائدین، امارتِ اسلامیہ کی صفوف میں رہتے ہوئے امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی بیعت نہ کر پائے...ایسے میں دجالی میڈیا ان قائدین سے منسوب جھوٹی خبریں بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا تھا حالانکہ ان کا یہ اختلاف ایسا بڑا اختلاف ہرگز نہ تھا۔یہ قائدین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اعلان میں تاخیر وغیرہ جیسے امور پر مطمئن نہ تھے ، لیکن امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ اور رہبری شوریٰ کے معزز اراکین و علمائے جہاد نے ان کے اختلاف کو دور کرنے کی ہر ممکن سعی کی جس کے نتیجے میں بتدریج سارے قائدین نے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کی امارت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے بیعت کا اعلان کر دیے ،ان میں ملا حسن رحمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا عبدالقیوم ذاکر حفظہ اللہ وغیرہ شامل تھے۔اس موقع پر جب کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے سانحے سے مجاہدین بے حد مغموم تھے اور نئے امیر کی بیعت میں سستی ہوئی یا کسی معاملے پر ابتداءً

اطمینان نہ ہو سکا ان کے بارے میں امیر المومنین تقبلہ اللہ کی خصوصی ہدایات تھیں کہ ’’ایسے تمام مجاہدین کے اختلاف کو دور کیا جائے اور ان سے بے حد نرمی سے پیش آیا جائے کیونکہ وہ ہمارے مجاہد بھائی ہی ہیں‘‘۔ ایسی بڑی تحاریک میں قائد کی وفات جیسے مواقع پر کچھ نا کچھ بے انتظامی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو یہ تحاریک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں مگر یہ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی قابل شخصیت اور ان کے ساتھیوں کی شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ تھا کہ اللہ جل شانہ کی توفیق سے امارتِ اسلامیہ کی تمام صفوف مستحکم اور امات کی وفادار رہیں۔

منافقین کی نامرادی:

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اعلان کے ساتھ ہی ایسے تمام گروہوں اور افراد نے امارت میں دھڑا بندی کی کوششیں تیز کر دیں جنہیں مختلف مواقع پر امارتِ اسلامیہ کے شرعی ضوابط اور اصولوں سے انحراف وغیرہ کے جرم میں مجاہدینِ طالبان کی صفوف سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ ان میں وہ افراد بھی شامل رہے جو عہدوں اور ذمہ داریوں کا لالچ رکھتے تھے اور چند مختصر گروہ ایسے بھی تھے جو مختلف طاغوتی ایجنسیوں کی ایما پر اس مبارک جہاد کو امن مذاکرات کے ذریعے نام نہاد پرامن جمہوری جدوجہد میں بدلنے کے خواہش مند تھے۔ مگر ان سب کی رذیل خواہشیں ادھوری رہیں اور امارت اسلامیہ کسی قسم کی دھڑا بندی اور بدنظمی کا شکار نہ ہوئی اور جہاد پہلے سے بڑھ کر شدت سے جاری رہا البتہ مجاہدین پر ان منافقین کا فریب واضح ہو گیا۔ ان میں ’فدائی محاذ‘ جیسا بدنام زمانہ گروہ بھی شامل رہا جسے اس کے جرائم پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے احکامات پر انہی کے دور میں جہادی صفوف سے بے دخل کر دیا گیا تھا... لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نوراللہ مرقدہ کی وفات کے اعلان کے ساتھ ہی یہ گروہ بھی دوبارہ مجاہدین سے تعلقات بنا کر گروہ بندی کی کوششوں میں لگ گیا، لیکن امارت کے ذمہ داران کی کوششوں سے ان کے یہ سب منصوبے رائیگاں گئے۔ اس کے علاوہ امارتِ اسلامیہ سے علیحدہ ہونے والے ایک گروہ کے سرغنہ ملا رسول نامی شخص نے بھی اپنی تمام کوششیں عام مجاہدین کو امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ سے بدظن کرنے میں لگا دیں اور ملا حسن رحمانی رحمہ اللہ اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے خاندان کی جانب سے امارتِ اسلامیہ سے جھوٹے اختلافات کی خبریں بھی نشر کرواتا رہا مگر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے خاندان اور ملا حسن رحمانی رحمہ اللہ کی جانب سے وضاحتی بیان اور بیعت کے اعلان سے ان سب کو ناکام و نامراد ہونا پڑا۔ اس کے علاوہ ملا منصور داداللہ بھی اس سارے عرصے میں اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہا اور عہدوں کی لالچ میں آکر اسے بھی مجاہدین کے اعتماد سے ہاتھ دھونا پڑا۔ واضح رہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمتوں سے ان تمام مفسدین کے فتنے کو جہادی صفوف سے دور رکھنے میں امیر المومنین ملا اختر محمد منصور اور امارتِ اسلامیہ کے جہادی قائدین و شیوخ کی حکمت و بصیرت اور مخلصانہ کوششوں کا بھی اہم کردار رہا۔

انخلا کا ذلت آمیز امریکی اعلان:

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اس دوران میں ہوئی جب امریکہ کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور وہ ۲۰۱۴ء میں افغانستان سے انخلا کا ارادہ کر چکا تھا۔ امارت کی رہبری شوریٰ نے اس حساس موقع پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر افشا کرنا مناسب نہ سمجھا اور ان کے نائب ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو ان کا جانشین منتخب کر کے جہادی تحریک کو جاری و ساری رکھا گیا۔ ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کی قیادت میں مجاہدین نے صلیبی افواج پر اپنے حملوں کو بڑھا دیا اور افغانستان کے اہم ترین شہروں بشمول دارالحکومت کابل میں صلیبی و طاغوتی اہداف پر بہترین منصوبہ بندی سے منظم فدائی عملیات کی گئیں۔ امریکی و نیٹو قافلوں، عسکری مراکز، صلیبی فضائیہ اور اہم صلیبی شخصیات پر مختلف قسم کے حملوں کی تعداد میں کافی اضافہ دیکھا گیا جس کے نتیجے میں امریکہ کی معیشت تباہی کے کنارے جا کھڑی ہوئی اور حال یہاں تک آن پہنچا کہ امریکہ میں ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو نوکریوں سے بے دخل کیا جانے لگا، تقریباً دو ہفتوں پر مشتمل امریکہ کا معاشی شٹ ڈاؤن بھی انہی عسکری ضربوں اور ان کے توڑ پر خرچ کی جانے والی بھاری رقوم کا نتیجہ تھا۔ اس طرح میدانِ جنگ میں مسلسل ذلت آمیز شکستوں کے بعد امریکیوں نے ۲۰۱۴ء کے اختتام پر افغانستان سے انخلا کا اعلان کر دیا جو کہ ان کی ذلت آمیز پسپائی سے مشابہ تھا۔

سرزمین خراسان میں داعشی فتنے کا خاتمہ:

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دورِ امارت میں جن بڑے مسائل اور فتنوں سے نمٹنا پڑا ان میں سے ایک داعش کا فتنہ بھی ہے جس نے نہ صرف پوری دنیا کی جہادی صفوف کو تقسیم کر کے رکھ دیا بلکہ مجاہدین و مسلمین کی بے گناہ قتل و غارت گری کو بھی فروغ دیا۔ اس فتنے نے جہاں جہادی اہداف کو عالمی طور پر بے حد نقصان پہنچایا وہیں اس مبارک عالمی جہادی تحریک سے عامۃ المسلمین کو بدظن کرنے کی کوششوں میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ داعشی خلافت کے اعلان کے فوراً بعد ارضِ خراسان میں بھی ان تمام مشکوک اور غالی گروہوں نے نام نہاد خلافت سے وابستگی کا اعلان کر دیا جنہیں ان کے جرائم کی پاداش میں امارتِ اسلامیہ کی صفوف سے نکال دیا گیا تھا۔ غیر شرعی تکفیر کے نظریے سے مسلح ان گروہوں نے جب سرزمینِ خراسان میں فتنہ و فساد پھیلانا شروع کیا تو پہلے تو انہیں خوب سمجھایا گیا اور کئی ماہ تک علما و مجاہدین کے وفد ان کی طرف بھیجے جاتے رہے مگر بجائے حق بات ماننے کے ضد اور اکھڑپن کا مظاہرہ کیا گیا اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے خلاف باقاعدہ محاذ کھول دیا گیا۔ امارت اسلامیہ اور اس کے قائدین کے خلاف

شکوک و شبہات پھیلانے اور عامۃ المسلمین کو ان سے بد ظن کرنے کی کوششوں میں بھی اضافہ ہو گیا اور اپنی نام نہاد خلافت کے اعلان کی وجہ سے امارتِ اسلامیہ کی شرعی حیثیت کو بھی چیلنج کرنا شروع کر دیا۔ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی ہدایات پر شیوخِ جہاد اور علمائے حقہ نے ان مفسدین کو سمجھانے میں اپنی پوری کوششیں صرف کر دیں مگر نتیجے میں وہی ڈھاک کے تین پات! امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ نے بذاتِ خود ایک طویل خط ابو بکر بغدادی کے نام لکھا جس میں بغدادی کو ''محترم شیخ ابو بکر بغدادی'' کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس خط میں امارت اسلامیہ کی قربانیوں، عرب و عجم کے علما کا امارتِ اسلامیہ پر اعتماد اور امارت سے بیعت شیوخِ جہاد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ وغیرہ کا تذکرہ بھی شامل تھا جبکہ افغانستان میں امریکی افواج سے توجہ ہٹا کر آپسی لڑائیوں اور ایک متفقہ شرعی نظم اور امارت کی موجودگی کے باوجود ناجائز خلافت کے عنوان پر لوگوں کو اکٹھا کر کے فتنہ پھیلانے کے عواقب و مفاسد بھی کھول کھول کر بتلائے مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اس خط میں جماعت الدولہ اور اس کی قیادت کو نہایت احترام اور محبت سے مخاطب کیا گیا تھا جبکہ عین اسی وقت بلکہ اس سے بھی کافی عرصہ پہلے سے داعشیوں کی جانب سے ان کے آفیشل اصدارات میں مجاہدینِ طالبان کی تکفیر و تفسیق کی جا رہی تھی۔ کئی مہینوں کی مسلسل کوششوں کے باوجود جب فتنہ و فساد پھیلانے کا سلسلہ جاری رہا اور عام مجاہدین کو امارتِ اسلامیہ کی صفوف سے نکلنے کی دعوت دی جاتی رہی بلکہ حرکت اسلامی ازبکستان کے وہ جنگجو جنہیں امارتِ اسلامیہ کے مفتوحہ علاقوں میں دوسری مرتبہ پناہ دی گئی تھی وہ بھی احسان فراموشی کرتے ہوئے داعشی خلافت سے منسلک ہو کر فتنہ انگیزیوں میں مصروف رہے۔ داعشیوں نے باقاعدہ کئی علاقوں پر قبضہ کر کے کئی غیر شرعی قوانین کا نفاذ کر دیا، امارتِ اسلامیہ سے محبت کرنے والے عام مسلمانوں کو اغوا و قتل جب کہ مقامی علما اور قبائلی بزرگوں کو باقاعدہ گرفتار کیا جانے لگا۔ اس کے علاوہ مختلف علاقہ مکینوں کو اپنی نام نہاد پالیسیوں کی بنا پر دربدر کرنے جیسی ان کی خباثتوں کے نتیجے میں عالمی و مقامی طواغیت کے خلاف جہادی تحریک کو نقصان پہنچتا دیکھ کر مجاہدین نے علمائے جہاد کے مشورے اور امیر المومنین ملا اختر محمد منصور نور اللہ مرقدہ کی ہدایت پر محدود پیمانے پر ان کے خلاف کارروائی شروع کی۔ الحمدللہ اس فیصلے کی برکت سے افغانستان میں بڑی حد تک اس فتنے کو کچل دیا گیا اور داعشی غالی ننگرہار کے مختصر علاقے میں محدود ہو گئے۔ اب بھی ننگرہار میں داعشیوں سے جھڑپیں جاری رہتی ہیں مگر باقی افغانستان میں الحمدللہ ان کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ داعشی فتنہ جہاں بھی گیا اس نے جہاد، اہلِ جہاد اور اہلِ ایمان کو بھرپور نقصان پہنچایا ہے مگر اللہ جل شانہ کی توفیق اور امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی بصیرت کی بدولت اس خارجی فتنے کو سرزمینِ خراسان میں پنپنے کا موقع نہ ملا۔

دورِ فتوحات:

پچھلے چند سالوں سے مجاہدین نے اپنی بڑھتی ہوئی قوت اور طویل گوریلا جنگ میں کامیابیوں کے بعد بڑے حملے کر کے امریکی و افغان افواج سے مختلف علاقے واپس لینے شروع کر دیے ہیں۔ اس عرصے میں درجنوں اضلاع مجاہدین کے قبضے میں آئے اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں دیہات سے اربکی ملیشیا اور ایجنٹ افواج کو نکال باہر کر کے اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑے گئے۔ اگرچہ ان بڑی فتوحات کا ہدف زیادہ تر ہلمند، قندھار، قندوز، بغلان، بدخشاں، غزنی، کنڑ، ننگرہار، نورستان اور پکتیا، پکتیکا سمیت کئی اہم علاقے رہے مگر بالعموم پورے افغانستان میں چھوٹے بڑے کئی شہر اور قصبے مجاہدین کے ہاتھ میں آئے۔ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور کے دورِ امارت کی انہی فتوحات اور کامیاب عسکری حکمت عملی کا نتیجہ ہے آج دار الحکومت کابل شہر سے صرف ایک گھنٹے کی مسافت پر مجاہدین اپنے زیرِ قبضہ علاقوں میں کھلے عام سڑکوں اور گلیوں میں گشت کرتے نظر آتے ہیں۔ انہی کے دور کی عظیم عسکری کامیابیوں میں سے ایک صوبہ قندوز کی فتح بھی ہے جس سے پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ اور کفریہ ایوان لرز اٹھے۔ قندوز، امریکی حملے کے نتیجے میں امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے بعد اس ڈیڑھ دہائی سے جاری جہاد میں فتح ہونے والا پہلا صوبائی دار الحکومت ہے۔ اس کامیابی سے اہلِ ایمان کے جذبات بلند ہو گئے، مسرت و شادمانی کی کیفیت لوٹ آئی اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کے بہترین دور کی یادیں تازہ ہونے لگیں۔ اس فتح نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ افغانستان میں آنے والا وقت امارتِ اسلامیہ کا ہے نا کہ کٹھ پتلی وار لارڈز کا! اس وقت تقریباً ساٹھ کے لگ بھگ اضلاع پر مجاہدینِ طالبان کا مکمل قبضہ ہے جب کہ دوسرے کئی درجن اضلاع کے مرکزی مقامات میں افغان فورسز مجاہدین کی جانب سے مسلسل محاصرے کی کیفیت میں ہیں جبکہ افغانستان کے طول و عرض میں اکثر دیہاتی علاقوں پر مجاہدین ہی کا راج ہے۔ باذن اللہ جس مبارک سلسلے کا آغاز امیر المومنین ملا اختر محمد منصور نور اللہ مرقدہ فرما گئے ہیں اسے اب امیر المومنین شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ہیبت اللہ دامت برکاتہم العالیہ کی سربراہی میں مزید تیزی سے آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

عامۃ المسلمین میں جہادی تحریک کی مقبولیت:

اس عرصے میں نا صرف جہادی و عسکری فتوحات پر توجہ دی گئی بلکہ معرکۂ قلوب و اذہان میں بھی مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے اپنا بھرپور حصہ ڈالا۔ تحریک جہاد کے مؤسس ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ نے بھی دعوت و ارشاد کمیشن اور دوسرے تمام ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے عامۃ المسلمین کے دلوں کو جیتنے میں تمام کوششیں صرف کر دیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۱ پر)

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ... دنیائے عارضی سے اعلیٰ وارفع حیات تک!

بنت عارف ارائیں

امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر، محسن ملت اسلامیہ، مربی امتِ اسلام، افغان تاشیشان کے مسلمانوں کی دعاؤں، تمناؤں اور محبتوں کے مرکز و محور، اہل جہاد کی دلوں کی دھڑکن، جہادی محاذوں کے بہادر و شجاع شیر، بنیانِ مرصوص کی تصویر و تفسیر، عزیمت و مزاحمت کے جبل استقامت، عمدہ اخلاق و اوصاف کے جامع، مقتدر و محتشم معزز و مکرم امیر المومنین ملا محمد اختر منصور رحمہ اللہ 'بلوچستان کی حدود میں ایک سفر کرتے ہوئے 'طاغوتِ اکبر فرعون زمانہ امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی کے رذیل مکار ادارے کی مخبری پر امریکی ڈرون سے داغے گئے میزائلوں کا نشانہ بن کر مقام شہادت کے منصب عظیم پر فائز ہو کر جنت مکین ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلاشبہ آپ رحمہ اللہ 'جہادی سعی سے بھری، خوبصورت، عمدہ اور قابل رشک، جہادی حیات مبارک کو تاریخ اسلام کے باب جہاد میں عزیمت و مزاحمت کے عنوان سے حروف زر سے نقش کروا کر مستقبل کا روشن باب بن گئے۔

اللہ کے رحمتیں ہوں امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ پر جو اسلاف امت کا نمونہ، مشاہیر جہادِ امت کے نقوش ہائے قدم پر گامزن، محسن جہاد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی فکر، داعی جہاد عبداللہ بن عزام رحمہ اللہ کے جوش و جذبہ سے مزین، امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ کی تصویر و تقریر کے آئینہ دار اور اُن کے جانشینِ حقیقی ثابت ہوئے۔ تحریک جہاد میں شمولیت سے مقام شہادت تک تین عشروں تک مختلف جہادی ذمہ داریاں اپنے کاندھوں پر رکھے، جہادی میدان و محاذ پر داد شجاعت دینے والے امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ جارحیت پسند غاصبوں کے خلاف اللہ کا قہر بن کر ٹوٹتے رہے، اور انہیں غارت کرتے ہوئے اہل ایمان کے قلوب کو تسکین بخشتے رہے۔

امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی ولادت صوبہ قندہار کے ضلع میوند کے گاؤں بند تیمور میں محمد جان نامی علم دوست شخص کے ہاں ہوئی۔ آپ رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے ہی حاصل کی اور مزید تحصیل علوم اسلامیہ کی غرض سے ارضِ افغانستان کے مشہور و معروف مدارس کا رخ کیا۔ آپ رحمہ اللہ کا ابھی زمانہ تحصیل علوم اسلامیہ کا چل ہی رہا تھا کہ ارض افغانستان پر عسکری طاقت و قوت کے زعم میں مبتلا متکبر و گھمنڈی طاغوت سوویت یونین آن حملہ آور ہوا۔ امیر المومنین ملا اختر منصور کی جہادی زندگی کا بھی یہاں سے آغاز ہوا۔ آپ نے تعلیم کو وقتی طور پر چھوڑ کر ''حی علی الجہاد'' کے آواز پر لبیک کہتے ہوئے راہ جہاد پر چلنے کا عزم و ارادہ کر لیا اور قندہار میں جہادی کارروائیوں کے لیے قائم قندہار کے مشہور جہادی کمانڈر قاری عزیز اللہ رحمہ اللہ کے جہادی معسکر کا رخ کیا، جو ضلع پنجوائی کے پاشمول میں واقع تھا۔ یہ جہادی مرکز مولوی یونس خالص رحمہ اللہ کی تنظیم حرکت انقلابی اسلامی سے ملحق تھا۔ معسکر میں جہادی تربیت کے بعد مشہور جہادی شخصیت ملا حسن اخوند رحمہ اللہ کی سرپرستی میں سوویت یونین کے جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلی عناصر کے خلاف خوب جہادی کارروائیاں کیں۔ قاری عزیز اللہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ملا اختر منصور رحمہ اللہ کو معسکر سمیت تنظیم حرکت انقلاب اسلامی میں ذمہ داریاں دی گئی، جو آپ احسن طریقے سے ادا کرتے رہے۔

خانہ جنگی اور امیر المومنین کا بہترین فیصلہ:

۱۹۹۲ء میں کیمونسٹ نظام ختم ہو کر سرزمین افغانستان میں دفن ہو گیا۔ شکست خوردہ افواجِ روس کے انخلا کے ساتھ ہی بین الاقوامی سازشوں اور اپنوں کی کم فہمی کے باعث، اقتدار کے حصول کی خاطر سرزمینِ افغانستان میں تباہ کن خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اس خانہ جنگی کے دوران آغاز میں دیگر مخلصین کی طرح ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے بھی اسلحہ رکھ دیا اور اس پورے خانہ جنگی کے عرصہ میں کسی بھی فرد یا تنظیم کا کسی بھی نوعیت کے حوالے سے ساتھ نہ دیا۔ بلکہ اس عرصہ تمام میں ملا اختر منصور رحمہ اللہ ٹوٹے ہوئے تعلیمی و تربیتی سفر کو بحال کرتے ہوئے ان ہی امور میں مصروف عمل ہو گے۔

تحریک طالبان کا قیام:

خانہ جنگی نے جب افغانستان کو مکمل تباہی و بربادی پر لا کھڑا کر دیا، تو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے تحریک اسلامی طالبان افغانستان کے قیام کا اعلان کیا۔ جلد ہی ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے خود کو تحریک طالبان سے نا صرف وابستہ کر لیا بلکہ تحریک کو آگے بڑھانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ آپ کی انتظامی و جہادی صلاحیتوں کے باعث طالبان تحریک کے بانی سربراہ امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ نے آپ کو اہم ذمہ داریاں سونپی۔ آپ کا شمار ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ کے رفقائے خاص میں ہونے لگا۔ قندہار پر تمکین کے بعد تو ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ آپ پر بے پناہ اعتماد و محبت کرنے لگے۔ آپ کو تحریک کی جانب سے قندہار ایئر پورٹ کا مرکزی سربراہ متعین کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو فضائی افواج کی ذمہ دریاں بھی سونپ دی گئی۔ کابل پر مجاہدینِ طالبان کے قبضے کے بعد آپ کو فضائیہ اور سیاحت کا وزیر بنا دیا گیا۔ آپ کو وزارت دفاع سے منسلک فضائی دفاع کی مرکزی کمانڈ بھی ملا عمر رحمہ اللہ کی ہدایت خصوصی پر دی گئی۔

وزارت فضائیہ و سیاحت اور امیر المومنین رحمہ اللہ:

افغانستان میں فضائی سفر اور سیاحت میں امیر المومنین نے بہت سی بے مثال تبدیلیاں اور اصطلاحات کیں، کابل کی فتح کے وقت شہر میں جاری خانہ جنگی کے باعث افغانستان کی فضائیہ کا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ فضائیہ کی تمام املاک تباہ ہو چکی تھیں۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی تعمیر نو کی پالیسی کے تحت فضائیہ کے شعبے سے وابستہ تمام تباہ شدہ املاک جس میں ایئر پورٹ طیارے شامل تھے، انہیں پھر سے ٹھیک کر کے استعمال کے قابل بنایا گیا۔ یہ اقدامات ایک ایسے وقت میں اٹھائے گئے جب امارت اسلامیہ عالمی پابندیوں کے باعث شدید اقتصادی مشکلات کا شکار تھی۔ مگر آپ رحمہ اللہ نے نامناسب اقتصادی حالات میں کابل کا بین الاقوامی فضائی اڈا اور اس

سے ملحق تمام تنصیبات کی از سرنو تعمیر کرکے آریانہ ایئر لائن کو اندرونی وبیرونی سفروں کے عالمی معیار کے مطابق بنادیا۔ صرف کابل ہی نہیں بلکہ قندہار، ننگرہار، مزار شریف اور قندوز کے فضائی اڈوں کو بھی ہر طرح کے عوامی و فوجی پروازوں کے لیے تیار کرکے انہیں مختلف جدید وسائل سے مزین کردیا گیا۔ یاد رہے یہ تمام فضائی ترقی اس وقت کی گئی جب امارت اسلامیہ کو تباہ شدہ فضائی اڈے ملے اور یہ سب اقدامات ایک ایسے وقت میں اٹھائے گئے جب سخت ترین عالمی اقتصادی پابندیاں امارت اسلامیہ پر عائد تھی۔ صد آفرین امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ پر جنہوں نے ناممکن کو عین ممکن کر دکھایا اس کارنامے پر نا صرف اپنوں بلکہ اغیار نے بھی حیرت وتعریف کا اظہار کیا بلاشبہ آپ رحمہ اللہ کا یہ شاہکار اقدام تعریف کے قابل ہی تھا جو وزارت فضائیہ وسیاحت کے دور میں کیا گیا۔

جہادی تمغے (راہ جہاد میں زخم):

راہ خدا میں لگے زخم مجاہد کو دنیا کے تمام اعزازت سے بڑھ کر عزیز ہوتے ہیں، کیونکہ اُس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر حرزِ جاں بنار کھا ہوتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے والا مجاہد روزِ محشر اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اُس کے زخم سے خون رِس رہا ہوگا، جس کا رنگ تو خون کی مانند ہوگا لیکن خوشبو مشک سے بڑھ کر ہوگی! لہٰذا وہ اپنے ان زخموں پر آہ و بکا افسوس و غم کرنے کے بجائے فرط مسرت کا اظہار اور خود پر رشک کرتا ہے۔ امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے قندہار میں سوویت یونین کے جارحیت پسندوں اور ان کے داخلی حامیوں کے خلاف بہت سی کارروائیوں میں فعال حصہ لیا۔ صف اول میں دشمن کے بزدل عناصر کے خلاف لڑتے ۱۹۸۷ء میں قندہار کے ضلع پنجوائی کے علاقے سنزری میں افواج روس کے ایک سیٹریٹجک مرکز پر براہ راست حملے کے دوران آپ کے جسم پر تیرہ زخم آئے۔ گویا خدائے واحد نے ۱۳ جہادی تمغے امیر المومنین کے وجود پر نقش کردیے جن سے شفا تو اللہ نے دی مگر تمغوں کے یہ نشان تاحیات وجود پر نقش رہے، ان شاء اللہ یوم قیامت محشر میں ان تمغات سے پھوٹنے والا نور آپ کی جداگانہ شناخت کا باعث بنے گا۔ دوسری بار مئی ۱۹۹۷ء میں امارت اسلامیہ کی حکومت کے دوران مزار شریف کے ہوائی اڈے پر زخمی ہوئے اور اس زخمی حالت میں ہی مخالفین کے ہاتھوں اسیر ہوئے۔

قید وبند (راہ جہاد میں اسارت):

امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں جنرل عبدالمالک کی غداری کی وجہ سے شمال میں چھ ماہ تک اسیر رہے۔ دورانِ اسارت سخت مصائب و تکالیف کا سامنا کرتے رہے، مصائب اور تکالیف کا یہ سلسلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے تب اپنے اختتام کو پہنچا، جب جنرل عبدالمالک اور جنرل عبدالرشید دوستم امارتِ اسلامیہ کے شیروں کے حملے سے خوف زدہ ہو کر فاریاب بھاگ گئے۔ ایامِ اسارت کی تکلیف سے آزادی کے فوری بعد آپ نے دوبارہ جہادی میدان اور محاذوں کا رخ کیا اور شر پسندوں کے خلاف مزاحمت وعزیمت کی داستان رقم کرنے لگے۔

امیر المومنین رحمہ اللہ کا امریکہ کے خلاف جہاد:

اکتوبر ۲۰۰۱ء میں صلیبی امریکہ نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ امارتِ اسلامیہ افغانستان پر حملہ کے ساتھ ہی امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ صلیبی صہیونی اتحاد کے خلاف مسلح جہاد میں پیش پیش رہے۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کی جہادی زندگی میں یہ مرحلہ انتہائی شدید آزمائش و مصائب سے پُر رہا۔ آپ امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ کے رکن ہونے کے علاوہ صوبہ قندہار کی جہادی ذمہ داریوں کے حامل بھی تھے۔ دیگر صوبوں کی طرح صوبہ قندہار کو ایک مضبوط جہادی کمانڈر کی ضرورت تھی۔ کیونکہ جنوب مغربی خطے کے تمام جنگی منصوبے صوبہ قندہار میں ہی طے کیے جاتے تھے۔ اس ہی وجہ سے ہلمند کے بعد پورے زون کی سطح پر قندہار میں سب سے زیادہ امریکن، کینیڈین اور دیگر جارح پسند افواج کے فوجی تعینات رہے۔ صلیبیوں نے باگرام کے بعد سب سے بڑا مرکزی اڈا قندہار ایئر پورٹ کو ہی بنایا گیا۔ ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے اپنی جہادی بصیرت سے قندہار میں مخالف افواج کے خلاف ایسے ایسے منصوبے تشکیل دیے کہ جن کی روک تھام میں اپنے دور کے بڑے بڑے معروف ترین فوجی جرنیل اور عسکری ماہرین ناکام و نامراد رہے اور سر پیٹتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی خداداد عسکری مہارتوں اور تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے تباہ کن تکنیک جارح افواج پر آزمائی جس سے ان کو شدید نقصانات اٹھانا پڑھے۔ پڑوس کے دیگر صوبوں کے ذمہ داران کے ساتھ باہمی مشاورت کے بعد آپ رحمہ اللہ قندہار سے باہر نکل گئے اور پھر انہوں نے پورے جنوب مغربی حصے کی سطح پر جہادی پلان مرتب کیے اور انہیں عملی طور پر میدان جہاد میں نافذ بھی کیا۔ اس دوران میں تاریخ جہاد افغانستان کے تاریخ ساز حملے ہوئے، اروزگان زابل اور ہلمند میں آپ رحمہ اللہ کے تخلیق کردہ منصوبوں کو حقیقت دینے والے فدائیان اسلام نے جارح افواج کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا الحمدللہ۔ آپ رحمہ اللہ کے ان صوبوں میں جہادی صفوف کی قیادت کے دوران میں ہی دو مرتبہ قندہار کی مرکزی جیل کو توڑا گیا اور تقریباً تین ہزار کے لگ بھگ اسیر مجاہدین کو رہا کروایا گیا۔

تحریک طالبان اور امیر المومنین رحمہ اللہ پر مزید ذمہ داریاں:

امارت اسلامیہ کے سابق نائب امیر ملا عبیداللہ اخوند کی گرفتاری کے بعد آپ کو ملا عبدالغنی بردار کے ساتھ امارت اسلامیہ کا دوسرا نائب مقرر کردیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ گورنر قندہار کی اضافی ذمہ داریاں بھی نبھاتے رہنے کی ہدایت دی گئی۔ ۲۰۱۰ء جب امارت اسلامیہ کے نائب ملا عبیداللہ اخوند رحمہ اللہ کی پاکستانی جیل میں شہادت ہوئی اور نائبِ دوم ملا عبدالغنی برادر فک اللہ اسرہ کراچی میں گرفتار ہوگے تو ملا اختر منصور رحمہ اللہ کو امیر

المومنین کا نائب اور امارت اسلامیہ کے تمام امور میں مرکزی مسئول کے طور پر منتخب کر لیا گیا۔ یہ تمام ذمہ داریاں ایک ایسے وقت میں آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی۔ جب امریکہ کی جانب سے مزید ۳۰ہزار فوجی افغانستان بھیجے جا چکے تھے، نیٹو کی ایک لاکھ سے زائد فوج جدید ترین جنگی وسائل سے لیس ہو کر ۳لاکھ ۳۳ ہزار افغان فوجیوں کی مدد سے طالبان کے خلاف ملک کے کونے کونے میں مصروف جنگ تھی۔ سخت حساس سیکورٹی صورتحال کے باعث امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ کا منظر پر آنا مشکل تھا۔ جہادی محاذوں پر عسکری و تنظیمی قیادت کا ایک بڑا خلا پایا جا رہا تھا۔ محاذوں کی صورتحال مجاہدین کے حق سے نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ بہت سے اہم جہادی رہنما شہید اور گرفتار ہو چکے تھے۔ جبکہ اس موقع پر طالبان کے خلاف میڈیا کا پروپگنڈہ اپنے کمال عروج پر تھا۔ ملا اختر منصور رحمہ اللہ نے اس شدید ترین وقت میں مجاہدین کی ایسی قیادت کی کہ انہیں کسی بھی طرح قیادت کی کمی کا احساس تک نہ ہوا۔ آپ کی محنت اور کوششوں کے باعث الحمدللہ ۲۰۱۰ء کا سال' نیٹو کے اپنے اعتراف کے مطابق ان کے لیے مشکل ترین سال رہا۔ طالبان نے تاریخ افغانستان کے سب سے شدید اور تباہ کن حملے اس سال کیے۔

اپریل ۲۰۱۳ء کو جب ملا عمر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے ارکان جید علما گذشتہ چودہ سال کے رفقا جو آخر تک امیر المومنین رحمہ اللہ کے ساتھ رہے۔ ان کے دائمی ساتھیوں نے ملا عمر رحمہ اللہ کی وصیت کے مطابق ملا اختر منصور رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ آپ کی وصیت ہی مطابق اور فیصلہ کیا گیا کہ امیر المومنین کی وفات کی خبر غیر ملکی افواج کے انخلاج تک مخفی رکھی جائے گی۔ وفات کی خبر ۳۰جولائی ۲۰۱۵ء تک مخفی رکھی گئی اسے اخفا رکھنے کی مصلحت یہ تھی۔ کہ سال دوہزار تیرہ اور چودہ میں انتہائی شدید جنگ رہی مجاہدین اور جارحیت پسندوں کے درمیان اور یہ سال مجاہدین کی فتوحات کے سال تھے فتوحات کے نتیجے میں مفتوحہ علاقوں میں شریعت کی تنفید کا عمل جاری رہا۔

رہبری شوری جید علماء و مشائخ اور علماء کا اجتماع منعقد ہوا جسے کو اہل حل و عقد کا اعتبار حاصل تھا۔ اس اجتماع میں ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی عدم موجودگی میں طویل بحث و تمحیص کی مختلف مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مشاورت کی گئی اور شریعت کے عین تقاضوں کے مطابق امیر المومنین ملا منصور اختر رحمہ اللہ کو اعلانیہ امیر منتخب کر لیا گیا۔

امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی شخصیت:

ملا اختر منصور رحمہ اللہ امارت اسلامیہ کے تاسیسی ارکان میں سے انتہائی مدبر موثر اور مضبوط قوت رکھنے والے فرد تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں قیادت اور رہنمائی کی خصوصی صفات کی خصوصیات سے نوازا گیا، جو ان سے قبل امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ میں پائی جاتی تھیں۔ تقوی اخلاص جہادی بصیرت سیاسی درایت اور کاموں کو عملی طور پر نظم وضبط دینا خائف وخوفزدہ نہ ہونا وسائل کے بجائے اللہ پر توکل کرنا مشکل سے مشکل ترین حالات میں بھی حوصلہ بنائے رکھنا ان کی امتیازی خصوصیت تھیں۔ امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ امارت اسلامیہ کے تمام جہادی پالیسیوں کی تنفیذ میں اپنے جہادی رہنما ملا عمر رحمہ اللہ کے مطابق وموافق اور حد درجہ مماثلت رکھتے تھے، جہادی اہداف کے حصول جارحیت پسندوں سے ملک کی آزادی ملک میں شرعی نظام کی مضبوطی ان کے جہاد کے بنیادی مقاصد تھے وامرھم شوری بینھم پر عمل کرتے ہوئے اپنے ساتھوں کے مثبت مشورے غور سے سنتے کام اہل لوگوں کو سونپتے اور ذمہ داریاں دینے کے بعد ان پر بھرپور اعتماد کرتے تھے۔ ذمہ دار افراد کو ہمیشہ عوام پر رحم اور ہمدردی کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے، اس بات پر زیادہ توجہ دیتے تھے کہ امارت اسلامیہ میں تمام افغان عوام و مجاہدین اور مہاجرین باہمی محبت والفت کے ساتھ افغانستان کو مشترکہ گھر سمجھ کر رہیں۔ حالات وسیاسی پیچیدگیوں کی نزاکت سے بخوبی واقف ہوتے اپنی تمام تر جہادی و انتظامی مصروفیات سنبھالنے کے ساتھ ساتھ میڈیا پر گہری نظر رکھتے تھے۔ جہادی لکھاریوں اور امارت اسلامیہ کے اعلامی اور نشریاتی کارکنوں کو ان کی نشریات اور تحریروں کے حوالے سے خصوصی مشاورت اور احکامات دیتے تھے۔ اپنی صبح کا آغاز رب العالمین کے کلام پاک کی تلاوت سے کیا کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی سیرتوں کا مطالعہ شوق سے کیا کرتے تھے۔ عسکری ذمہ داران سے ہمیشہ رابطے میں رہتے دشمن پر ہونے والے حملوں کی منصوبہ بندی خود ترتیب دیتے، ہر جہادی عملیات کا منصوبہ اپنی نظروں سے گزارتے تھے۔ مفید اور کارآمد عسکری مشورے دینے کے ساتھ ہی جہادی حکام کو عوام کے جان ومال کے تحفظ کی تلقین کرنے کا حکم دیتے۔ آپ رحمہ اللہ مجموعی طور پر ایک مہربان امیر تھے۔ جو فوجی کمانڈر کی طرح اپنے جہادی ساتھیوں، محاذ کے مجاہدین اور عام عوام سے احترام محبت اور ہمدردی کا سلوک رواں رکھتے تھے۔ خود کم بولتے دوسروں کی زیادہ سنتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کی سادہ مزاج زندگی تھی۔ خوراک پوشاک اور زندگی کی دیگر ضروریات میں اسراف سے سخت نفرت کرتے ان کی زندگی سادگی اور اعتدال کا نمونہ تھی۔ امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی زندگی کا بنیادی مشغلہ و مقصد جہادی امور کی انجام دہی تھا۔ آپ آخر وقت تک وہ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھاتے رہے۔ امیر المومنین ملا اختر منصور اختر رحمہ اللہ اللہ کے بہترین دوست متقی پرہیزگار ظاہری و باطنی جسمانی وروحانی مجاہد رہنما تھے، خوف خدا خشیت الٰہی مظلوم امت کا غم رکھنے والے ایک حقیقی غمخوارِ اُمت تھے۔ آپ پر اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمتیں ہوں آپ کی تمام جملہ جہادی جہد وجہد اللہ سبحان وتعالی قبول فرمائے۔ اُمت کو آپ رحمہ اللہ کا نعم بدل عطا فرمائے۔ آمین۔ ان شاءاللہ اُمتِ اسلام قیامت تک آپ کی خدمات کو یاد رکھے گی۔

جہاں گرے ہیں ہمارے لاشے قیامتیں واں اٹھائے رکھنا!!!

طارق حسن

اللہ پاک کی کروڑوں رحمتوں ہوں ان فرزندان توحید پر جو آج معرکہ خیر و شر میں اپنی جانیں خیر کے پلڑے میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ازل سے ابد تک جاری اس معرکے کی کشمکش میں اہلِ حق ہمیشہ ہی کمزور اور ناتوان رہے ہیں۔ مگر اس بے سروسامانی کے عالم میں بھی ان کے جذبے آہنی چٹانوں سے بھی مضبوط تر ثابت ہوئے ہیں۔

تاریخ گواہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاں منافقین کی ایک بڑی تعداد موجود رہی ہے، وہاں ایسے ابطال کی بھی کمی نہیں آئی جنھوں نے حق و صداقت کے پرچم کو اپنی رگوں میں موجود خون کی آخری بوند تک تھامے رکھا۔ اور انہی سعادتوں کی راہ پر چلتے ہوئے شہادت کا جام نوش کرکے آمر ہو گئے۔

شمع توحید کے انہی ابطالِ امت میں ایک نام امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ جو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک کفر و ارتداد کے ایک سیل رواں کے طوفان میں حق و صداقت کا علم تھامے تند و تیز تاریک اندھیوں کے مقابلے میں سینہ سپر رہے اور کفر و ارتداد سے مفاہمت نہ کرنے کا درس دے کر رب کے مہمان بن گئے!

کفر اور نفاق نے مل کر مسلمانوں کے سینے پر وار کیا ہے، مگر اس کا بھیانک خمیازہ خود کفار و منافقین کو بھگتنا پڑے گا ان شاء اللہ! امیر المؤمنین کی 'شہادت' دراصل اُن کے لیے 'سعادت' کا مقام ہے، جب کہ اُمت مسلمہ کے لیے ایک المناک سانحہ ہے، دینِ اسلام اور تحریکِ جہاد کے لیے امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جہاد میں جس قدر قیمتی خون گرتا ہے، جہاد اُسی قدر زیادہ قوّت پکڑتا ہے۔ پاکستانی مکار اداروں کے منافقین نے اس پاکیزہ لہو کی قیمت محض ۴ کروڑ ۸۰ لاکھ ڈالر وصول کی۔

اس بات میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ امیر المومنین رحمہ اللہ دورِ حاضر کی وہ شخصیت تھیں، جنہیں صرف افغانستان کی عوام نہیں بلکہ پوری دنیا کے مخلص مسلمانوں کے ہاں وہ مقام و مرتبہ حاصل تھا، جو کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکا۔ آپ نے شریعت کے احکامات پر پابندی، غیر متزلزل قیادت، خدا پرستی، شجاعت و بہادری، دیانتداری، ایفائے عہد، حق بات پر قائم رہنے، امانت داری، جہادی اہداف کے ساتھ وفاداری، عدل و انصاف، اپنی رعایا پر رحم و کرم، مسلمانوں کی ہمدردی اور غم خواری، انسان دوستی، دشمن کے مقابلے میں عزم مصمم، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل و اعتماد اور تعلق مع اللہ کے ایسے زریں اور سنہرے باب قائم کیے ہیں اور تاریخ میں اپنے لیے ایسا مقام پیدا کر لیا ہے جس پر مسلمان رہتی دنیا تک فخر کریں گے اور ان کے تاریخی کارناموں کو یاد رکھیں گے۔

آپ رحمہ اللہ کوئی عام انسان نہیں تھے، انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمت، شان و شوکت اور اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا جو واقعی انہی کا حصہ تھیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی شخصیت جس کے کمالات، اوصاف اور کارناموں کی مثال اس کے ہم عصروں میں ملنا مشکل ہو، کی رحلت امارت اسلامیہ کے لیے نقصان ہے لیکن ایسا بھی نہیں کہ یہ نقصان ناقابل تلافی ہو۔ وہی رب کائنات ہے! جس نے انہیں پیدا کیا تھا اور یہ ساری صفات و کمالات ان میں رکھی تھیں، اب بھی ہے اور قادر ہے کہ ان کی رحلت پر ان جیسا صاحبِ کمال بلکہ ان سے بھی بہتر پیدا کرے اور دنیا کے لیے خیر و بھلائی کا باعث بنائے۔

آپ رحمہ اللہ نے نہایت کٹھن حالات میں امارت کا عظیم منصب سنبھالا اور اپنے پیش رو زمانے کے عظیم مسلمان اور باکمال شخصیت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی جاں نشینی کا حق ادا کر دیا، آپ رحمہ اللہ نے امارت کا منصب سنبھالتے ہی کافروں کے سامنے جھکنے کے بجائے سخت جارحیت اور اقدامی کارروائیاں کرکے ان کے تمام مذموم خوابوں کو چکنا چور کیا۔ آپ رحمہ اللہ کے کارہائے نمایاں میں ذیل میں چند نکات کا ذکر ہے:

۱۔ اتحاد و اتفاق کا قیام:

چونکہ اتحاد و اتفاق ہر کسی کے لیے پہلا اور ضروری اصول ہے۔ کوئی معاشرہ اتفاق کے بغیر چلا نہیں سکتا۔ اسی لیے امارت اسلامیہ نے آپ کی قیادت کے زیر سایہ مجاہدین کے درمیان خصوصی طور پر اور پوری امت مسلمہ کے درمیان عمومی طور پر اتحاد کے قیام کے لیے بہت کوششیں کی ہیں۔ ملا منصور شہیدؒ کے انتخاب کے بعد بیعتوں کا تسلسل، منظم طریقے سے ان بیعتوں سے مسلمانوں کو باخبر کرنا اور پھر ملا صاحب کی جانب سے ان بیعتوں کا قبول کرنا، ایک بار پھر تمام مجاہدین، مخلص مسلمانوں اور امارت اسلامیہ کے حامیوں کو ایک امیر کی قیادت میں جمع کر دیا۔ دشمن نے امارت کی تقسیم کے بارے میں جو امیدیں قائم کی تھیں، وہ سب خواب ہی رہ گئیں۔ اس طرح امارت اسلامیہ کی قوت اور اہمیت برقرار رہی اور مجاہدین آئندہ کے لیے مزید پُرعزم ہو گئے۔

۲۔ جہادی فتوحات:

ملا منصور شہیدؒ کی قیادت اس بات میں کامیاب رہی کہ مجاہدین کو کم ترین عرصے میں منظم کرے۔ نئی اور بڑی فتوحات کے لیے آپریشن کا پلان بنائے۔ دشمن کے خلاف پیش قدمی کرے۔ جنگ کے محرکات اور کنٹرول ہاتھ میں لے۔ مسلسل کامیابیوں سے دشمن کا جنگی حوصلہ ختم کرے اور بالآخر مفتوحہ علاقے کا تحفظ کرے۔ حال ہی میں مجاہدین کی بے مثال فتوحات قابل ذکر ہیں۔ کسی نے یہ نہیں سوچا تھا کہ اتنے قلیل عرصے میں دشمن کے حملوں کے باوجود مجاہدین اتنی اہم کامیابیاں حاصل کر پائیں گے۔ اتنے اہم اسٹریٹجک خطے کنٹرول میں لے آئیں گے۔ جارحیت پسندوں کے حالیہ اعداد و شمار کے مطابق کابل انتظامیہ کے فوجیوں میں ہلاکتوں کی تعداد گزشتہ سال کی بنسبت بڑھ گئی ہے۔ یہی عسکری دباؤ ہے، جس کی وجہ سے دشمن کو اس قدر بڑے پیمانے پر نقصان پہنچایا گیا ہے کہ اب بلامزاحمت بھی

علاقے خالی کرتے جاتے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے حکام جنگ سے اُکتا چکے ہیں۔ ان تمام باتوں سے مجاہدین کی کامیابی اور نئی قیادت کے مدبرانہ اقدامات کا پتہ چلتا ہے۔

۳۔ داخلی اصلاحات:

امارت اسلامیہ نے آپ کی قیادت کے زیر سایہ دیگر اہم موضوعات کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی داخلی اصلاحات پر خصوصی توجہ دی ہے۔ کیونکہ کوئی بھی جہادی صف شرعی اصولوں کی رعایت رکھے بغیر کسی قسم کی پیش رفت اور پیش قدمی نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور امت مسلمہ کا اعتماد صرف اور صرف شرعی اصولوں کی پاس داری سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

۴۔ عامۃ المسلمین سے اچھے تعلقات:

امارت اسلامیہ ملا منصور شہیدؒ کی قیادت کے زیر سایہ آنے سے عوام مجاہدین کے بہت قریب آئے۔ عوام نے مجاہدین سے اپنے تعاون کا کھل کر آغاز کر دیا ہے۔ مجاہدین کی موجودہ کامیابی کا راز بھی عوام کا تعاون ہے۔ قندوز کی فتح کے دنوں میں حکام نے بہت جلد اعتراف کیا کہ عوام طالبان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ وہ مجاہدین کو گھروں میں ٹھکانے اور کھانا فراہم کرتے ہیں۔ عوام کا تعاون مجاہدین کے ساتھ بڑھ رہا ہے، جس کی اہم وجوہات مجاہدین کی جانب سے عوام سے اچھے تعلقات، اچھا سلوک، فسادات اور جنگوں کا خاتمہ اور شریعت پر عمل کرنا ہیں قیادت بھی ہمیشہ مجاہدین کو تاکید کرتی رہی کہ عوام سے اچھا سلوک کریں۔

5۔ مصالحت بارے بات چیت:

چونکہ مصالحت اور مذاکرات کے نام پر دشمن انتہائی غلط پروپیگنڈا کرتا اور تشویش ناک خبریں نشر کرتا ہے، اسی لیے ملا منصور شہیدؒ نے اس حوالے سے ایک واضح مؤقف اپنایا ہے۔ تمام مسلمانوں اور مجاہدین کو اطمینان دلایا ہے کہ کبھی بھی دین کا سودا نہیں کریں گے۔ ہمارا آخری ہدف شرعی نظام کا قیام ہے۔ دشمن کے پروپیگنڈے اور تشویش آمیز باتوں پر توجہ نہ دی جائے۔ امارت اسلامیہ اگر کسی سے مذاکرات کرے گی تو وہ مسلمانوں سے خفیہ نہیں رکھے جائیں گے۔ ان مذاکرات میں شرعی اصولوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی مذاکرات کے ذریعے شرعی نظام کے نفاذ پر تیار ہو جائے تو ہمیں خوشی ہو گی۔ امارت نے سیاسی شعبہ میں منظم فعالیت کے لیے سیاسی دفتر قائم کیا ہے۔ سیاسی شعبے کے تمام امور اسی دفتر سے وابستہ ہیں۔ یہ دفتر علما اور دانش وروں کی قیادت میں شریعت کی روشنی میں اپنی کارکردگی آگے بڑھاتا رہا۔

6۔ قندوز کی فتح:

امارت اسلامیہ نے مدبرانہ طریقے سے قندوز کی فتح کے لیے منظم پلان مرتب کیا۔ مجاہدین کو منظم کیا، جنگی کمانڈروں کی قیادت میں ان کی رہنمائی کی۔ فتح کے بعد قیادت نے مجاہدین کے لیے اصول وضع کیے اور کابل انتظامیہ میں کام کرنے والے تمام افراد کے لیے ذمہ داریاں چھوڑ دینے کی صورت میں عام معافی کا اعلان کر دیا۔ مجاہدین نے دشمنوں کے ہر قسم کے حملوں اور دباؤ کے باوجود قندوز شہر کو دو ہفتوں تک اپنے کنڑول میں رکھا، مگر قندوز شہر کے اندر لڑائی کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس جنگ سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ دشمن نے بمباری کرتے ہوئے عوام کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ اسی لیے امارت اسلامیہ کی قیادت نے مجاہدین کو شہر سے عقب نشینی کا حکم دیا۔ قندوز کی فتح کے منظم سلسلے نے دشمن کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ امارت کی قوت اور بہترین قیادت کا اعتراف کرے۔

۷۔ فسادات کا خاتمہ:

جس طرح امارت اسلامیہ کے بانی امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے جہاد کا آغاز ان مائل بہ تکفیر شرپسندوں گروہ کے خلاف کیا تھا۔ اس گروہ کے کچھ لوگوں نے زابل اور ننگرہار میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ کے اعلانِ وفات کے بعد امارت اسلامیہ سے بغاوت کا اعلان کیا تھا۔ مذکورہ علاقوں میں مجاہدین سے جنگوں کا آغاز کیا۔ ملا صاحب نے ان بغاوتوں کا قلع قمع کیا۔

حالیہ پیش رفت:

موسم سرما جس میں عموماً سردیاں ہونے کے باوجود جہادی تحریک کی رفتار سست ہو جایا کرتی تھی مگر آپ رحمہ اللہ نے اس موسم کی سختیوں میں بھی دشمن کو کاری ضربیں لگائیں۔ جن میں دشمن کے اہم مراکز پر فدائی حملوں کے علاوہ مجاہدین نے دشمن کو آمنے سامنے کی کارروائیوں میں بھی شکست دی۔ جس کی زندہ مثال ہلمند کے ضلع سنگین اور خانشین اور صوبہ فراہ کے ضلع گلستان کی فتوحات ہیں۔ دشمن نے اپنی پوری طاقت اور قوت سے ان علاقوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ سردیوں میں تیز تر جہادی تحریک مجاہدین کے قوی عزم اور ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی قیادت کی مدبرانہ رہنمائی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

> آپ رحمہ اللہ نے نہایت کٹھن حالات میں امارت کا عظیم منصب سنبھالا اور اپنے پیش رو زمانے کے عظیم مسلمان اور باکمال شخصیت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی جاں نشینی کا حق ادا کر دیا۔ آپ رحمہ اللہ نے امارت کا منصب سنبھالتے ہی کافروں کے سامنے جھکنے کے بجائے سخت جارحیت اور اقدامی کارروائیاں کر کے ان کے تمام مذموم خوابوں کو چکنا چور کیا۔

اپنے عظیم پیشرو کی نشانی رخصت ہوئی

حسین احمد غفاری

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ :

''رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ کے زمانے میں خطبہ پڑھ کر فرمایا کہ :''زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیے گئے، پھر علم جعفر نے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے اس پرچم کو بلند کیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے پھر خالد بن ولید نے قبل اس کے کہ ان کو امیر بنایا جائے اس پھریرے کو اونچا کیا اور ان کے ہاتھ پر فتح نصیب ہوئی مجھے اس کی خوشی نہیں یا یہ فرمایا کہ ان کو ان کی مسرت نہیں کہ وہ ہمارے پاس رہتے انس کا کہنا ہے کہ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں سے ٹپاٹپ آنسو گر رہے تھے''۔(صحیح بخاری)

مندرجہ بالا حدیث کو اگر دل کی آنکھ سے پڑھا جائے تو یہ مثالیں آج بھی نظر آتی ہیں! اللہ کے نبی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں! وہ کل تھا اور یہ آج ہے لیکن امت کے سروں پر سایہ رکھے ہوئے ہیں! یہاں ملا عمر رحمہ اللہ نے تحریک کی بنیاد رکھی، اس تحریک کو اہل ایمان کے خون اور قربانیوں نے سیراب کیا، تحریک میں جان ڈالی، خود جان ہتھیلی پر رکھ کر دنیا کے جرنیلوں و بادشاہوں کو للکارا، ایک اسامہ کی خاطر پوری حکومت ٹھکرا دی، کہ جب پاکستانی علما کا وفد ملا عمر رحمہ اللہ سے ملتا ہے اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے معاملہ میں پیش رفت کا کہتی ہے تو ملا عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''آپ کوئی فتویٰ لے آئیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافروں کے حوالے کر سکتا ہے''....

اس دن اس وفد کے مندوبین کے پاس امیر المومنین رحمہ اللہ کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا! اللہ تعالیٰ نے ملا عمر رحمہ اللہ کی جستجو و تڑپ کو رائیگاں نہ کیا بلکہ ان کی پاک تحریک کو قیمتی ہیروں سے مزین فرمایا، اللہ نے ان کی جماعت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کی قیمت میں پوری کائنات کو اگر دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ ہیرے وزن دار ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت میں ایسوں کو پیدا کیا جن کی قربانی، دلیری، جرات، شجاعت توکل علی اللہ اور ولایت کا کوئی ثانی نہیں۔

احادیث میں آتا ہے کہ سید نا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد امت کو فتنوں نے گھیرا لیکن جس پامردگی کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کا مقابلہ کیا اس کی مثال نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کی تاریخ میں ملتی ہے۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روحانی اولاد، آج اسی راستے پر گامزن ہے۔ یہ ملا عمر رحمہ اللہ کی کرامت تھی کہ بِن دیکھے لوگ ان کے دیوانے اور فرزانے تھے، ان کے نام کا بول بالا مشرق و مغرب میں تھا، ہاں ہاں اللہ نے ملا عمر رحمہ اللہ سے بہت عظیم خدمت لی، اور اس عظیم خدمت کے لیے ملا عمر رحمہ اللہ کو چُنا۔ لیکن ہر شے کو موت آنی ہے اس طرح اس مرد قلندر پر بھی آنی تھی لیکن امت کے مجاہد جب ایسا سوچتے تو جسم میں ایک لہر سی گزر جاتی لیکن بالآخر وہی ہوا کہ جس کو دنیا کی کوئی ذی روح بچھاڑ نہ سکا اور ملا عمرؒ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

مجاہدین کی صفوں میں اس اچانک ملنے والی غم ناک خبر کے بعد امارت کے منتقلی کی فکر ہوئی تو اللہ نے ایک اور مرد قلندر سے امت کو نوازا۔ جس کا نام تھا ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ، اللہ ان کی قبر مبارک پر کروڑوں رحمتیں برسائے۔ کہ جب تک دنیا کے ترقی یافتہ ذرائع ملا عمرؒ کے وفات سے باخبر ہوتے 'اس مردِ قلندر نے باریک بینی سے امت کے مسائل کو سمجھا اور انتہائی احسن اور منظم انداز سے اس کو تحریک جہاد کی قیادت کے فرائض کو نبھایا۔

اس دوران میں مختلف مواقع پر مختلف فتنہ پرداز اور شر انگیز عناصر مجاہدین کے مابین پھوٹ ڈالنے کے لیے سامنے آتے رہے۔ محمد رسول کے نام سے ایک بدبخت اٹھا تو اس نے امارت پر اعتراض کیا کہ نئے امیر المومنین کا انتخاب دغابازی ہے، زابل کی وادی سے منصور داد اللہ اٹھا اور اس نے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ پر بے جا اعتراض کیا۔ الغرض پاکستان و افغانستان میں امیر المومنین کو بدنام کرنے کی سعی کی گئی، لیکن یہ ملا اختر منصورؒ کی حکمت و بصیرت تھی کہ آپ نے کمال استقامت سے دشمنوں کی ہر چال اور مکر کو ناکام بنایا۔ گزشتہ تین سالوں میں جس طرح سے آپ ہر طرح کے شر ور و فتن کے مقابلے میں ڈٹے رہے 'اگر اللہ کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو ان فتنوں کے مقابلہ کے لیے تین کے بجائے تیس سال بھی ناکافی تھے۔ آج ملا منصورؒ دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں لیکن آپ نے اس حال میں جام شہادت نوش فرمایا کہ امت پر آنے والے فتنوں کا سد باب کر کے رخصت ہوئے۔ یہ آپ رحمہ اللہ کا ایسا زریں کارنامہ ہے سرانجام دیا کہ جس کی قیمت و اہمیت دنیا میں نہیں پرکھی جاسکتی اور ان شاء اللہ 'مومنین روز محشر میں اس عمل کی جزا دیکھ لیں گے۔

ملا عمر مجاہدؒ کی وفات کی خبر نشر ہونے پر ہر طرف کھلبلی سی مچ گئی تھی اور افراتفری کا عالم تھا لیکن اس مرد قلندر ملا منصور رحمہ اللہ نے جس طرح مجاہدین کی صفوں کو اتفاق و اتحاد اور یکجہتی کے ذریعے جس انداز سے مضبوط و مربوط کر دیا تھا اس کی بدولے آپ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد نئے امیر کے انتخاب میں کسی قسم کی کوئی مشکل اور دشواری پیش نہ آئی اور مخلصین امہ نے بغیر کسی شک و شبہ و تردد کے بیعت کے لیے ہاتھ آگے بڑھادیے۔

ملا منصورؒ وہ شخصیت تھیں کہ جنھوں نے مجاہدین و مظلومین کے پاک خون کا سودا نہ کیا اور کھل کر اپنا موقف بیان کیا کہ جب تک امریکہ افغانستان سے نامراد ہو کر نہیں لوٹتا تو مذاکرات نہیں کیے جائیں گے، اور یہی وہ پہلو تھا جو کفار کی آنکھ میں کھٹک رہا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۸۴ پر)

ملا اختر منصور رحمہ اللہ، امتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا السلام کی روشن تاریخ کا تسلسل تھے!

امیر المومنین رحمہ اللہ کی شہادت پر حرکۃ الشباب المجاہدین صومالیہ کا تعزیتی بیان

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء و المرسلین محمد بن عبداللہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین اما بعد

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّـهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّـهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء: ۷۴)

''اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے اُن لوگوں کو جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو فروخت کردیں، پھر جو اللہ کی راہ میں لڑے گا اور مارا جائے گا یا غالب رہے گا اُسے ضرور ہم اجر عظیم عطا کریں گے''۔

سید قطب شہیدؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''فلیقاتل فی سبیل اللہ ''اللہ کی راہ میں جنگ کرنا چاہیے!''۔ کیونکہ اسلام اِس راہ کے علاوہ کسی اور راہ میں جنگ سے واقف نہیں! وہ مالِ غنیمت کے لیے قتال کو صحیح نہیں سمجھتا، وہ اقتدار اور برتری کے لیے قتال کو صحیح نہیں جانتا، وہ شخصی یا قومی بزرگی و شرف کے لیے قتال کو صحیح نہیں سمجھتا! زمین اور اس کے باسیوں پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کے لیے جنگ نہیں کرنا چاہیے! مصنوعات کے لیے خام مال حاصل کرنے کی خاطر جنگ نہیں ہونا چاہیے، کارخانوں کی پیداوار کو کھپانے اور ان کے لیے بازار مہیا کرنے کے لیے جنگ نہ ہونا چاہیے! سرمائے کے لیے جنہیں نو آبادیات یا شبہ نو آبادیات میں لگایا جائے تاکہ کثیر فوائد حاصل ہوں، جنگ نہ ہونا چاہیے! شخصی مجد و شرف کے لیے جنگ نہیں ہونی چاہیے، نہ کسی خاندان، طبقہ، حکومت، امت یا قوم و نسل کی بزرگی و برتری کے لیے جنگ ہونی چاہیے، جنگ تو صرف اللہ کی راہ میں ہونی چاہیے، زمین میں اس کے کلمہ کو بلند کرنے، زندگی کے معاملات کو چلانے کی غرض سے اُس نظامِ حیات کو قائم و غالب کرنے اور انسانیت کو اس نظام کی برکات و خیرات سے اور انسانوں کے مابین اُس کے کامل اور مطلق عدل سے متمتع کرنے کے لیے جہاد ہونا چاہیے...جب مسلمان اللہ کی راہ میں اس کے کلمہ کو بلند کرنے اور اس کے نظام کو زندگی میں نافذ و غالب کرنے کے ارادے سے نکلتا ہے اور وہ قتل ہو جاتا ہے تو وہ ''شہید'' ہے اور اللہ کے یہاں ''شہداء'' کے مقام پر فائز ہو گا...اس طرح قرآنی نظام ان نفوس کو بلند کرنے اور انہیں ہر دو حالت میں اللہ کے عظیم فضل و کرم کی امید سے وابستہ کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے! وہ اس راہ میں قتل ہو جانے کے خطرے کو ان کے لیے ہلکا کر دیتا ہے اور اسی طرح مال غنیمت کے وزن کو بھی، جس کے ملنے کی امید بہت کم ہوتی ہے! کیونکہ زندگی ہو یا مالِ غنیمت، اللہ کے فضلِ عظیم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں!''

جہاد و شہادت کے عظیم معانی کو اہلِ ایمان کے قلوب و اذہان میں راسخ کرتے عظیم افکار کی روشنی میں ہم امتِ مسلمہ سے، اُس کے توحید و جہاد پر کاربند شہسواروں سے اور اُن کے صف اول کے رہنما شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ سے امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی تعزیت کرتے ہیں۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ اس قافلہ شہدا میں شامل ہو گئے جس نے خراسان کے دشت و جبل میں اللہ کے دین کی نصرت اور دشمنانِ دین سے لڑتے ہوئے اپنی نذر پوری کر دکھائی۔ قدیم دور سے ہی اہلِ خراسان کی تاریخ درخشاں ہے، یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قتال کیا اور یہیں سے بخاریؒ ایسے علمائے حدیث اور عبداللہ بن مبارکؒ جیسے علمائے جہاد سامنے آئے اور آج کے دور میں اسی خطے نے جہاد و استشہاد کو ازسرنو زندہ کرنے میں خوب کردار ادا کیا۔ یہاں علمِ جہاد بلند ہوا، تنظیمیں وجود میں آئیں، فنونِ حرب کی ترویج ہوئی اور وہ قافلے نکلے جنہوں نے دنیائے ارضی کے مختلف خطوں میں جا کر جہاد کیا۔ یہیں دورِ حاضر کے جہاد کی قیادت ترتیب پائی جس میں شیخ عبداللہ عزامؒ، شیخ اسامہ بن لادنؒ، قائد خطابؒ الشیشانی، شیخ ابو یحییٰ اللیبیؒ، شیخ ابو حمزہ المہاجرؒ، قائد آدم عیروؒ، شیخ ابو الزبیرؒ اور دیگر قائدین شامل ہیں۔ شیخ اسامہؒ فرمایا کرتے تھے:

''دورِ حاضر کے جہاد میں مسلمان افغانوں کے احسان مند ہیں اور عرب شیخ عبداللہ عزامؒ کے احسان مند ہیں۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ اہلِ خراسان کی خیرات میں مزید اضافہ فرمائے''۔

ہم بجا طور پر ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی سیرت کو امتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا السلام کی روشن تاریخ کا تسلسل سمجھتے ہیں۔ آپؒ نے روس کے خلاف پہلے افغان جہاد میں شرکت کی اور بیس سے زیادہ مرتبہ زخمی ہوئے۔ مجاہدین کے ہاتھوں سوویت یونین کی شکست کے بعد آپؒ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو مجاہدین کے مابین خونِ ناحق کے بہانے سے دور اور فتنے سے الگ تھلگ رہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق:

وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ۔

'' جو ان کا نظارہ کرے گا وہ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا''۔ (بخاری)

تحریک طالبان کے وجود میں آنے کے بعد ملا اختر منصور رحمہ اللہ پھر سے جہادی عمل میں پیش پیش رہے یہاں تک کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمرؒ کی زندگی میں نائب امیر اور ان کی وفات کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر المؤمنین مقرر ہوئے۔ اپنی امارت کے دور میں آپؒ نے قابض دشمن کے خلاف حملوں کو تیز سے تیز تر کرنے پر زور رکھا اور چشم فلک نے

دیکھا کہ اس دور میں کس طرح مجاہدین کی قوت ابھر کر سامنے آئی، مرتدین کی شوکت ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی اور صلیبیوں کے لشکر بھیگی بلی بنے نظر آئے۔ اللہ آپ کی شہادت کو قبول فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج: ۳۹)

"اجازت دے دی گئی اُن لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے"۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

"اللہ رب العزت نے اس مقام پر آگاہ کیا ہے کہ جو بندے اس کی طرف رجوع اور اس پر توکل کرتے ہیں وہ بدی کے ہر کاروں کی سازشوں اور نقصان سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے:

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق: ۳)

"جو اللہ پر بھروسا کرے اس کے لیے وہ کافی ہے اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے"۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے:

"اہل بدعت سے کہہ دو ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ جنازے کریں گے"۔

کیونکہ زندگی میں مشترک معاشی مفادات انسانوں کو جوڑے رکھتے ہیں لیکن کسی کی موت کے بعد کوئی غرض و غایت باقی نہیں رہتی اور لوگ شخصیت کے بارے میں بلا جھجک حق بات کر دیتے ہیں۔ اللہ ملا اختر منصورؒ پر رحم فرمائے۔

امارت اسلامیہ کے محبوب بھائیو اور ملا اختر منصورؒ کے طالبان ساتھیو! ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کے زخموں کا مداوا کرے، آپ کے جہاد کو قبول و منظور فرمائے، آپ کی کوششوں کو شرف و قبولیت بخشے اور دشمن پر فتح و نصرت عطا فرمائے۔ یہ امت آپ سے اس لیے محبت کرتی ہے تو کہ آپ نے شریعت کی حاکمیت کو قائم کر کے دکھایا، دین سے تمسک اختیار کیا، دشمنانِ امت سے جہاد میں سیسہ پلائی دیوار بن گئے، مہاجرین کو ٹھکانہ فراہم کیا، کمزوروں کی مدد کی اور اس مقصد کے لیے دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ اللہ آپ کو ان خدمات کے لیے جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم آپ کو راہِ جہاد پر ثبات، شریعت کے قیام اور اختلاف و تفرقے سے علیحدگی پر قائم و دائم رہنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الانفال: ۴۵،۴۶)

"اے ایمان لانے والو، جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔ اور اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"قرآن حکیم کے اس مقام پر مجاہدین کو پانچ چیزوں کا حکم فرمایا جو اگر کسی گروہ میں جمع ہو جائیں تو دشمن کی تعداد زیادہ ہونے کے باوجود مدد و نصرت آکر رہتی ہے۔ یہ پانچ چیزیں ہیں: 'ثابت قدمی'، 'ذکر الٰہی کی کثرت'، 'اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت'، 'اتحاد و اتفاق اور آپس میں جھگڑنے سے بچنا'۔ آپس میں تنازعے کے نتیجے میں جماعت پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور دشمن کو تقویت ملتی ہے۔ لوگ یکجان ہوں تو لکڑی کے گٹھے کی طرح ہوتے ہیں جسے توڑنا آسان نہیں ہوتا لیکن جب لکڑیاں الگ الگ ہو جائیں تو انہیں توڑنا کوئی مشکل نہیں۔ پانچویں خوبی 'صبر' ہے اور یہ سب کا نچوڑ اور اساس ہے۔ یہ وہ اینٹیں ہیں جن سے فتح و نصرت کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ جتنا جتنا اجزائے ترکیبی میں نقص واقع ہوگا ویسے ویسے فتح و نصرت کی عمارت بربادی کی طرف جائے گی اور جیسے جیسے یہ اجزا ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہو کر مضبوط ہوتے جائیں گے اسی تناسب سے فتح قریب آتی جائے گی۔ جب یہ خوبیاں صحابہ کرامؓ میں اکٹھی ہوئیں تو دنیا کی کون سی قوم تھی جو ان کے آگے ٹھہر سکی ہو؟ انہوں نے ہر سو فتح کے پھریرے لہرائے لیکن ان کے بعد جب آپس کے جھگڑے پیدا ہوا تو کمزوری آتی چلی گئی اور گراف نیچے گرتے گرتے وہیں پہنچ گیا جہاں سے شروع ہوا تھا"۔

احبابِ گرامی! جاننا چاہیے کہ شہادت فی سبیل اللہ 'ہزیمت و ندامت نہیں عزو شرف کا مقام ہے! یہ تو وہ تمنا ہے جو افضل الخلائق جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنی امت کے لیے فرمائی تھی:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کے رستے میں قتال کروں اور شہید کیا جاؤں، پھر دوبارہ زندہ کیا جاوں پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں" (بخاری)۔

(بقیہ: صفحہ ۳۹ پر)

وہ اپنے حصے کا کام کر کے اللہ کے حضور حاضر ہوئے!

امیر المومنین رحمہ اللہ کی شہادت پر جماعت قاعدۃ الجہاد کی ارضِ شام، جزیرۃ العرب اور مغرب الاسلامی کی شاخوں کی جانب سے تعزیتی بیان

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء و المرسلین محمد بن عبد اللہ وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین؛ وبعد

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّـهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّـهُ الشَّاكِرِينَ o وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّـهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، اُن سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا۔ کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے جو شخص ثواب دنیا کے ارادہ سے کام کرے گا اس کو ہم دنیا ہی میں سے دیں گے، اور جو ثواب آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا وہ آخرت کا ثواب پائے گا اور شکر کرنے والوں کو ہم اُن کی جزا ضرور عطا کریں گے''۔

غم واندوہ میں ڈوبی خبر موصول ہوئی ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ امریکی حملے میں جام شہادت نوش کر گئے۔ نحسبہ کذالك ولا نزکی علی اللہ احد۔ ہم اس موقع پر امت مسلمہ سے اس شہسوار کی رحلت پر تعزیت کرتے ہیں اور بالخصوص اہلِ افغانستان اور طالبانِ کرام کے ہر مجاہد کے ساتھ اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور ان سے یہی کہتے ہیں اللہ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ جو اللہ نے عطا کیا وہ بھی اُس کا تھا، جو لے لیا وہ بھی اُسی کی امانت تھی اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں اور آپ کو امیر المؤمنین رحمہ اللہ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ انہ علیٰ ذلك قدیر۔

ملا اختر منصورؒ کا سفر جہاد و عطا اور شجاعت و قربانی سے عبارت تھا جس کا اختتام صلیبیوں کے ہاتھوں شہادت پر ہوا... کیا عظیم راستہ تھا، کیا ہی عظیم جہاد تھا اور کیا ہی شاندار خاتمہ! امیر المؤمنینؒ کی شخصیت ایک قابل تقلید مثال اور عبادتِ جہاد بلکہ سارے دینِ اسلام کے فہم کے حوالے سے ایک مکتب کا درجہ رکھتی ہے۔

ملا اختر منصورؒ کی عظیم شخصیت 'صدرِ اسلام سے آج تک چلے آتے اسلامی قائدین اور امراء کی کہکشاں کا ایک ستارہ ہے۔ یہ شہدائے کرام کی وہ سنہری لڑی ہے جو اللہ کے چنیدہ لوگ ہیں اور جن کو جہان بھر کے لوگوں سے چُن کر مسند شہادت پر سرفراز کیا گیا! یوں کل... ہم نے، اہلِ افغانستان نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو رُخصت کیا تھا جب کہ وہ میدانِ عمل میں اپنی بیماری کے باوجود ڈٹے رہے، نہ دین کا سودا کیا، نہ کسی قسم کی تھکاوٹ اور کمزوری ان پر غالب نہ آسکی اور نہ کوئی چیز انہیں واپس پلٹا سکی۔ اور آج... ہم ملا اختر منصور رحمہ اللہ کو اس حالت میں رخصت کر رہے ہیں کہ وہ راہِ حق پر قدم بہ قدم، اسلام پر پُر عزم اور میدانِ جہاد میں ثابتِ قدم تھے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا تھا کہ اللہ کے دشمن صلیبیوں کے ساتھ افغانستان سے نکلنے تک امن کی کوئی صورت نہیں، دشمن کے ساتھ بات چیت شریعت کے تحت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ نہیں اور یہ کہ افغانستان سے قابضین کے نکلنے اور شریعتِ اسلامی کی عملداری دوبارہ قائم ہونے تک مجاہدینِ طالبان قتالِ فی سبیل اللہ جاری رکھیں گے۔

ملا صاحبؒ اور ان کے طالبان ساتھیوں نے امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے اسی عظیم موقف کا اعادہ کیا جو انہوں نے ان الفاظ میں پیش کیا تھا:

''امریکہ ہم سے شکست کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ ہم سے فتح کا وعدہ کرتا ہے اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ کس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے''۔

چنانچہ وہ جہاد و قتال کے راستے پر قائم و دائم رہے یہاں تک کہ لشکرِ صلیب اور اس کے ایجنٹوں کی ہزیمت تمام دنیا نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کی اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح بالکل معمولی اسلحہ رکھنے والے افغان امریکیوں کے اعلیٰ ترین اسلحہ اور گولہ بارود پر غالب آ گئے، کس طرح امت نے ہر خوف کو بالائے طاق رکھ کر ایمان و شجاعت کے ساتھ اس مرحلے کو سَر کیا اور کس طرح لشکر صلیب اور اس کے ایجنٹ پسپائی اور ذلت و رسوائی پر مجبور ہو کر خائب و خاسر ہوئے۔

یہ درست ہے کہ امت نے ایک عظیم کمانڈر اور جلیل القدر قائد کھویا ہے لیکن ہم کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے حصے کا کام کر کے اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔ وہ امریکہ اور اس کے حواریوں کی شکست پر مہر ثبت کر کے گئے، ملک و ملت کا سودا نہیں کیا اور نہ فانی دنیا کو باقی آخرت پر ترجیح دی۔ ان کی شہادت تو امت مسلمہ کے لیے فخر و اعزاز کا مقام ہے جس سے راہِ جہاد کی رغبت میں اضافہ اور قربانی کی تڑپ اور بھی زیادہ بڑھے گی۔ دشمن کی خواہشات کے برخلاف شہدا کا خون ہی میدانِ جہاد کی زینت ہوا کرتا ہے اور قائدین کی شہادتیں جہاد میں کمی نہیں لاتیں بلکہ اس کو آتش فشاں بناتی ہیں۔

آخر میں ہم دنیا بھر کے مجاہد بھائیوں سے مخاطب ہوتے ہیں؛ عزیز بھائیو! یہی جہاد کا عظیم راستہ ہے اور ہماری دعوت کی سچائی ہمارے قائدین کی شہادتوں سے نکھر کر سامنے آتی ہے۔ فتح و نصرت کی راہ میں زخم لگنا لازم ہے، ہمارے طریق و منہج نے یہیں سے ہو کر گزرنا ہے اور ہماری روح نے ہر صورت انہیں برداشت کرنا ہے۔ آج تنظیم قاعدۃ الجہاد کی

قیادت مقابلے کی صفِ اول میں نظر آتی ہے اور ان کی قربانیوں کے مطابق ہی فتح و نصرت قریب ہے! ان شاءاللہ۔اس لیے پے درپے لگتے زخموں کی فکر نہ کرنا کہ خود اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (النساء:۱۰۴)

"اِس گروہ کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تم تکلیف اٹھارہے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھارہے ہیں اور تم اللہ سے اُس چیز کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں ہیں اللہ سب کچھ جانتاہے اور وہ حکیم و دانا ہے"

ہر محاذ پر دشمن کی طرف سے پہنچایا جانے والا درد والم حدود و قیود پار کر چکا ہے لیکن ہم اور ہمارے دشمن جنگ کے اس مرحلے کی طرف بڑھ رہے ہیں جہاں معرکے کے تقاضے اِس سے بھی کہیں زیادہ سخت ہونے والے ہیں اور قربانیاں اور تکلیفیں سے بھی پہلے سے بڑھ کر آنے والی ہیں۔البتہ ہمیں تسلی خود قرآن دے رہا ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران:۱۳۹)

"دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو"۔

اے مجاہدین کرام! راہِ جہاد پر ثابتِ قدم رہنا کہ شبِ تاریک کے ظلمت جب انتہا کو پہنچ جائے تو طلوعِ سحر قریب ہوا کرتی ہے!

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (النور:۵۵)

"اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اُسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، اُن کے لیے اُن کے اُس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں پسند کیا ہے، اور اُن کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں"۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون

جبهة النصرة

جماعة قاعدة الجهاد في جزيرة العرب

جماعة قاعدة الجهاد في مغرب الاسلامی

بقیہ: ملا اختر منصور رحمہ اللہ 'امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کی روشن تاریخ کا تسلسل تھے!

امت مسلمہ کو بھی اس بات سے واقف ہونا چاہیے کہ کسی قائد یا امیر کی شہادت سے نہ تو جہاد رکنے والا ہے اور نہ فتح و نصرت موخر ہونے والی ہے۔ ہمارا جہاد قیامت تک جاری اور باقی رہے گا یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَمْرِ اللهِ قَاهِرِينَ لِعَدُوِّهِمْ ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى ذلك

"میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا، دشمنوں پر غالب رہے گا، اس کو کسی کی مخالفت نقصان نہ پہنچا سکے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو گی اور وہ بدستور اپنے رستے پر قائم ہوں گے"(مسلم)۔

اور فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ

"دین میں غلو سے بچو، تم سے پہلی قومیں دین میں غلو کے سبب ہلاک ہوئیں"۔ (مسند احمد)

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت مجاہدین اور ان کی قیادت و امرا کی ہر جگہ حفاظت فرمائیں جن میں شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ سر فہرست ہیں۔ یا اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کے چلانے والے، لشکروں کو ہزیمت سے دوچار کرنے والے اللہ! کفار اور مرتدین کو شکست سے دوچار فرما۔ یا اللہ! اس مت کے لیے خیر و بھلائی کا معاملہ مقدر فرما جس میں تیری اطاعت کرنے والے عزت مند اور تیرے نافرمان ذلیل و خوار ہوں، نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ آمین

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (آل عمران:۱۴۷)

"اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے در گزر فرما، ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اُسے معاف کر دے، ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر"۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قیادتِ عامہ حرکت الشباب المجاہدین، صومالیہ

☆☆☆☆☆

بے شک یہی دین، جہاد اور علم کے شہہ سوار ہیں!

جماعت المرابطین مصر کی طرف سے امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر تعزیتی بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ O فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

’’جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہر گز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیے جاتے ہیں۔خوش باش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں مطمئن ہیں جو ان کے پیچھے تھے مگر ابھی ان تک نہیں پہنچے۔اس بنا پر کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگیں ہوں گے ‘‘(آل عمران ۱۶۹۔۱۷۰)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور آخرت متقین کے لیے ہے۔تباہی و بربادی ظالموں کے لیے ہے۔ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں جو ہماری طرف بھیجے گئے ان پر اور ان کے اصحاب پر رحمتیں اور سلامتی ہو...امابعد!

اے پیاری امت! اے امت اسلام! اے پیاری امت! میں تمہیں جہاد کے میدان میں سے ایک شہادت کی غمگین خبر دیتا ہوں۔تمہاری قیادت میں سے ایک قائد اور ابطال میں سے ایک بطل، شیخ محترم ملا اختر محمد منصور مجاہد رحمہ اللہ اپنے اہداف کو مکمل کرنے کے بعد اور عالمی کافر امریکہ کا سر کچلنے کے بعد اپنے پیشرو قافلہ شہدا سے جا ملے ہیں۔

کیسے مبارک شہہ سوار ہیں یہ! بے شک یہی دین، جہاد اور علم کے شہہ سوار ہیں! میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمیں اس حزن و ملال میں اجر دے اور ان سے بھی بہتر قائد عطا فرمائے۔ اس مبارک قافلے کے خون میں برکت دے اور اس خون کو امت کے نوجوانوں کے لیے روشنی اور ہدایت کا ذریعہ بنادے تاکہ ان نوجوانوں کے ہاتھوں سے عالم اسلام کو فتوحات اور مدد مل سکے۔

بے شک محترم شیخ اپنے رب کی طرف پلٹ چکے ہیں، وہ امریکیوں اور صلیبیوں کے لیے شمشیر برہنہ کی مانند تھے۔یہ کیسے نصیبے اور سعادت والے امیر ہیں! میں اور جماعۃ المرابطین کے بھائی، امت مسلمہ، مجاہدینِ افغانستان، امارت اسلامی کی شوریٰ اور خاص کر شیخ محترم کے اہل خانہ کو ان کی شہادت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ O الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

’’اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان پر صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے۔جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں‘‘۔(البقرۃ: ۱۵۵،۱۵۶)

اور اللہ کا فرمان ہے:

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاہَدُوا اللّٰہَ عَلَیۡہِ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ ۫ۖ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا

’’مومنین میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ سے کیا تھا انہیں سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقع کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی‘‘۔(احزاب:۲۳)

اے اللہ! شیخ رحمہ اللہ کے خاندان کو صبر اور رضا کے ساتھ اپنے فیصلے پر راضی رہنے کی توفیق دے۔اور میں ہر جگہ موجود اپنے مجاہد بھائیوں سے کہوں گا تمہیں فتح کی خوش خبری ہو۔یقیناً اپنے نیک اور مومن بندوں سے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَہٗ رِبِّیُّوۡنَ کَثِیۡرٌ ۚ فَمَا وَہَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ مَا ضَعُفُوۡا وَ مَا اسۡتَکَانُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیۡنَ O وَ مَا کَانَ قَوۡلَہُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ اِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ O فَاٰتٰىہُمُ اللّٰہُ ثَوَابَ الدُّنۡیَا وَ حُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

’’بہت سے اللہ والے نبیوں کے ہم رکاب ہو کر جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکالیف پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے، اور اللہ صبر کرنے والوں کو ہی چاہتا ہے۔وہ یہی کہتے رہے کہ اے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم میں سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے۔اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کا اچھا ثواب بھی عطا فرمایا اور اللہ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے‘‘۔(آل عمران: ۱۴۶۔۱۴۸)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی، ابو عمر

امیر جماعت المرابطین مصر

☆☆☆☆☆

آپ کا دورِ امارت مختصر ہونے کے باوجود فتوحات سے پُر تھا

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر حزب اسلامی ترکستان کا تعزیتی بیان

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی من جاھد فی سبیلہ حق جہادہ، و علی وصحبہ و من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

رضائے الٰہی پر راضی دلوں کے ساتھ ہم نے امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی شہادت کی اطلاع وصول کی۔ ملا رحمہ اللہ کا دورِ امارت مختصر ہونے کے باوجود فتوحات سے پُر تھا جس نے عالمی کفر کو ہلا کر رکھ دیا اور صلیبیوں اور ان کے مرتد ایجنٹوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ آپؒ نے شدید بم باریوں اور تلواروں کے سائے تلے امت کو استعمار اور طواغیت کے چنگل سے نکالنے کی جدوجہد جاری رکھی یہاں تک کہ اس منزل کو پالیا جو امت کا درد رکھنے والے ہر موحد مجاہد کی تمنا ہوا کرتی ہے۔

اے عظمت کے پیکر! تو وہ حریف ہے
کہ جب انتقام لیتا ہے تو سبق سکھا کر رہتا ہے
اب اپنے رب کے جوارِ رحمت میں سکون کی نیند سو جا
کہ ہم نے عزم کر کیا ہے کہ کبھی ہتھیار نہیں ڈالیں گے

اس طرح اس امت میں ایک کے بعد ایک شخصیت اللہ کے لے قربانی پیش کر رہی ہے۔ یہ لوگ جب قیامت کو اٹھائے جائیں گے تو ان کی گواہی سینے سے بہتا خون دے رہا ہو گا۔ ہم پر کتابِ ہدایت قران مجید کے تحت اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے جس نے اللہ کی راہ میں قتال کیا، جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (آل عمران: ۱۴۶)

''اِس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں اُن پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں ہوئے ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے''۔

یا اللہ! ہم بہنے والے خون اور ثابتِ قدم رہنے والے نفوس کے ذریعے تیرا تقرب مانگتے ہیں، اسی پر ہم نے عہد کیا ہے اور اسی پر موت تک قائم رہیں گے اور روزِ قیامت یہی ہماری حجت ہو گی۔ یا اللہ! ملا اختر منصورؒ کے درجات بلند فرما دے اور انہیں اپنے ہاں انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما دے۔ یا اللہ! انہیں اپنے مقرب بندوں میں شامل فرما لے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما دے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین

حزب اسلامی ترکستان لنصرۃ اھل الشام۔

۲۳ شعبان ۱۴۳۷ء

بقیہ: امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے موقع پر

اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو جنت میں ایسے ہی لوگوں، ایسے ہی رجال کے ساتھ جمع فرمائیں اور ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائیں۔ اللہ پاک ہماری اس تکلیف میں ہمارے لیے کافی ہو جائیں، آمین۔ امیر المؤمنین و قائد المجاہدین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی اعلیٰ شہادت کے اس موقع پر چند باتوں کی وضاحت اور تذکرے کی ضرورت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صحیح قول و عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

امیر المؤمنین کو ایک ایسے وقت میں شہید کیا گیا ہے جب عالمی صلیبی و صہیونی اور مقامی منافقین و مرتدین کا اتحاد تاریخی شکست کے دہانے پر کھڑا ہے۔ افغانستان میں اہلِ کفر اپنے پندرہ سالہ مشن کو کامیاب قرار دے رہے ہیں تو پاکستان میں ضربِ عضب نامی میڈیائی آپریشن ''کامیابی کے مراحل'' طے کرتے ہوئے تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ افغانستان و برِّصغیر کے اہلِ دین و اہلِ جہاد بالخصوص اور سارے عالم کے اہلِ دین و جہاد، فروعی اختلافات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے مقامی و بین الاقوامی دشمن کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔ جب تاریخ سے نابلد، کنوئیں کے مینڈک اور عقل و نظر کے اندھے بھی اسلام اور اہلِ اسلام کی فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایسے میں اپنے آخری حربے اور ہتھ کنڈے استعمال کرتے ہوئے، پاکستان، افغانستان اور ایران کے سرحدی علاقے میں امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو شہید کرنا دشمن کی بوکھلاہٹ کو تو واضح کرتا ہی ہے، ساتھ ہی دشمن کے بین الاقوامی ایجنڈے اور بین الاقوامی و بین المذاہب کفریہ اتحاد کے چہرے پر سے بھی نقاب اٹھاتا ہے۔ یہ امر بہت واضح ہے کہ ڈرون طیارے اس وقت تک کامیابی سے اپنے ہدف کو نشانہ نہیں بنا سکتے یہاں تک کہ بہترین زمینی جاسوسی کا نظام موجود نہ ہو۔

پس اہلِ کفر، منافق و مرتد خفیہ ادارے، فوجیں، حکومتیں اور مجوسی روافض انتظار کریں۔ فتربصوا... پس تم انتظار کرو کہ منتقم و قہار اللہ تمہیں اپنی قدرت سے عذابِ الیم میں اس دنیا میں دوچار کرے یا اپنے مجاہد بندوں کے ذریعے تمہیں موت کی نیند سلائے اور آخرت کا عذاب تو تمہارے لیے ہے ہی۔ ہم بھی تمہاری طرح منتظر ہیں، لیکن ہمارا انتظار فتح یا شہادت، شریعت یا شہادت میں سے کسی ایک منزل کا ہے۔

آخر میں ہم اپنے نئے امیر، امیر المؤمنین شیخ التفسیر والحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ و نصرہ، امتِ مسلمہ، علمائے حق اور مجاہدینِ عالی قدر سے شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ پاک مشکل کی اس گھڑی میں ہمارا حامی و ناصر ہو جائے اور ہمیں شہید امیر المؤمنین کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذریعہ بنائیں کہ ہم شہید امیر المؤمنین کی شہادت کا انتقام اہلِ کفر و نفاق سے لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سعادت کی اعلیٰ زندگی اور شہادت کی اعلیٰ موت عطا فرمائیں، آمین یا ربّ العالمین۔

ابو بکر بغدادی کے نام امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوریٰ کا خط

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور نے امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوریٰ کی جانب سے تقریباً ایک سال قبل داعش کے سربراہ ابو بکر بغدادی کو یہ خط لکھا تھا۔ داعشی ٹولے کی تمام تر بدزبانی اور ہذیان گوئی کے باوجود آپ رحمہ اللہ نے انتہائی نرم اور شفقت بھرے انداز سے اس خط میں سربراہِ داعش کو مخاطب فرمایا، آپ رحمہ اللہ نے اس خط میں داعش کے جرائم پیشہ عناصر کی قلعی بھی کھولی اور ابو بکر بغدادی کو ناصحانہ انداز میں سمجھایا بھی کہ چند مجرمین کو شہ دے کر مجاہدین کی صفوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کی مذموم کوششوں سے باز رہا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ معز التوحید وأھلہ، ومذل الشرك وحزبہ، وأشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ فی ربوبیتہ وألوھیتہ وأسمائہ وصفاتہ، وأشھد أن نبینا محمدا عبدہ ورسولہ، اللّٰھم صل وسلم وبارك علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وبعد:

انتہائی قابل قدر ابو بکر البغدادی اور آپ کی قیادت میں امریکی جارحیت کے خلاف صف آرا تمام مجاہدین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں تمام مجاہدین کو کامیابی عطا فرمائے اور اللہ تعالی کے مبارک احکامات پر کاربند رہنے اور اعتصام بحبل اللہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

جناب عالی! افغانستان اسلام کے مقدس دین کے ظہور کی پہلی صدی سے اب تک اسلام کا مضبوط قلعہ رہا ہے اور جزیرۃ العرب کے بعد براعظم ایشیا میں اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کا سب سے اہم مرکز ثابت ہوا ہے۔

معاصر جہادی دور کے عالمی ہیروز امام المجاہدین شیخ عبد اللہ عزام، قائد المجاہدین شیخ اسامہ بن لادن، قاہر الصلیبیین ابو مصعب الزرقاوی اور قاہر الملحدین امیر خطاب رحمہم اللہ جمیعاً سب کو افغانستان کے جہادی مدرسے کے تلمذ کا فخر حاصل تھا۔

جس عزم سے شروع سے مجاہدین نے انگریزوں، روسیوں اور موجودہ دور کے امریکیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا اور اسلام کے لیے قربانیاں دیں، امارت اسلامیہ اور افغان عوام نے اس راہ میں ناقابل فراموش قربانیاں دیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ آج ایک بار پھر جارحیت پسند صلیبیوں کے خلاف مقدس جہاد کامیابی کی دہلیز پر ہے۔ امریکہ اور اس کے کفار کے ساتھیوں کی اکثریت فرار ہو چکی ہے۔ مجاہدین دن بدن وسیع علاقوں کو اپنے زیر نگین کر رہے ہیں۔ رواں سال ۱۴۳۶ھ میں اور بھی کامیابیوں کی امید رکھتے ہیں تاکہ دشمن کے بقیہ جات کا بھی صفایا کیا جاسکے۔ ان شاءاللہ، وماذالک علی اللہ بعزیز

گرامی قدر! افغانستان پر امریکہ کی قیادت میں کفری جارحیت کا ایک بنیادی سبب یہاں سے ایک ایسی اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی تھا جو قرآن وحدیث کے احکامات کے مطابق اہل سنت والجماعت کے روشن ہدایات کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی۔ جس میں تمام حکومتی ارکان کی جانب سے پورے حکومتی نظم ونسق میں ان احکام کا اجرا فرض قرار دیا گیا تھا، مشرکانہ اور کمیونسٹ افکار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور تمام بدعات اور خرافات کا خاتمہ کیا گیا۔ اس طرح کا شفاف اسلامی نظام امریکہ سمیت پورے عالم کفر کے لیے قابل برداشت نہ تھا! یہی وجہ تھی کہ مختلف بہانے بنا کر بالآخر اس پر وحشیانہ حملہ کر دیا۔

افغانستان کے مسلمان عوام نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں جس کی سربراہی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے کی' انتہائی شجاعت سے جارح قوتوں کے خلاف جہادی صفیں تشکیل دیں اور ۱۳ سال تک مسلسل جارح قوتوں سے افغانستان کی آزادی اور اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔

صلیبیوں کے خلاف امارت اسلامیہ کی جہادی پالیسی کی وہ ایک خاص بات جس کا تذکر خصوصیت کے ساتھ آپ کے سامنے کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ امارت اسلامیہ نے عالمی کفر کے خلاف ہمیشہ سے جہادی صف کے اتحاد اور اسے مرصوص اور مضبوط رکھنے پوری توجہ مرکوز رکھی اور اب بھی اسی کا از حد خیال رکھا جاتا ہے۔ کیوں کہ سوویت یونین کی جارحیت کے دور میں جہادی صفوں کی فرقہ بندیوں کے مضر اثرات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں جس کے نتیجے میں افغانستان کے ۱۴ سالہ جہاد اور ڈیڑھ ملین شہدا کے خون کے ثمرات ضائع ہو گئے۔ اور امت مسلمہ کی وہ تمام امیدیں خاک میں مل گئیں جو اس جہاد سے وابستہ تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبارک ارشاد کے مطابق جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (رواہ البخاری ومسلم)

امارت اسلامیہ 'افغانستان میں جہادی صف کے اتحاد پر اس لیے اصرار کرتی ہے کیوں کہ جہاد صف کو متحد ومرصوص رکھنا مامور بہ عمل ہے اور اس حوالے سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِینَ یُقَاتِلُونَ فِی سَبِیلِہِ صَفًّا کَأَنَّھُم بُنیَانٌ مَّرْصُوصٌ (الصف: ۴)

ایک اور جگہ صریح نص کے ساتھ قرآن کریم مسلمانوں کو تنازعہ، تفرقہ اور آپس کے اختلافات سے منع کرتا ہے اور حکم دیتا ہے:

وَأَطِیعُوا اللّٰہَ وَرَسُولَہُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْھَبَ رِیحُکُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِینَ (الانفال: ۴۶)

امارت اسلامی درجہ بالا قرآنی نصوص کی تعمیل، سابقہ جہادی تجربات اور اپنے معاشرے اور ماحول کو جانتے ہوئے یہ سمجھتی ہے کہ افغانستان میں جہادی صفوں کی تعداد میں کثرت

نہ جہاد ہے اور نہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ ہے۔ کیوں کہ افغان معاشرے کی یہ خاصیت رہی ہے کہ یہ ہمیشہ سے اندرونی اختلافات اور جنگوں کا شکار رہا ہے۔ قیادت ایک ہو تب ہی ان اختلافات کا احتمال ختم ہو سکتا ہے۔

امارت اسلامیہ نے اب تک اندرونی اختلاف اور تفرق کے سارے فتنے وحدت الصف کے ذریعے ناکام بنائے ہیں اب اگر یہاں امارت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ ایک اور جہادی صف یا دوسری قیادت قدم جمانے کی کوشش کرے گی تو اس سے لا محالہ اختلافات اور تفرقہ کے فتنوں کے لیے راہ ہموار ہو گی۔ اسی لیے امارت اسلامیہ افغانستان میں ہونے والی تمام جہادی کارروائیوں کے امارت کے زیر قیادت ہونے کے ساتھ ساتھ ذیل کے نکات پر اصرار کرتی ہے:

۱۔ چونکہ اسلامی صف کا ایک ہونا ایسا عمل ہے جس کا باقاعدہ قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے اور کفار کے ساتھ قتال اور مقابلے کی حالت میں یہ اور بھی زیادہ ضروری امر ہے۔ اس لیے افغانستان میں جارح امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے خلاف جہاد ایک پرچم، ایک قیادت اور ایک حکم کے تحت ہونا چاہیے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت ملک کے ۱۵ سو علما (شوریٰ اہل حل وعقد) کے شرعی انتخاب اور بیعت کی بنیاد پر متعین کی گئی اور الشیخ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ جیسے اسلامی دنیا کے مشہور فقہی علما اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ جیسے مشہور جہادی قائدین نے اس شرعی امارت کی تائید اور بیعت کی۔ امارت اسلامیہ اب تک اپنے اسی اسلامی موقف پر مضبوطی سے کھڑی ہے، پوری دنیا میں اہل سنت والجماعت کے تمام پیروکاروں کی ہمدردی اس کے ساتھ ہے۔ کسی کو امارت اسلامیہ کے معاملات میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی، ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے افغانستان میں نئے متوازی صف کے قیام کی نہ شرعاً کوئی ضرورت ہے اور نہ عقلاً۔

۲۔ شریعت اور عقل سلیم کی بنیاد پر مسلمان اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے اسلامی معاشرے کے تمام اعلیٰ شرعی اور دنیاوی مصالح کے لیے وہی راستہ اختیار کریں جو ان کے تحفظ اور مضبوطی کا باعث بنے، امارت اسلامیہ اپنی تمام تر شرعی اور دنیوی مصلحت وحدت الصف میں دیکھتی ہے اور دوسرے ناموں اور جھنڈوں سے یہاں الگ کارروائیاں اسلام، مسلمانوں اور جہادی مصالح کے خلاف سمجھتی ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان دینی اخوت کے مطابق آپ کا بھلا چاہتی ہے اور آپ کے معاملات میں عدم مداخلت کی سوچ اور اسی کی آرزو رکھتی ہے۔ اور اس کے بالمقابل آپ سے اسی طرح کے رویے کی امید اور اسلامی اخوت کے رشتے کی وجہ سے صرف اور صرف خیر کی توقع رکھتی ہے۔ افغانستان میں موجودہ جہادی حالات کو دیکھتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی صرف اس میں ہے کہ متحد صف کے تحت جاری جاری رکھے۔

۳۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنی جہادی مزاحمت کے تسلسل میں ایک پرچم اور ایک ہی قیادت کی ماتحتی میں امریکہ اور اس کے دیگر ساتھیوں کو رسواکن شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ ملک کے شہروں کے علاوہ تمام خطے کفری جارحیت، شرک اور دیگر خرافات سے پاک کر دیے ہیں، دو عشرے تک پورے رسوخ کے ساتھ مزاحمت اور جہاد کے تسلسل نے عالمی کفر کے مقابلے میں امارت اسلامیہ کو ایک تسلیم شدہ حقیقت بنا دیا ہے۔ امریکہ اور دیگر اسلام دشمنوں کی شروع سے یہ کوشش ہے اور وہ اب بھی کر رہے ہیں کہ اس متحد صف کو توڑ کر افغانستان میں اپنی جارحیت کے لیے کامیابی کا راستہ ہموار کر سکیں۔ مگر جس طرح امارت اسلامیہ نے عسکری میدان میں انہیں شکست سے دوچار کیا ہے اسی طرح چاہتا ہے اپنے متحد صف کو اور بھی مضبوط رکھ کر ان کے آئندہ کے تخریبی منصوبے بھی ناکام بنا دے۔ اس طرح کے حساس مرحلے پر جب ہم پہلے ہی سے کفار کی بہت سی سازشوں سے نبرد آزما ہیں آپ کے ساتھی ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں جس سے مجاہدین کی قوت کا شیرازہ بکھر جائے، صف میں شکست وریخت آئے اور امارت اسلامیہ کی صف میں دراڑ ڈالنے کی دشمنوں کی یہ خواہش پوری ہو جائے۔

۴۔ افغانستان کے علاوہ اسلامی دنیا کے اور بہت سے ممالک امریکی مظالم کا شکار ہیں اور کسی نہ کسی طرح جارح قوتوں کے قبضے میں ہیں۔ اب تک ان ممالک میں مسلمانوں نے کوئی واضح اور نظر آنے والی کامیابی حاصل نہیں کی تو اس کی وجہ متفقہ قیادت کا فقدان ہے۔ افغانستان میں نا اتفاقی کے فتنے سے بچنے کے لیے امارت اسلامیہ ایک صف اور ایک قیادت کی ماتحتی میں جہادی کارروائی کی اجازت بڑا دینی اور جہادی مصلحت سمجھتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں ایک اور گروپ کے قیام کو جہاد، مجاہدین اور اسلامی مصالح کے مخالف عمل قرار دیتی ہے۔

۵۔ امارت اسلامیہ 'عالمی کفر اور شرک وبدعت پر مبنی اعمال کے خلاف جہادی کارروائی کتاب اللہ اور سنت نبوی علی صاحبہا السلام کے احکامات کی روشنی میں کرتی ہے، شرعی اور اسلامی مصالح ان کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر اہم ہیں اور ان کے تحقق کے لیے دنیا بھر کے مسلمانوں کے مادی اور روحانی تعاون اور حمایت کے محتاج ہیں۔ آپ جناب سے بھی توقع ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے حوالے سے ان ذرائع سے معلومات حاصل نہ کریں جو یہاں مختلف عوامل کے باعث امارت اسلامیہ سے مایوس ہو چکے ہیں یا جرائم کے ارتکاب کے باعث اس مقدس صف سے ان کا اخراج کیا گیا ہے۔ بلکہ مستقل طور پر باقاعدگی سے امارت اسلامیہ کے قائدین اور آفیشل ذرائع ابلاغ پر معروف نمائندوں سے اپنی معلومات اور اطمینان حاصل کریں تاکہ آپس کے اعتماد میں مزید اضافہ ہو۔

۶۔امارت اسلامیہ افغانستان میں امریکہ اور ناٹو کی شکست کو پوری دنیا صلیبی قوت کی شکست سمجھتی ہے اور یہ بڑی کامیابی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے اخلاص، توکل، صبر اور وحدت کی برکت سے اللہ تعالی نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ امارت اسلامیہ کی قیادت اور مجاہدین اللہ تعالی سے اس جہادی راستے پر توفیق اور حسن انجام کی دعا کرتے ہیں۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں اور جہادی جماعتوں سے امید رکھتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کے کامیابی سے ہم کنار ہوتے جہاد کی ہمہ پہلو حمایت اور ان کا تعاون کریں۔ نہ یہ کہ جہادی صف میں تفرقہ پھیلا کر مجاہدین کو ناکام اور آزردہ حال امت کو کفر کی شکست کی خوشی سے محروم کردیں۔

۷۔امارت اسلامیہ افغانستان کا افغانستان میں صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد اور اس راہ میں اہم کامیابی پہلے اللہ تعالی کی نصرت اور پھر لاکھوں شہدا، زخمیوں، اسیروں، یتیموں اور بیواوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

اور یہ ساری قربانیاں ایک کمان اور ایک پرچم کے نیچے ایک متحد صف میں دی ہیں۔ اب اگر خدانخواستہ جہادی صف کے تفرقہ سے مجاہدین کے درمیان آپس کے اختلافات کی راہ ہموار ہوجاتی ہے تو یہ ساری قربانیاں اور کامیابیاں ان اختلافات کا شکار ہوجائیں گی۔ اور اذیت خوردہ مسلمان اس کے ثمرات سے محروم ہوجائیں گے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں حقیقت ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان نہ صرف افغانستان بلکہ پوری اسلامی دنیا میں اپنے روشن ماضی، اسلام کی راہ میں بڑی قربانیوں اور مدبرانہ سیاست کے لیے بہت زیادہ محبوبیت اور مقبولیت رکھتی ہے۔ اللہ نہ کرے اگر امارت اسلامیہ کو یہاں ان لوگوں کی جانب سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں جو خود کو آپ سے وابستہ سمجھتے ہیں تو اس سے پوری دنیا کے مسلمان آپ سے ناراض ہوجائیں گے۔

۸۔دنیا بھر کے مختلف حصوں میں اسلامی تنظیموں اور شخصیات نے انتہائی شدید حالات میں بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں اور ہر ایک نے اپنے ہاں کچھ نہ کچھ کامیابیاں حاصل کی ہیں، ان کا اپنا نظم وضبط ہے۔ ان کے پیروکار ہیں اور یہ سب کچھ انہوں نے بہت تکالیف اور قربانیوں سے حاصل کیا ہے تو آپ لوگوں کو مشورہ یہی ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں بھی اسلامی تحریکوں کو ایسے حالات کا شکار نہ کردیں کہ جس سے خدانخواستہ ان کی خدمات متاثر ہو جائیں، نظم وضبط خراب ہوجائے اور وہ آپس کے اختلافات کا شکار ہوجائیں۔ اور بالآخر طریقہ کار یا سوچ کے اختلاف سے بات خون کے بہانے تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ایسی حالت سے بچائے۔ یقین کریں اس طرح کے اقدامات آپ کی کارکردگی اور شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔ مسلمانوں خصوصاً مجاہدین اور صالح دین دار افراد کی شہادت کا باعث بنے گا۔ شہدا کے ورثا کو مایوسی ہوگی اور دشمنوں کو مختلف حربوں کے استعمال کا موقع ہاتھ آئے گا۔

۹۔آپ بہتر جانتے ہیں کہ افغانستان میں کچھ کم چار دہائیوں کے عرصے میں بہت زیادہ خانہ جنگیاں اور اختلافات پیش آئے۔ لسانی، علاقائی اور تنظیمی دشمنیاں، کفریہ طاقتوں کی مسلسل مداخلتیں اور دیگر حادثات واقع ہوچکے ہیں۔ اب بھی افغانستان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سابقہ دشمنیاں اور اختلافات پالے ہوئے ہیں۔ اسی لیے افغانستان میں بہت مرتبہ مجاہدین کے لبادے میں ایسے لوگ اٹھے جنہوں نے مقدس جہاد کو بدنام کردیا۔ مگر چونکہ ایک جانب اللہ تعالی کی نصرت مجاہدین کے ساتھ تھی اور دوسری جانب امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اس سرزمین کے تمام طبقات اور عوام کے مزاج سے واقف تھے اور جہاد کا پختہ تجربہ بھی رکھتے تھے اس لیے ان لوگوں کی جلد شناخت ہوگئی اور انہیں منظر سے نکال باہر کردیا گیا جو جہاد کو بدنام کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالی نے اب تک اس فساد سے بہت اچھے طریقے سے ہماری حفاظت فرمائی ہے۔ اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے یہ بدمعاش اور مفاد پرست لوگ آپ کی یہاں سے دوری اور افغانستان کی صورت حال سے عدم واقفیت کا غلط فائدہ اٹھائیں۔ اس لیے ہم ایک بار پھر تاکید کررہے ہیں کہ ان خطرات کی طرف اور زیادہ توجہ دیں تاکہ یہاں امارت اسلامیہ کی موجودہ تشکیلات کے متوازی ایک اور صف قائم نہ ہوجائے۔

جہاد کو اپنے ہدف (اعلائے کلمۃ اللہ) تک پہنچانا تمام مسلمانوں خصوصاً مجاہدین کا شرعی فریضہ ہے اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ اپنی دینی ذمہ داری کے مطابق امارت اسلامیہ کے بھائیوں کے ساتھ ان کی وحدت کا خیال رکھنے اور انہیں مضبوط کرنے کے لیے ان کا تعاون کریں۔ نہ یہ کہ دور دور ہی سے یہاں ایسے عزائم کا اظہار کیا جائے جس سے یہاں مجاہدین کے رہنماوں، دینی علما اور ہزاروں صالح مجاہدین کی ناراضی اور آپ سے ان کی محبت اور خلوص کے خاتمے کا باعث بنے۔ اور امارت اسلامیہ گذشتہ چار دہائیوں میں شہید ہونے والے دو ملین مبارک شہدا کے آرزووں کی تکمیل کی خاطر حاصل کی گئی اپنی کامیابیوں کے دفاع کے لیے ردعمل دکھانے پر مجبور ہوجائے۔

وصلّی اللہ علی نبیّنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نائب امارت اسلامیہ افغانستان و سرپرست رہبری شوریٰ

الحاج ملا اختر محمد منصور

۲۹/شعبان المعظم/۱۴۳۶ھ

۲۱/جون ۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆

اسلامی موسم بہار!

(حصہ دوم، قسط دوم)

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل ''الربیع الاسلامی''[اسلامی موسم بہار] کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ یاد رہے کہ شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا اُس وقت حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا۔[ادارہ]

خلافت کے سقوط کی وجہ، خلافت کا نبوی منہج سے ہٹ کر کاٹ کھانے والی بادشاہت میں تبدیل ہو جانا تھا۔ اس کاٹ کھانے والی بادشاہت کی بنیادیں کچھ یوں گنوائی جاسکتی ہیں: مسلمانوں سے شوریٰ کا حق چھین لینا، ظلم واستبداد کا دور دورہ، حرام کاموں کا پھیلاؤ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے رک جانا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَتُنْقَضَنَّ عُرَى الإِسْلاَمِ، عُرْوَةً عُرْوَةً، فكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ، تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِي تَلِيهَا، فَأَوَّلُهُنَّ نَقْضًا الْحُكْمُ، وَآخِرُهُنَّ الصَّلاةُ

''اسلام ایک ایک کڑی کر کے ٹوٹتا چلا جائے گا جب ایک کڑی ٹوٹ جائے گی تو لوگ دوسری کڑی کو پکڑ لیں گے سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ 'حکم' (فیصلہ) ہو گا اور آخری ٹوٹنے والی کڑی 'نماز' ہو گی۔''[1]

سو بشارت ہے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے لیے اور نفرین ہے ظلم وفساد پر! میں چاہتا ہوں کہ میں اسلامی دنیا پر اس سلسلہ وار پروگرام میں اپنے بھائیوں کے ساتھ گھوموں پھروں اور انہیں خوش خبری دوں کہ اصل بہار اسلام کی بہار ہے جو اللہ کے حکم سے عن قریب آنے والی ہے۔

امت مسلمہ جہادی بیداری کے ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جس نے اِسے ہمیشہ نئی زندگی بخشی اور ایک نئی روح اور پھونکی ہے۔ ذلت وپستی وبے چارگی سے نجات دلائی ہے اور شریعت کی حاکمیت، عدل وشوریٰ کے قیام اور مسلم علاقوں کی آزادی کو ممکن بنایا ہے۔

درحقیقت قومیں بھی افراد کی مانند ہوتی ہیں۔ قوموں پر طاقت اور کمزوری دونوں طرح کے وقت آتے ہیں۔ اقوامِ کسی فردِ واحد کی طرح مشکلات سے چھٹکارا بھی پاتی ہیں اور ایک مرحلے سے دوسرے کی طرف منتقل بھی ہوتی ہیں۔ ہم نے اس مرحلے میں کئی ایک ناکام تجربات کا سامنا کر چکے ہیں۔ مثلاً الجزائر کی الجماعۃ الاسلامیۃ المسلحۃ کا انحراف، روس کی افغانستان میں شکست کے بعد مجاہدین کی آپس کی لڑائی اور اب شام میں مجاہدین کا باہمی قتل وقتال کا تجربہ جس سے مسلمانوں کے مشورے کے بغیر خلافت کے دعوے نے جنم لیا۔ لیکن مسلمانوں کا عام رویہ بہت اچھا رہا اور مسلسل بہتری کی طرف بڑھتا نظر آیا۔

ہر ٹھوکر کے بعد امت پہلے سے زیادہ سیدھی، استقامت اور درست نقطہ نظر کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہے۔ افغانستان میں باہمی قتال کے بعد امارتِ اسلامیہ کا ظہور ہوا، الجماعۃ المسلحہ کی خونریزی کے بعد الجماعۃ السلفیۃ سامنے آئی جس نے جہاد اور اتحاد کی مبارک راہ اختیار کی اور آگے چل کر تنظیم القاعدہ فی المغرب الاسلامی کی صورت اختیار کی۔ اللہ تعالی کے حکم سے شام میں اس فتنے کے بعد شامی جہاد پہلے سے زیادہ درست سمت میں گامزن ہو گا اور ان شاءاللہ ایک ایسی اسلامی ریاست قائم ہو گی جس میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہو گا، شوریٰ کا نظام ترتیب پائے اور اس ریاست پر اللہ کے حکم سے مجاہدین اور مسلمان کا اتفاق ہو گا۔

اس سے پہلے کہ میں اسلامی بہار کے بارے میں بات کروں میں بغیر کسی توقف کے اُس صلیبی صفوی سیکولر یلغار کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا جس نے عراق اور شام کو نشانہ بنایا ہے۔

پیارے بھائیو! یہ صلیبی حملہ جس نے آج عراق اور شام کو اپنے نرغے میں لیا ہوا ہے، اسی قبیح صلیبی جنگ کا حصہ ہے جو فلپائن سے لے کر مغربی افریقہ تک، چیچنیا سے لے کر صومال ووسطی افریقہ تک اور مشرقی ترکستان سے لے کر وزیرستان وافغانستان تک پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ ''دہشت گردی'' کے نام پر درحقیقت یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ عراق اور شام کو چکی کے دو پاٹوں میں پیسنے والی صلیبی جنگ کا نشانہ کوئی خاص جماعت نہیں ہے۔ اس کا حقیقی مقصد امتِ مسلمہ کے دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہونے والی جہادی بیداری کا خاتمہ ہے۔

ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں ان حملوں کی حقیقت کو سمجھنا اور لازماً ان کا راستہ روکنا ہے۔ اس جنگ میں دشمنوں نے ہمارے خلاف اپنے تمام اختلافات کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ان کے مقابلے میں ایک صف بن کر ڈٹ جائیں۔ میں اپنے بھائیوں سے عراق وشام کے مجاہدین سے تعاون کی درخواست کرنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں ایک بہت ہی ضروری بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم بغدادی کی خلافت کا اقرار نہیں کرتے، ہمارے نزدیک یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ نہیں

---

[1] صححه الشيخ الألباني رحمه الله. [الجامع الصغير وزيادته-حديث رقم: 9206ج:1ص: 921].

ہے۔اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اُس کی اور اس کے ساتھیوں کی تمام کامیابیوں کا انکار کرتے ہیں۔

☆وہ شرعی عدالتیں قائم کریں، ہم تائید کرتے ہیں۔لیکن جب وہ مختلف حیلوں بہانوں سے اپنے اور دیگر تنظیموں کے مابین معاملات کو شریعت کے قانون کے تحت حل کرنے سے بھاگتے ہیں تو ہم ان خلاف ہیں!

☆وہ بڑے بڑے مجرموں کا قلع قمع کریں، ہم ان کے ساتھ ہیں! لیکن جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے شیخ ابو خالد السوریؒ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہم سے اس بارے میں اجازت مانگی گئی تھی تو ہم ان کے خلاف ہیں!

☆وہ روافض اور صلیبیوں اور سیکولرز سے قتال کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں! البتہ اگر وہ مجاہدین کے ٹھکانوں پر دھاوا بول کر انہیں دھماکے سے اڑادیں اور شرعی اداروں کے مال پر قبضہ کرلیں تو ہم ان کے خلاف ہیں!

☆وہ مدارس، علمی حلقے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ادارے قائم کریں، ہم ان کے ساتھ ہیں۔لیکن جب وہ مجاہدین اور ہم پر بہتان طرازی کریں اور جھوٹ بولیں اور خیال کریں کہ ہم سیکولر یا اخوانی ہیں، ہمیں سائیکس پیکو کی سیاست پر عمل پیرا قرار دیا جائے اور ہمیں (اس مثال کے ذریعے طنز کا نشانہ بنایا جائے کہ ہم) اس زانیہ کی طرح ہیں جو نویں مہینے میں اپنا حمل چھپانے کی (ناکام) کوشش کرتی ہے، ایسے میں ہم ان کے خلاف ہیں! (یاد رہے داعش کے ترجمان عدنانی نے اپنے ایک بیان میں عالمی تحریکِ جہاد کی قیادت کی بات کرتے وقت یہ بے ہودہ اور شرمناک مثال دی تھی [ادارہ])

☆اگر وہ مسلمان قیدیوں کو چھڑائیں اور انہیں قید خانوں سے رہائی دلائیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں، لیکن اگر وہ اس کافر قیدی کو قتل کردیں جو مسلمان ہو چکا تھا تو ہم ان کے خلاف ہیں!

☆جب وہ امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ [2] کے بارے میں رطب اللسان ہوں اور اُن کی تعریف کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں، لیکن جب وہ القاعدہ اور امیر المومنین رحمہ اللہ کی بیعت کو توڑ دیں، شیخ ابو حمزہ المہاجرؒ کے بارے میں جھوٹ بولیں، خود اپنے آپ کو جھٹلائیں اور اپنی باوثوق دستاویزات کا ہی انکار کردیں اور یہ سمجھیں کہ سرے سے کوئی بیعت تھی ہی نہیں... تو ہم ان کے خلاف ہیں!

☆جب وہ کسی بھی جگہ پر مسلمانوں کی مدد و نصرت کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں، لیکن جب وہ مجاہدین کی صفوں میں ایک غیر ثابت شدہ خلافت کے ذریعے دراڑیں ڈالنے کی کوشش کریں تو ہم ان کے خلاف ہیں!

☆جب وہ خلافت کے احیا کی پکار لگائیں، ہم ان کے ساتھ ہیں۔البتہ جہاں وہ مجلسِ شوریٰ کے بغیر خلافت کو زور زبردستی کے ساتھ مسلمانوں پر نافذ کرنا چاہیں گے تو ہمیں اپنا مخالف پائیں گے!

☆اگر وہ ہمارے ساتھ ناانصافی کریں گے تو ہم پورا انصاف کریں گے۔اگر وہ ہمارے معاملے میں اللہ کی نافرمانی کریں گے تو ہم اللہ کی مدد سے ان کے بارے میں اسی مالک کی اطاعت کریں گے۔

اِن تمام فاش غلطیوں کے باوجود میں شام عراق کے تمام مجاہدین سے کہتا ہوں کہ وہ آپس میں تعاون کریں اور اپنی کوششوں کو منظم کریں تاکہ وہ بغدادی کی ریاست کو شریعت کے مطابق تسلیم نہ کرنے کے باوجود صلیبیوں، سیکولروں، نصیریوں اور صفویوں کے مقابلے میں ایک صف بن کر سامنے آسکیں۔کیونکہ صلیبی حملے کا معاملہ، (داعشی) ریاست کی شرعی حیثیت سے انکار یا اُن (داعشیوں) کے خیال میں 'قیامِ خلافت' سے بہت بڑا ہے۔معاملہ یہ ہے کہ اس وقت امت کو بدترین صلیبی جنگ کا سامنا ہے اور اس لیے ضروری ہے کہ اس حملہ آور دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔

میں تاکید کرتا ہوں اور بغیر کسی لاگ لپٹ اور لیپا پوتی کے کہتا ہوں کہ جب بھی کبھی مسلمانوں اور صلیبیوں، صفویوں، سیکولروں میں مقابلہ ہوا ہماری ایک ہی ترجیح ہو گی؛ مجاہدینِ اسلام کا ساتھ دینا! بھلے یہ لوگ ہمارے بارے میں ظالم اور بہتان طراز اور معاہدے توڑنے والے ہی کیوں نہ ہوں، شوریٰ میں امت اور مجاہدین کا اختیار تسلیم نہ کرتے ہوں اور آپس کے معاملات میں شریعت کی حاکمیت سے راہِ فرار تک اختیار کریں تب بھی...(کفار اگر ایسے مسلمانوں سے بھی جنگ کریں گے تو بھی ہماری ترجیح بہر حال مسلمان ہی ہوں گے!)

ہم دعوت دیتے ہیں اور... ہمیشہ سے یہی دعوت دیتے آئے ہیں... کہ ہر جگہ مجاہدینِ اسلام کی مدد و نصرت کی جائے۔ہم جب صلیبی حملے کے خلاف ابو بکر بغدادی اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی بات کرتے ہیں تو یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہے اور وہ اور اس کے ساتھی خلافتِ اسلامیہ قائم کر چکے ہیں کیونکہ یہ وہ دعویٰ ہے جو ثابت نہیں ہو سکا۔البتہ ہم اُن کے ساتھ مل کر اسلام کے دشمنوں اور مسلمانوں پر حملہ آور دشمنوں سے دفاع کے قائل ہیں۔ہم تو جبہۃ النصرۃ کے بھائیوں کی مدد کی بات بھی اس لیے نہیں کرتے کہ وہ تنظیم قاعدۃ الجہاد میں ہمارے ساتھی ہیں، بلکہ اس لیے کہ وہ مسلمان اور مجاہد ہیں! چنانچہ ہم اس بنیاد پر شام و عراق کی مجاہد تنظیموں کی مدد و نصرت کی دعوت دیتے ہی نہیں ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہیں یا ہمارے مخالف ہیں۔اِس کی سیدھی سی وجہ یہ ہے کہ یہ چیز اسلام کی رو سے ہم پر واجب اور فرضِ عین ہے۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

(بقیہ صفحہ ۸۴ پر)

[2] اس خطاب کی تاریخ تک ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر کو حکمت عملی کے تحت عام نہیں کیا گیا تھا۔

شام کی جانب نکلو!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا بھر میں موجود میرے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج سرزمین شام مسلمانوں کی امید بن گئی ہے کیونکہ شام کا انقلاب عرب بہاروں میں سب سے مشہور بہار ہے جس نے صحیح راستے کا انتخاب کیا یعنی شریعت اسلامیہ کے نفاذ اور ابراہیم البدری (ابو بکر البغدادی) کی خلافت کے بجائے خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے دعوت وجہاد کا راستہ۔ وہ خلافت جو نبوی منہج پر قائم ہوگی نہ کہ حجاج کے منہج پر۔ پس دنیا کی تمام طاغوتی قوتیں شام کے میدانوں اور محاذوں میں مجاہدین کے قدم جمانے کے خلاف متحد ہو گئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ بہترین انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک جہادی مجموعہ حق پر ڈٹا رہے گا اور اسے چھوڑ کر نہ جائے گا۔ شام میں موجود امت مسلمہ انکے برحق منہج کو پہچان کر انکے گرد جمع ہوگئی۔ انہوں نے خوارج کے منہج کو بھی پہچان لیا جس کے حامل شدت پسند تکفیری اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں اور امت کو خود کے حجاج بن یوسف کے جانشین ہونے کی خوشخبری سناتے ہیں جس نے مسلمانوں کی گردنوں کو انکے جسموں سے علیحدہ کر کے سکون پایا۔ دنیا بھر میں اور خصوصاً شام میں موجود میرے مسلمان اور مجاہدین بھائیوں! آج ہمارا فرض ہے کہ ہم سرزمین شام کے جہاد کو برطانیہ و امریکہ اور آل سعود اور علاقے میں موجود ان کے اتحادیوں کے پھیلائے گئے شکوک وشبہات اور دجل سے بچائیں۔

یہ تمام شکوک وشبہات ایک شریعت مخالف ریاست کے قیام کے لیے پھیلائے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ایک جعلی قسم کا اسلام ہے جو قومی ریاستوں اور سیکولرزم کے ساتھ راضی ہوتا ہے اور عالمی مجرموں کے ہاتھوں کا کھلونا بننا پسند کرتا ہے۔ یہ ان شہدا کے خون سے غداری کا ارتکاب کرتا ہے جو اپنے مظاہروں میں پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ 'ہمارا رہنما محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے'۔ ان عالمی مجرموں اور ہمارے اوپر حکمران جو ان کے مرتد اتحادی ہیں، کے لیے سب سے بڑا مسلہ شام میں موجود فلسطین کے پاسبان مجاہدین ہیں۔ یہ اس ریاست کے لیے خطرے کی گھنٹی ہیں جس کا نام اسرائیل ہے اور جو امریکہ کی اکاونویں ریاست اور امریکی سرزمین سے باہر اس کا سب سے بڑا فوجی اڈا بھی ہے۔ پس ان مجرمین کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اس جہاد کو زمین میں زندہ دفنانے کے لیے اس پر حملہ آور ہوں اور اس کا راستہ تبدیل کر کے اسے وطن پرست، قومیت پر مبنی راہ پر ڈال دیں جو عالمی کفری مجرموں کے سامنے جھکتا ہو۔

اس لیے وہ مختلف شکوک وشبہات اور منصوبوں کے درمیان آگے پیچھے ہو رہے ہیں جیسا کہ حالیہ جنیوا اور ریاض کے مذاکرات یا پھر ان مجرموں کے سیکورٹی کونسل کی جانب سے سیز فائر جو کہ کبھی نہ ختم ہونے والی دھوکوں اور منافقت کا ایک سلسلہ ہے۔ آج ہمارا فرض ہے کہ ہم شام کی جانب نکل کر اس جہاد کی حفاظت کریں چاہے یہ مشکل ہو یا آسان۔ آج ہمارا فرض ہے کہ ہم مجاہدین کو اتحاد پر ابھاریں یہاں تک کہ شام نصیریوں، ان کے صفوی رافضی اتحادیوں اور ان کے مغربی و روسی اتحادیوں سے آزاد ہو جائے اور ایک حقیقی نظریات جہادی جماعت وجود میں آجائے۔ دنیا بھر میں موجود اور خصوصاً شام کے محاذوں اور جماعتوں میں موجود میرے مجاہد بھائیوں! آج متحد ہونا آپ کے لیے زندگی اور موت جیسا مسلہ ہے۔ یا تو آپ ایک معزز غیرت مند مسلمان کی طرح متحد ہو کر زندہ رہو یا پھر ایک دوسرے سے اختلاف کرو یہاں تک کہ کفر تم سب کو ایک ایک کر کے نگل لے۔

یہاں پر ایک دوسرا مسلہ بھی زیر بحث ہے جس کو دشمنوں کی جانب سے اتنا اچھالا جا رہا ہے کہ شام میں موجود مجاہدین کی توجہ اپنے اصل دشمن سے ہٹ کر اس جانب آجائے۔ یہ مسلہ ہمارے محبوب اور معزز جماعت جبھۃ النصرۃ کا القاعدۃ الجہاد سے تعلق کا ہے۔ ہم اس مضبوط تعلق کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان (جبھۃ النصرۃ) کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔ پس میں آج یہ واضح اور مختصر بات کرتا ہوں کہ:

''ہم نے اہل شام اور وہاں کے مجاہدین سے تکرار کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ اگر وہ ایک اسلامی ریاست کے قیام کے بعد ایک امام کے انتخاب پر راضی ہوتے ہیں تو جو ان کا فیصلہ ہو گا وہ ہمارا فیصلہ ہو گا۔ الحمد للہ، یہ اس وجہ سے کہ ہم طاقت کے چاہنے والے نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کی تحکیم کے طلبگار ہیں۔ ہم مسلمانوں پر حکومت کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم پر اسلام کی حکمرانی قائم ہو''۔

ہماری طرف سے اب بھی سرزمین شام کے مجاہدین کے لیے یہ نصیحت ہے کہ وہ شام میں ایک ایک شرعی اسلامی امارت کے قیام کے لیے متحد ہو جائیں جو انصاف کی فراہمی یقینی بنائے، مظلوموں کو ان کا حق دلوائے، فلسطین کی آزادی، جہاد کی دوبارہ احیا اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے عملی اقدامات کرے۔ ان شاءاللہ، یہ جماعتی یا تنظیمی تعلقات کبھی بھی امت کی ان امیدوں کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ ہم اس امت کا حصہ ہیں نہ کہ اس پر مسلط حکمران۔ ہم نے کسی مجہول خلیفہ پر بیعت کر کے امت کی حق تلفی نہیں کی ہے۔ کیا اگر جبھۃ النصرۃ اگر القاعدۃ سے الگ ہو گئی تو یہ عالمی مجرمین اس سے راضی ہو جائیں گے؟ یا پھر وہ قاتلین کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کا مطالبہ کریں گے؟

کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ اسے پھر شرمناک شرائط پر جھکنے اور ذلت کو گلے لگا کر ہار مان لینے کے لیے مجبور کریں تا کہ پھر وہ جمہوریت کا منحوس ڈرامہ رچا سکیں؟ اس کے بعد وہ پھر ان سب کو جیلوں میں ڈال دیں گے جس طرح انہوں نے الجیریا اور مصر میں اسلام پسندوں کے ساتھ کیا؟ اللہ عزوجل نے سچ فرمایا کہ یہود ونصاریٰ کبھی بھی تجھ سے راضی نہ ہوں گے الا یہ کہ تم بھی انہی کے نقش قدم پر چلو، ان سے کہوں کہ ہدایت تو صرف اللہ ہی کی طرف

سے ملتی ہے۔ اگر تم علم مل جانے کے باوجود بھی ان کے خواہشات کے مطابق چلے تو تم پھر کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ گے جو تمہیں اللہ کے غضب سے بچائے۔

ہم یعنی القاعدۃ نے کسی سے زبردستی بیعت نہیں لی مگر جنہوں نے بھی ہمیں بیعت دی ہے اپنی خوشی اور رضامندی سے دی ہے۔ ہم نے اس کے لیے کسی پر زیادتی نہیں کی ہے اور نہ ہی ہم اس بات پر ان کی گردنیں ماری ہیں جس طرح خوارج جدید کر رہے ہیں۔

پس شام میں موجود ہمارے معزز مومن و مجاہد بھائیو! ہم آپ سے ہیں اور آپ ہم سے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کے اور ہمارے درمیان کئی ممالک حائل ہیں لیکن ہمارے ایمان اور دین کا رشتہ ہمیں ایک دوسرے سے مضبوطی سے باندھتا ہے۔ ہم اور آپ مختلف محاذوں پر ایک ہی صلیبی دشمن اور ان کے مرتد معاونین سے برسرپیکار ہیں۔ آپ کی فتح ہماری فتح ہے اور آپ کی عزت ہماری عزت ہے اور آپ کی مدد کرنا ہماری مدد کرنا ہے۔

اے اللہ کے بندو! نصیریوں، روافض اور ان کے مشرق و مغرب میں موجود صلیبی اتحادیوں کے شدید حملوں میں ثابت قدم رہیے۔ صبر کیجیے اور تنگ دل مت ہوئیے۔ صلیبی جنگجو مشینوں کو دیکھ کر خوفزدہ نہ ہو جائیں کہ یہ اس سے پہلے افغانستان و عراق میں ٹکڑے ٹکڑے کیے جا چکے ہیں۔ اللہ کے دین پر ثابت قدمی سے جمنے والے امیر ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے ان الفاظ کو یاد رکھیں کہ اللہ نے ہم سے فتح کا وعدہ کیا ہے اور بش نے شکست کا، اور اب دیکھیں کہ کس کا وعدہ سچا ہے۔

ان کے یہ الفاظ یاد رکھیں جب انہوں نے کہا کہ اسامہ کا مسئلہ کسی ایک شخص کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ امت کی عزت کا معاملہ ہے۔ اور جب نے انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر آج میں اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دوں تو کل تم مجھے بھی ان کے حوالے کر دو گے۔

پس اللہ ہی پر توکل کیجیے جس کی کوئی ہمسر نہیں۔ وہی ذات پاک ہے جس نے مشرق و مغرب کے صلیبیوں کے جنگی مشینوں کو افغانستان و عراق کے اندر پرخچوں میں تبدیل کیا اور انہیں شام میں بھی رسواء کرے گا ان شاءاللہ۔

مرتد حکومتوں کی مذاکرات کی سرگوشیوں اور ان کے عمل دخل سے محتاط رہیں جو آپ کو ہرگز آزادی، عزت نہ دے سکے گی کہ جس کے پاس یہ چیزیں موجود ہی نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا دے سکیں گے۔ پس اس بات کا ثبوت اپنے عمل سے دیجیے جب آپ نے کہا تھا کہ 'شہادت یا عزت کی زندگی'۔

مگر ان کی کوئی تدبیر تمہارے خلاف کارگر نہیں ہو سکتی بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اُس پر حاوی ہے۔
(آل عمران-۱۲۰)

آخر میں ہماری دعا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا مالک ہے اور درود و سلام ہو ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آل اور اصحاب پر

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسلامی موسم بہار

وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ
(التوبہ: ۳۶)

''اور مشرکوں سے سب مل کر لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں ہی کے ساتھ ہے۔''

ہماری ترجیحات دن چڑھے کے سورج کی طرح واضح اور تلوار کی دھار کی طرح صاف ہیں۔ ہم عراق و شام کے ہر مجاہد کے ساتھ ہیں بلکہ ترکستان سے مالی تک ہر مجاہد ہمارا ہے۔ قفقاز (چیچنیا) کے کہساروں سے افریقہ کے صحراؤں تک، انڈونیشیا سے نائیجیریا تک... اسلام کے دشمن صلیبیوں اور سیکولروں، صفوی رافضیوں، روسی ملحدوں، ہندو مشرکوں اور چینی کافروں کے خلاف ہم اُن کے ساتھ ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ بھلا کریں یا بُرا، انصاف کریں یا ناانصافی، ہم دامے دَرمے ان کی مدد و نصرت و پشت پناہی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ البتہ جہاں بھی وہ شریعت کی حاکمیت سے روگردانی کریں گے یا مسلمانوں کی تکفیر اور بہتان طرازی سے کام لیں گے، معاہدے توڑ دیں گے، صفوں کو درہم برہم کرنے کی کوشش کریں یا حرام کو حلال کرنے کی کوشش کریں گے... وہاں ہم ہرگز ان کا ساتھ دینے والے نہیں بنیں گے!

ہم شام و عراق اور سبھی علاقوں میں اکثر مجاہدینِ اسلام کے بارے میں اچھا گمان ہی رکھتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب لوگ اللہ کے دین کی نصرت، شریعت کی حاکمیت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کو قائم کرنے اپنے گھروں سے نکلے ہیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کے نیک اعمال کو شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں دنیا و آخرت میں عزت و کامیابی عطا فرمائے۔ ان تحریکوں میں زیادہ تر فساد قیادت کے لوگوں میں پایا جاتا ہے جہاں نیک اور فاسد اعمال خلط ملط ہو گئے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے اور اُن کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اللہ مالک ہمیں اور اُنہیں ہدایت سے نوازے اور اُس چیز پر اکٹھا فرما دے جس پر وہ راضی ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شریعت جب نہ ہو تو پھر یہ طبلِ جنگ فتنہ ہے

پاکستان میں خونِ مسلم کی پامالی پر پاکستان اور دنیا بھر کے مجاہدین کے نام، امیر القاعدہ برصغیر مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ کا پیغام

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ
ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

امابعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

وقال سبحانہ وتعالیٰ:

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

وقال صلی اللہ علیہ وسلم:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ

میرے پیارے مجاہد ساتھیو اور اللہ کے راستے میں سر دھڑ کی بازی لگانے والو! اے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آنکھوں دیکھی دنیا کو ان دیکھی آخرت پر قربان کردینے والو! اے وہ دیوانو، جو یہ نعرہ لے کر اٹھے ہیں کہ اپنا سب کچھ اس پیاری امت کی عزت کی خاطر قربان کردیں گے! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے جس راستے کا انتخاب کیا ہے، یہ عظیم راستہ ہے، اسلام اور امت مسلمہ کی سربلندی کا راستہ ہے، یہ اسلام کی کوہان اور جنت کا مختصر ترین راستہ ہے۔ یہ ایسا راستہ ہے جو نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ کافروں کو بھی ہدایت پر لانے کا ذریعہ ہے۔ اس فریضے کے ذریعے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام انسان فسادی نظام سے بچ سکتے ہیں بلکہ پورے کرۂ ارض کو فساد والے نظام سے پاک کیا جاسکتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج اس جہاد کو جو چاہے، جیسے چاہے اور جس انداز میں چاہے ادا کرتا رہے؟ اس کی ادائیگی میں امام المجاہدین، خاتم النبیین، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کی پرواہ نہ کرے؟ شرعی اصول واحکامات کا لحاظ نہ رکھے؟ بلکہ من مانی کرتے ہوئے خون بہاتا رہے، جانیں ضائع کرتا رہے؟ تو کیا یہ بھی وہی جہاد ہے جو عزت وسربلندی اور امت مسلمہ کی کامیابی کا راستہ ہے؟ کیا ایسے جہاد سے اللہ کی رضا اور جنت حاصل کی جاسکے گی؟

نہیں میرے پیارے بھائیو، نہیں! اللہ نے جہاد کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عبادت اور فریضے کے طور پر نازل فرمایا۔ چنانچہ عبادت وہی مقبول ہوگی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے طریقے کے مطابق ہوگی، شرعی احکامات کی حدود میں رہتے ہوئے اس کو ادا کیا جائے گا، حلال وحرام، جائز وناجائز کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو انجام دیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر جنگ کرنے والا یا میدانِ جنگ میں خون بہانے والا مجاہد کہلائے۔ لہٰذا ہر مجاہد کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر مسلمانوں کو شریعت کی اتباع کا پابند بنایا، اسی طرح مجاہد بھی اسی شریعت کا پابند ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعلان فرمایا کہ: اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ اسلام میں جو کچھ حلال کیا گیا ہے وہ واضح ہے، جو حرام ہے وہ بھی واضح ہے وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ چنانچہ جو شخص مشتبہات سے بچے گا، اپنا دین اور اپنی عزت کو بچا جائے گا وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں جا پڑا، اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو اپنے ریوڑ کو کسی کھیت کی باڑھ پر چراتا ہو، امکان ہے کہ کھیت میں بھی اس کی بکریاں جاگھسیں گی أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى یاد رکھو! ہر بادشاہ کی سرحد ہوتی ہے أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ سنو! اللہ کی سرحد اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ (رواہ البخاری)

سو، اے میرے مجاہد بھائیو! اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے وہی مجاہد بچ سکتا ہے جو حرام کی سرحدات سے دور رہے، ان کے قریب جانے کی کوشش ہی نہ کرے لیکن جو کسی بھی تاویل سے یا اس کو جہاد یا فدائی کا نام دے کر اس کے قریب جانے کی کوشش کرے گا، وہ ایک دن اللہ کی سرحدوں کو پامال بھی کر بیٹھے گا۔ اللہ کے مقابلے کون سا امیر ہوگا جو کائنات کے بادشاہ کی سرحدات کو پامال کرنے کی جرأت کرے؟ اللہ کی بادشاہت کو چیلنج کرے، جو مالک الملک کے سامنے جرأت دکھائے؟ یاد رکھیے! اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔ اللہ کو ایسے جہاد کی ضرورت نہیں جو اس کی سرحدات کو پامال کرکے کیا جائے، اللہ کو ایسا خون بہانا پسند نہیں جو اس کی نافرمانی میں بہایا جائے، اللہ کو ایسی جانوں کی کوئی پروا نہیں جو اس کی شریعت سے ہٹ کر ضائع کی جائیں۔

میرے پیارے مجاہد بھائیو! ایک بات کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے میدان میں جن چیزوں سے منع فرمادیا، اسی میں جہاد کی بہتری ہے، ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، ہماری عقل و فہم اس کا ادراک کرسکے یا نہ کرپائے۔ حق وہی ہے جس کو شریعت میں بیان کردیا گیا، اسی میں دین کا فائدہ ہے، اسی میں جہاد کا فائدہ ہے۔ مثال کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی ان عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا جو جنگ میں شریک نہ ہوں۔ اب اگر کوئی نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مقابلے اپنی عقل چلائے، وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو مارنے سے دشمن پر رعب بڑھے گا، اس کو زیادہ تکلیف پہنچے گی اور اس کے لڑنے کے عزم میں کمزوری پیدا ہو گی چنانچہ عورتوں اور بچوں کو مارنا شروع کر دے تو اس کو اس کی کم عقلی اور تجربے کی کمی کہا جائے گا۔ ایک سطحی قسم کا جنگجو جو انسانی نفسیات سے واقف نہ ہو، ایسا سوچ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر آپ گہرائی کے ساتھ انسانی نفسیات اور ان اثرات کا جائزہ لیں جو عورتوں اور بچوں کے خون سے معاشرے پر پڑتے ہیں تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صداقت پر ایمان اور پختہ ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ یہ اصول آج جدید جنگوں کے دور میں بھی اُتنا ہی مفید ہے جتنا کہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے تھا۔ آپ خود تصور کیجیے کہ آپ کے اندر نفرت اور غصہ کس صورت میں زیادہ پیدا ہو گی، اپنے لڑنے والے مردوں کی لاشوں سے یا اپنی عورتوں اور بچوں کی لاشیں دیکھ کر؟ یاد رکھیے! عورتوں اور بچوں کی لاشیں اور ان کا خون انسان کے دل میں نفرت اور انتقام کی آگ بھڑکاتا ہے حتیٰ کہ بزدل سے بزدل انسان بھی اپنی عورتوں اور بچوں کی خاطر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ عورت جیسی کمزور ذات اپنے بچے کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دیتی ہے؟ معلوم ہوا، عورتوں اور بچوں کا خون قاتل کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکاتا ہے، اس کے دشمن کی تعداد میں اضافے کا سبب بنتا ہے اور مخالف کے لڑنے کے جذبے کو مہمیز کرتا ہے۔ اگر آپ اس بات کو سمجھ لیں کہ بچوں اور غیر مقاتل عورتوں کا خون معاشرے میں نفرت اور انتقام پیدا کرتا ہے تو اس کے بعد اس حقیقت کو بھی سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کا حکم اس لیے فرمایا کہ وہ اس کے ذریعے دشمنانِ دین کے لڑنے کے جذبے کو توڑ دیں، ان کے لڑنے کے عزم کو شکست دے دیں۔ چنانچہ دشمن کی قیادت اور اعلیٰ دماغوں کی کھوپڑیاں اڑانے کا حکم فرمایا گیا: فَقَاتِلُوٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ کہ ان کی قیادت سے جنگ کرو۔ اس کا مقصد آگے بیان فرمایا لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ تاکہ وہ نظامِ شریعت کے مقابلے لڑنے سے باز آ جائیں۔ اس کی تفسیر میں امام ابو سعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ليكن غرضكم من القتال انتهاؤهم عما هم عليه من الكفر وسائر العظائم لا مجرد إيصال الأذية بهم یعنی تمہارا ان کو قتل کرنا ان جنگجوؤں کی طرح نہیں جو جاہلی عصبیتوں کی خاطر اپنے دشمن کو صرف تکلیف پہنچاتے ہیں، اور کوئی مقصد نہیں ہوتا بلکہ تمہارے قتال کا مقصد تو یہ ہے کہ جس کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے تھے کہ دشمن کی قیادت کے سر اڑا کر ان رکاوٹوں کو ختم کر دیا جائے جو اس نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں تاکہ عام لوگوں کے لیے ہدایت کے دروازے کھل جائیں اور وہ اللہ کے دین میں اپنی خوشی سے داخل ہو جائیں۔ چنانچہ دشمن کے لڑنے کے عزم کو توڑنے کے لیے جارحانہ انداز میں ان پر تابڑتوڑ حملے کیے جائیں، ان کے کشتوں کے پشتے لگا دیے جائیں، ان کی قیادت کی کھوپڑیاں اڑائی جائیں، ان کے افسروں کو نشانہ بنایا جائے تاکہ ان کے لڑنے کے حوصلے ٹوٹ جائیں جیسا کہ آج الحمدللہ افغانستان میں امریکیوں اور اتحادی فوجوں کے ٹوٹ چکے ہیں۔

یاد رکھیے! گوریلا قوت اپنے دشمن کے لڑنے کے عزم و حوصلے کو توڑ کر اپنے اہداف کو حاصل کیا کرتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے دشمن کے کل افراد کا خون بہا کر فتح حاصل کرتی ہو بلکہ ایک منظم قوت بھی کوشش کرتی ہے کہ اس کے دشمن کے لڑنے کا عزم ٹوٹ جائے۔ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اٹھا کر تو دیکھیے؛ بدر میں فتح ہوئی تو ایسا نہیں تھا کہ میدانِ بدر میں موجود تمام کفار قتل کر دیے گئے تھے، اس لیے ان کو شکست ہو گئی۔ نہیں، بلکہ کفارِ مکہ کی اکثریت زندہ تھی لیکن قیادت کے ختم ہونے سے لڑنے کا وہ عزم اور حوصلہ ٹوٹ چکا تھا جو وہ مکے سے لے کر نکلے تھے۔ پوری سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو کیا جزیرۃ العرب میں کوئی کافر باقی نہیں تھا؟ بہت کافر تھے اور جنگجو، انتقام لینے والے قریش موجود تھے لیکن ان کے لڑنے کے حوصلے ٹوٹ گئے تھے۔ اسی طرح جب سوویت یونین نے جب افغانستان میں شکست کھائی تو ایسا ہرگز نہیں تھا کہ ان کی فوج ختم ہو گئی تھی۔ نہیں، بلکہ ان کی لڑنے والی فوج کے حوصلے ٹوٹ چکے تھے اور آج بھی افغانستان میں امریکا اور اس کے اتحادیوں نے جو شکست کھائی ہے، ایسا نہیں ہے کہ ان کے ڈرون ختم ہو گئے، ان کے سیٹلائٹ تباہ کر دیے گئے یا ان کی جدید ٹیکنالوجی ختم ہو گئی۔ نہیں، بلکہ اللہ کی مدد سے اللہ کے شیروں نے ان کی لڑنے والی قوت کو اتنا مارا، اتنا بُرا مارا کہ ڈرون اور جیٹ کی مدد کے باوجود بھی اب ان فوجیوں میں اتنی ہمت نہیں رہی کہ اپنے مضبوط مورچوں اور کیمپوں میں بیٹھ کر بھی طالبان کے سامنے ٹھہر سکیں۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں فتح دشمن کے لڑنے کے عزم کو توڑ کر حاصل کی جاتی ہے لیکن دشمن کی غیر مقاتل عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے دشمن کے اندر لڑنے اور بدلہ لینے کا جذبہ بڑھتا ہے چنانچہ آپ ایسا کر کے ان کے لڑنے کے عزم کو توڑنے کی بجائے اور مضبوط کر رہے ہیں، نہ صرف ان کے بلکہ غیر جانبدار لوگوں کو بھی آپ ان ائمۃ الکفر کے ساتھ کھڑا کر رہے ہیں، آپ اپنے خلاف زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جنگ کے لیے کھڑا کر رہے ہیں حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی تعداد کو گھٹایا ہے بڑھایا نہیں، دشمن کو تقسیم کر کے ان کو کمزور کیا ہے۔

میرے پیارے مجاہد بھائیو! اس جہاد کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیے، ان کے جانثار سپہ سالاروں سے سیکھیے، سب سے پہلے ہدف کا درست تعین کیجیے۔ یاد رکھیے! انقلاب اور جنگوں کے اندر صحیح اہداف کا تعین اور وقت اور وسائل کو کفایت شعاری سے استعمال کرنا جنگ کے فیصلوں پر اثر انداز ہوا کرتا ہے۔ جنگ وہی جیتا کرتا ہے جو جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور جنگ اسی کے ہاتھ میں رہتی ہے جو اپنے منتخب کردہ ہدف کو چھوڑ کر جانبی لڑائیوں میں

نہیں الجھتا۔ انقلابی تحریکوں کو خطرہ یہ نہیں ہوتا کہ دشمن قوت سے ان کو کچل دے گا، قوت کا استعمال تو انہیں اور مضبوط کرتا ہے بلکہ اصل خطرہ یہ ہوتا ہے کہ تحریک کے اس کے بنیادی ہدف سے ہٹا کر اس کو کسی اور جانب اغوا کر لیا جائے۔ آپ انقلابی تحریکات کی تاریخ دیکھ لیجیے، قوت سے تحریکیں ختم نہیں ہوا کرتیں بلکہ اکثر تحریکات کو ان کے بنیادی ہدف اور منہج سے اغوا کیا گیا ہے چنانچہ جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ جب چاہیں جنگ کا میدان گرم کر دیں اور جب جنگ کو ہلکا کرنا ہی آپ کی ضرورت ہو تو اپنی مرضی سے فوراً جنگ کے ماحول کو ٹھنڈا کر دیں۔ دشمن نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کے منصوبے کے مطابق جنگ میں میدان میں آتا جاتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کے لڑنے والے سپاہی اعصابی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگیں گے۔ ایسا سپہ سالار جنگ جیت لیا کرتا ہے جو دشمن کو اپنی مرضی کے میدان میں گھسیٹتا رہے لیکن اگر جنگ سپہ سالار کے ہاتھ سے نکل جائے تو فتح تو دور کی بات، یہ دشمن کی بچھائی بساط پر ایک مہرہ بن جایا کرتا ہے۔ جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لیے صحیح ہدف کا تعین اور وقت اور وسائل کو صحیح انداز میں استعمال کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس جانب اشارہ فرمایا: فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یا اہلِ ایمان کو حکم فرما رہے ہیں کہ شریعت کے دشمنوں کی گردنوں پر وار کریں اور ان کے پور پور کو ماریں۔ اس میں اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ ہدف کا تعین کر کے اور صحیح ہدف کا تعین کر کے اس کی شہ رگ کو مارنا پہلی ترجیح ہونی چاہیے تاکہ وقت بھی بچے اور وسائل بھی، لیکن اگر کبھی دشمن کی حالت مضبوط ہو اور آپ کی رسائی ابتدا ہی میں اس کی شہ رگ تک نہ ہوتی ہو تو پھر بھی جس حصے، جس شعبے تک رسائی ہے، اس حصے کے اصل پر وار کرنا تاکہ ایک ہی ضرب میں وہ حصہ ناکارہ ہو جائے۔ فرمایا: وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ اگر ہدف ہاتھ ہے تو ہاتھ کے جوڑ کو مار کر ایک ہی وار میں ہدف کو حاصل کر لینا تاکہ وقت بھی بچے اور وسائل بھی بچیں۔ اگر ہدف پورا بازو ہے تو کاندھے کے جوڑ پر مار کر ایک ہی وار میں پورے بازو کو ناکارہ بنا دینا تاکہ کم وقت میں کم وسائل کے ساتھ ہدف کو مکمل حاصل کر لیا جائے۔ اس لیے جو وقت اور وسائل کو کفایت شعاری سے استعمال کرے گا، وہ بہت کم وقت اور کم وسائل خرچ کے اندر اپنا ہدف حاصل کر لے گا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اٹھا کر دیکھیے۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو غالب کرنے کے لیے عرب کی سپر پاور جس کے ہاتھ میں عرب کی سیاسی اور مذہبی قیادت تھی، اس کو ہدفِ اوّل قرار دیا اور کم وقت اور کم وسائل کے ساتھ اپنا ہدف یعنی جزیرۃ العرب کی سب سے بڑی مذہبی، سیاسی اور عسکری قوت کفار مکہ کے لڑنے کے عزم کو توڑ کر رکھ دیا۔
اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محسنِ ملت، مجددِ جہاد شیخ اُسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے عالمی نظامِ کفر کو شکست دینے کے لیے اس نظام کے سرغنہ امریکا اور اس کے مفادات کو مارنا پہلی ترجیح قرار دیا، جس کو شیخ نے سانپ کے سر سے تعبیر کیا۔ اس کی انجام دہی میں وقت اور وسائل کو انتہائی کفایت شعاری سے استعمال کیا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ پینٹاگون اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تاریخ ساز کارروائیوں کی انجام دہی میں اللہ کی مدد سے کتنے کم وسائل کے ساتھ کتنے بڑے اہداف کو مار کر نہ صرف امریکا بلکہ دنیا کی تاریخ کے دھارے ہی بدل دیے گئے۔ پورے مغربی فلسفۂ حیات کے غرور کو خاک میں ملا دیا گیا۔ شیخ اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے منہج پر چلتے ہوئے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی قیادت میں دنیا بھر میں ان کے مجاہدین آج بھی اسی منہج یعنی امریکا کو اپنی پہلی ترجیح پر رکھے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں اللہ کے فضل و کرم سے دنیا کا دھارا اور طاقت کے محور تبدیل ہو رہے ہیں اور خفیہ بازی گروں کے ہاتھوں سے ڈوریں یوں چھوٹیں، اب حال یہ ہو چکا ہے کہ ایشیا کی ڈوریں پکڑتے ہیں تو افریقہ کی ڈوریں ہاتھ سے چھوٹتی نظر آتی ہیں، افریقہ کی فکر کرتے ہیں تو یورپ کے چھوٹے چھوٹے ملک مالی معاملات میں امریکا اور ملٹی نیشنل سود خوروں کو آنکھیں دکھانا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ وہی امریکا ہے جس کے آنے کی دھمکی سے ایٹم بم رکھنے والی فوجوں کے جرنیل ہاتھ پھینک دیا کرتے تھے۔ آج اس کا یہ حال کہ پریشان ہے کہ القاعدہ سے افریقہ کو بچائے یا یمن میں آکر اپنے نمک خواروں کی حفاظت کرے، افغانستان میں سارے اتحادِ دورِ جدید کی بدترین شکست سے دوچار ہو رہے ہیں، جب کہ ارضِ شام کے لیے تو اس کو کوئی پالیسی بھی سمجھ میں نہیں آ رہی سوائے اس کے کہ جنگ کی آگ کو ہی بھڑکاتا رہے، الجزائر و مراکش، لیبیا اور برصغیر اس کے علاوہ ہیں۔
سو، میرے پیارے مجاہد بھائیو! یہ اللہ کی مدد کے بعد نتیجہ ہے اس منصوبہ بندی کا جو شیخ اُسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے عالمی نظام کے کفر کو شکست دینے کے لیے کی اور شیخ کے بعد شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اس کو مدبرانہ انداز میں نہ صرف جاری رکھا ہوا ہے بلکہ اس منہج کو اغوا ہونے سے بھی بچایا ہوا ہے۔ الحمد للہ! آج صرف امریکا ہی شکست کے دہانے پر نہیں بلکہ پورا مغربی فلسفۂ حیات بے جان ہو کر شکست کھا رہا ہے کہ خود مغرب کے اندر رہنے والے اس بدبودار اور مفاد پرستی کے فلسفے کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فلسفۂ حیات اور طرزِ زندگی کی خاطر جانیں قربان کر رہے ہیں۔
میرے پیارے مجاہد بھائیو! نفاذِ شریعت کی اس جنگ کو شریعت کے راستے سے نہ ہٹائیے، اس کے اصل ہدف نظامِ کفر اور اس کی محافظ قوتوں سے نہ ہٹائیے، اس موجودہ عالمی اور ملکی نظام کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ یہ کیسے چلتا ہے؟ اس کے اہم ستون کیا ہیں؟ کون سے ادارے سب سے اہم اور بنیادی ہیں؟ اس نظام میں کون سے افراد اس کی جان ہیں، اور کون ٹشو پیپر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا؟ نظام کو سمجھ کر اس کے جوڑ جوڑ اور پور پور کو ماریئے اور ایسا ماریئے کہ خفیہ کمین گاہوں سے بھی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ اسکولوں، یونیورسٹیوں، بازاروں اور عوامی

مقامات میں معصوم مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیل کر شہدا کے راستے کو خراب نہ کیجیے۔ یاد رکھیے! جہاد عبادت ہے اور عبادت کو رحمت للعالمین، نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے طریقے کے خلاف کیا گیا تو آپ محروم ہو جائیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے لیے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے اور مکمل کیجیے؛ اوّل تا آخر، صرف جزوی واقعات کو سن کر اسی کو پوری سیرت نہ سمجھ بیٹھیے۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ کس موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا موقف اختیار فرمایا؟ متحدہ دشمن کو کیسے توڑا جاتا ہے؟ سختیاں اور لاشوں کے پُشتے کب لگانا فائدہ مند ہوتا ہے، اور احسان اور معافی ہی کب آپ کو فاتح بنا دیتی ہے؟ اگر اس کو اور آسانی سے سمجھنا چاہتے ہیں تو اپنے مراکز میں امام محمد رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف سیرِ کبیر پڑھانا شروع کیجیے، خصوصاً اس میں امان کا باب - کیونکہ یہ باب آپ کو جہاد کا خلاصہ اور اس جہاد سے شریعت کا مقصود سمجھا دے گا کہ شریعت مجاہد کو کب کیسا حکم دیتی ہے اور کیا بنیادی اہداف ہیں جن کا جنگ کے ہر مرحلے میں خیال رکھنا ضروری ہوا کرتا ہے؟ اسی طرح شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی کتاب "فرسان تحت رایۃ النبی ﷺ" کا مطالعہ ضروری کر دیجیے جس میں شیخ جہاں دیدہ نے جہادی زندگی کا نچوڑ پیش کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ مجاہدین کے لیے، دنیا بھر کے مجاہدین کے لیے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ آپ اپنے جہاد کے ذریعے اپنے کاز (Cause) یعنی شریعت کے نفاذ کی دعوت، اعلائے کلمۃ اللہ کی دعوت کو نکھاریئے، اس کو فائدہ پہنچایئے، اس کے چہرے کو اتنا مسخ نہ کر دیجیے کہ آپ کے مخاطب آپ کے جہاد اور ملکوں کی فوجوں کی جنگ میں فرق کرنا ہی چھوڑ دیں، یہاں تک کہ آپ کے انصار، آپ کے اپنے انصار جو ہر مشکل میں آپ کے ساتھ کھڑے رہے، وہ بھی یہ پوچھنا شروع کر دیں کہ عامۃ المسلمین اور اسکول کالجوں کو خونِ مسلم سے رنگین کر کے آپ کون سی شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

میرے پیارے مجاہد بھائیو! یہ جہادی تحریکات میری اور آپ کی ذاتی وراثت نہیں ہوتیں بلکہ یہ ہماری گردنوں پر اُن ہزاروں شہداء کا خون ہے جو میزائلوں اور بموں سے اڑا دیئے گئے، یہ ہماری گردنوں پر قرض ہے اُن سسکیوں کا جو ہمارے اسیر بھائیوں کی زبانوں سے ٹارچر سیلوں میں نکلیں اور اُن کو اُن کے رب کے علاوہ کسی کان نے نہیں سُنا، یہ آہیں ہیں اُن بیواؤں کی جو ملک بھر میں شریعت کے نفاذ کی خاطر دل کی گہرائیوں سے اٹھیں اور سینوں ہی میں دبا دی گئیں۔ یاد رکھیے! یہ جہادی تحریک ان ہزاروں یتیم بچوں کی معصومیت کا بوجھ ہماری گردنوں پر ہے جن کے باپ ہنستے مسکراتے موت کو اس امید پر گلے لگا گئے کہ ان کے مجاہد ساتھی اس جہادی کاز (Cause) کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے، اس سے غداری نہیں کریں گے۔

اللہ کے لیے بس کیجیے! سوات تا وزیرستان مہاجرین کی اجڑی بستیاں، کھنڈرات نما مسمار کیے ان کے مکانات، ہزاروں عورتوں اور بچوں کا شریعت کی محبت میں تمہارے ساتھ ہجرت کر جانا، کسی بات کا تو خیال کیجیے! خود اپنی اس جہادی تحریک کو اپنے ہاتھوں برباد نہ کیجیے، اللہ کے لیے شہدا اور ان کے کاز (Cause) سے غداری سے بچیے، یہی تو آپ کا دشمن چاہتا ہے کہ وہ آپ کا رُخ ایسے اہداف کی جانب موڑ دے جس سے آپ کے خلاف فضاء ہموار ہو جائے، خود آپ کے انصار اور آپ سے محبت کرنے والے آپ سے متنفر ہو جائیں اور جیسا کہ حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے "فرسان تحت رایۃ النبی ﷺ" میں فرمایا:

فبدون رضاء الشعب ومساعدته الفعالة، يتحول رجل العصابات إلى قاطع طريق، ولا يبقى طويلاً على قيد الحياة. کہ بغیر عوام کی حمایت اور فعال تعاون کے، ایک 'گوریلا' ڈاکو میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی عوام ساتھ ہوں تو یہی گوریلا ہوتا ہے لیکن عوام ساتھ چھوڑ دیں تو اس کی حیثیت ڈاکو کی ہو جاتی ہے جو چھپ کر عوام سے دور رہنے پر مجبور ہوتا ہے اور ایسا گوریلا زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ گوریلا سب سے پہلے ایک داعی، عوام کو ابھارنے والا، اپنے کاز (Cause) پر لوگوں کو لانے والا ہوا کرتا ہے، انقلابی سوچ کے بیج عوام میں بونے والا ہوا کرتا ہے بلکہ وہ قتال کو بھی درحقیقت اپنے کاز (Cause) کے لیے استعمال کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں ایک طرف یہ حکم فرمایا کہ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ کہ اگر کوئی میدانِ قتال میں نہیں نکلتا تو نہ نکلے، آپ تنِ تنہا قتال کیجیے لیکن اس جہاد کو مستقل جاری رکھنے کے لیے آپ مؤمنین کو جہاد کی دعوت ضرور دیجیے۔ فرمایا: وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس کے بغیر یہ جہاد نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا کتنی ہی بڑی قوت آپ کے پاس ہو، کتنی ہی بڑی سلطنت آپ کے پاس ہو، کتنے ہی وسائل آپ کے پاس ہوں لیکن آپ نے اگر اپنے مخاطب یعنی عامۃ المسلمین سے اپنا رشتہ کاٹ لیا، آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کسی بھی تحریک کو جاری رکھنے کے لیے رصد اور کمک اسی معاشرے سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مقابلے موجود انٹیلی جنس ایجنسیاں سب سے پہلے جو کوشش کرتی ہیں، وہ یہ ہوتی ہے کہ گوریلا تحریک کوئی ایسا کام کرے جس کو بنیاد بنا کر اس کے خلاف عوام کو اپنے ساتھ ملایا جا سکے یا ایسا کام وہ خود ہی کرا دیا کرتی ہیں، پھر اس کا الزام گوریلا تحریک پر لگا دیتی ہیں تاکہ معاشرے کو اس تحریک سے بدظن کر دیا جائے۔

سو، میرے پیارے بھائیو! اس بات کو سمجھئے کہ مجاہد تو صرف ایک تڑپ، ایک درد اور ایک فکر میں ڈوب کر اپنے گھر سے نکلتا ہے، وہ اپنی جان کا سودا کر کے اپنے رب کی رضا حاصل کر لے، اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دلانے والا بن جائے۔ اپنے آرام و سکون کو قربان کر کے اس امت کو سکون پہنچانے والا بن جائے جس کو اسلام کے دشمنوں نے صدیوں سے غلام بنایا ہوا ہے۔ اللہ گواہ ہے کہ اللہ کے راستے کا مجاہد شریعت یا شہادت کا نعرہ لگا کر اس راستے کی مشکلات کو صرف اس لیے ہنسی خوشی برداشت کرتا ہے کہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مظلوم امت عالمی کفریہ نظام کی غلامی سے نکل کر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل وانصاف والے نظام کی بہاریں دیکھے۔ ظلم وجبر کے اس جمہوری نظام کی چکی میں پستی، سسکتی اور بلکتی انسانیت اسی رحمت والے نظام میں داخل کردی جائے جو رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا گیا تھا۔ مجاہد کا خون میں تڑپنا اور دشمن کو تڑپانا، پھانسی کے پھندوں کو چوم کر شریعت یا شہادت کا نعرہ لگانا، ٹارچر سیلوں کے تشدد زدہ حصوں سے احد احد کی صدائیں نکلنا، یہ سب اپنے رب کی رضا، اس کے دین کی سربلندی، ان کے لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کے نفاذ کی خاطر ہے، ان کی پیاری امت کے آرام اور سکون کی خاطر ہے۔ اس کے علاوہ ایک مجاہد کا مقصد کچھ اور نہیں۔ ورنہ اگر کسی کا مقصد کچھ ذاتی اغراض ہیں، کوئی قومی، وطنی یا جاہلی عصبیت ہے، دنیا کی دولت اور شہرت ہے، وہ کہاں مجاہد ہو سکتا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَفِي سَبِيلِ اللهِ کہ جو اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے، اس کے دین کو نافذ کرنے کے لیے قتال کرے گا، وہی اللہ کے راستے کا مجاہد کہلائے گا۔

یاد رکھیے! آپ کے دشمن نے جو مظالم آپ پر، آپ کے بچوں پر، آپ کی عورتوں پر ڈھائے اور جو حادثات آپ کو پیش آئے ہیں، یقیناً یہ حادثات اگر پہاڑوں کو پیش آجائیں تو وہ بھی دہل کر گر پڑیں لیکن سینوں میں سلگتی انتقام کی آگ کو اپنی خواہش کے مطابق ٹھنڈا کرنے کا نام جہاد نہیں۔ بلکہ جہاد تو یہ ہے کہ بھڑکتے جذبات کو شریعت کے احکامات کی ڈوری میں باندھ دیا جائے۔

سو، اے میرے مجاہد بھائیو! جہاد کے لیے کیا فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ، یہ اللہ سے اچھا کوئی نہیں جان سکتا اور یہ سب کچھ اس نے اپنی کتاب میں بیان فرمادیا، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچادیا۔ اس لیے اسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ آپ دشمن کی ذلیل اور غیر اخلاقی حرکتوں کو نہ دیکھیے کہ وہ معصوم بچوں کو قتل کررہا ہے، آپ کے گھروں پر چھاپے مار کر آپ کی خواتین کو گرفتار کررہا ہے، آپ کے وہ رشتہ دار جو اس جہاد میں آپ کے ساتھ بھی نہیں، اُن کو بھی وہ جیلوں میں ڈال رہا ہے، آپ کے قاصدوں کو بھی وہ گرفتار کرلیتا ہے لیکن آپ اس جیسے نہ بنیے، جہاد اور جنگ میں یہی تو فرق ہے، دنیا کے مال و متاع کی خاطر جانیں ضائع کرنے والوں اور اللہ کی شریعت کے لیے لڑنے والوں میں یہی تو امتیاز ہے۔ اسلام کے مقابلے وطن اور ملک کی خاطر جنگ کرنے والی فوجیں ہمیشہ سے غیر اخلاقی حرکتیں کرتی رہی ہیں لیکن اسلام کا نفاذ چاہنے والوں کی اخلاقیات جنگوں کے اندر بھی ان کا طرۂ امتیاز رہی ہیں۔

میرے مجاہد ساتھیو! دعوتِ جہاد کو روکنے میں ناکامی کے بعد اب دشمن کی کوشش ہے کہ کس طرح جہاد کے چہرے کو مسخ کردے چنانچہ مجاہدین کے نام پر مختلف ملکوں میں ایسے واقعات کرائے جارہے ہیں جس سے لوگ جہاد سے متنفر ہوجائیں، ایسے واقعات جو نہ شرعاً کسی کی سمجھ میں آئیں، نہ عقلِ سلیم ہی اُن کو قبول کرتی ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنے جہاد اور اس کے ثمرات کو بچانے کی فکر کیجیے، اس کو جاری تو رکھنا ہے.... ہر حال میں جاری رکھنا ہے لیکن اُس راستے پر جو واضح راستہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دے کر گئے ہیں، جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چلے، انہوں نے کافروں سے بھی قتال کیا، مرتدین سے بھی قتال کیا، منکرینِ شریعت سے بھی قتال کیا، نہ وہ سست ہوئے نہ وہ کمزور پڑے لیکن مضبوط اور واضح شرعی دلائل کے ساتھ نہ کہ بودی اور بے جا تاویلات کا سہارا لے کر کسی کی جان ومال کو اپنے لیے حلال کیا۔ انہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مجددِ جہاد، محسنِ ملت شیخ اُسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کے سامنے جہاد کی دعوت کو واضح اور شفاف انداز میں رکھا، مجاہدین کو جہاد کے واضح اہداف دیے، اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں اس دعوت کو ایسی مقبولیت عطافرمائی کہ آج عالمِ اسلام جہاد کے نعروں سے گونج رہا ہے۔ شیخ اُسامہ رحمہ اللہ کی دعوت افغانستان کے کہساروں سے نکل کر یمن، شام، عراق، صومالیہ اور الجزائر و مراکش تک پھیلی۔ اس لیے میرے بھائیو! اگر جہاد کو مقبول بنانا چاہتے ہیں، دشمن کو شکست دینا چاہتے ہیں تو اسی دعوت اور اسی منہجِ جہاد کو اختیار کیے رکھیے جس پر چل کر ہم سے پہلے والے کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کو متحدہ کفر کے مقابلے کامیابی سے سرفراز فرمایا، نہ انہوں نے اسکولوں میں دھماکے کیے، نہ یونیورسٹی میں پڑھنے والے بے گناہ مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کیا بلکہ واضح اہداف کی جانب ان کی توجہ رہی اور ان میں بھی انتہائی اہم اہداف جن کو قرآن نے جوڑ جوڑ اور پور پور کہا، اس دشمن کی شہ رگ کو مارا اور ایسا مارا الحمدللہ کہ وہ افغانستان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ اللہ کی شریعت پر چل کر ہی ہمارا جہاد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ جو نعرہ شریعت کا ہم نے لگایا ہے، ہمیں سب سے پہلے اس شریعت کو اپنے اوپر نافذ کرنا ہے۔ اپنی گنوں، توپوں اور فدائیوں کو اس شریعت کے تابع بنانا ہے لیکن اگر ہمارے رب نے ہمارے قول و فعل میں تضاد پایا کہ ہم اسلام آباد اور دہلی پر اسلام نافذ کرنے کے نعرے لگاتے رہے اور اپنے آپ کو بھول گئے تو دوستو! پھر یہ ہوا کے بلبلے ہیں جو الفاظ کی شکل میں بہہ نکلے ہیں خواہ ان کو خونِ مسلم سے کتنا ہی رنگین کردیا جائے، یہ اللہ کی رضا تو دور! اس کے غضب میں ہی اضافہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے مطابق جہاد کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اس عالمی جہاد کو اچک لیے جانے اور اغوا ہو جانے سے محفوظ فرمائے

آمین! یا رب العالمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

اسلام کو اقتدار کی ضرورت ہے

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج:۴۱)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے''۔

یہ الفاظ بڑے جامع، وسیع، معنی خیز اور فکر انگیز ہیں اور تاریخ ان کی حرف بحرف تصدیق کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں قابو دیں گے، ان کے قدم کہیں جمائیں گے تو وہ نہیں ہو گا کہ یہ عیش و عشرت کریں گے، یہ تعمیرات میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے، یہ بڑے سے بڑے سرمائے جمع کریں گے، ان کا تمدن ایک حسین گلدستہ بن جائے گا، ان کے شہروں میں ہن برستا نظر آئے گا، ہر شخص کے سر پر ہما کا پرندہ بیٹھا نظر آئے گا، یہ اعلیٰ سے اعلیٰ سواریوں پر بیٹھ نظر آئیں گے، ان کے دستر خوانوں پر الوانِ نعمت چنے ہوئے ہوں گے، نہیں! بلکہ فتوحات کی تاریخ، کشور کشائی، جنگ آزمائی کی تاریخ اور انسانی حوصلہ اور عزم کے اظہار کی تاریخ کے تجربوں کے برخلاف ان کا یہ حال ہو گا کہ:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اگر ہم ان کو زمین میں ''تمکین'' واقتدار عطا کریں گے تو نماز کو برپا کریں گے، میں اس کا ترجمہ یہ نہیں کرتا کہ نماز پڑھیں گے، لفظ ''صلوۃ'' نہیں ہے بلکہ ''اقامواالصلوۃ'' ہے، یعنی نماز کو زندگی کا جزا اور اس کا خلاصہ بنا دیں گے۔ اس کا انتظام و اہتمام کریں، اس کے لیے جس فضا کے تیار کرنے کی ضرورت ہے، جتنے علم کی ضرورت ہے، جن جگہوں کی ضرورت ہے (جن کو مساجد کہتے ہیں) ان سب کا اہتمام کریں گے۔ ''اقامواالصلوۃ'' کے لفظ میں یہ سب چیزیں آ جاتی ہیں۔

''وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ''... زکوۃ کا فریضہ ادا کریں گے، زکوۃ کو عام کریں گے، ''وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ'' اور نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے۔

یہاں یہ بھی خیال رہے کہ ''معروف و منکر'' کے لیے قرآن مجید میں اور حدیث میں ''امر و نہی'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ استدعا اور درخواست کے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے ہیں۔ عربی زبان ایسی تنگ دامن نہیں ہے کہ اس کے اندر صرف ''امر و نہی'' کے الفاظ ہوں اور دوسرے الفاظ نہ ہوں، جن میں تواضع ہے، خوشامد ہے، جن میں استدعا ہے، جن میں مطالبہ ہے بلکہ اس کے لیے جہاں کہیں بھی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ ''امر و نہی'' کے ہیں۔

اس آیت میں بھی بعض دوسری آیتوں کی طرح ''امروا'' اور ''نہوا'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو نصیحت و دعوت، ترغیب و فہمائش کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ ''امر و نہی'' کے الفاظ بولے جاتے ہیں حکم و ممانعت کا منصب ادا کرنے والے کے لیے جسے کسی قدر طاقت و بالاتری حاصل ہو اور وہ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو اور اس کی بات نہ ماننے کی صورت میں عقوبت و نقصان کا خوف ہو، اس لیے بھی ایسی جماعت یا امت کو جو اس فرض کو انجام دینے کے لیے پیدا کی گئی ہے، سیاسی اقتدار اور قوت کی ضرورت ہے۔

اس لیے کہ ''امر و نہی'' طاقت چاہتے ہیں۔ ''امر و نہی'' وہ مقام چاہتے ہیں جہاں سے ہم اعتماد کے ساتھ کہہ سکیں کہ یہ صحیح ہے اور یہ غلط ہے۔ ''امر و نہی'' میں ایک استعلاء ہے۔ ''امر و نہی'' میں ایک درخواست کے معنی نہیں ''امر و نہی'' حکم دینا اور روکنا ہے! اس کے لیے آدمی کے اندر قوت چاہیے، ایسا مقام اور ایسی بلندی چاہیے، ایسا اعتماد چاہیے اور اس کی ایسی وقعت ہو دلوں میں کہ وہ ''امر'' کر سکے اور ''نہی'' کر سکے!

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو اقتدار کی ضرورت ہے کہ وہ ہمیشہ یہی نہ کہے کہ ''اگر ایسا کر لیا جاتا تو اچھا تھا''...''ہماری درخواست ہے اور ہم آپ کو ترغیب دیتے ہیں، ہم تبلیغ کرتے ہیں''... اپنی جگہ یہ سلسلہ جاری رہے گا لیکن قرآن جو معیار و میزان ہے اس میں الفاظ ''امر و نہی'' کے ہیں، جن میں مسلمانوں کو وہ قوت و طاقت حاصل کرنی چاہیے کہ جس مقام پر فائز ہو کر وہ حکم دے سکیں اور روک سکیں، اس لیے کہ فطرت انسانی تعریف تو کر دیتی ہے اور وہ خوش بھی ہو جاتی ہے لیکن انسانی نسل کی پوری اصلاح اس کے بغیر نہیں ہو سکتی، جس کے نتیجے میں ''اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ'' اور ''وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ'' کے الفاظ آئے ہیں۔

پس ضروری بات یہ ہے کہ ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہو اور تقویٰ ہو، ان کی سب سے بڑی فکر آخرت کی فکر ہو اور ان کی صفت یہ ہو:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ (بندے جن کی تربیت ایسی ہو چکی ہو کہ) اگر ہم ان کو زمین میں تمکین اور غلبہ دیں (یعنی وہی اس دنیا کے والی اور حکم بنا دیے جائیں) تو وہ نمازیں قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور نیکیوں کے احکام جاری کریں اور برائیوں سے لوگوں کو روک دیں۔

یعنی یہ ''اقامت صلوۃ و ایتائے زکوۃ'' اور ''امر بالمعروف، نہی عن المنکر'' جو ہے یہ مقصود ہے، ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے راستے سے حکومتِ الٰہی تک نہیں پہنچنا، بلکہ حکومتِ الٰہی کے ذریعہ سے ان کی طرف بڑھنا ہے، اس لیے زیادہ سے زیادہ ماحول ساز گار کرنا ہے، پھر ان کو رائج کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

مسلمانوں پر جہاد فرض ہے!

(آخری قسط)

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے یہ درس ۲۰۰۱ء میں امارت اسلامیہ افغانستان پر صلیبی حملے کے تقریباً ایک ہفتے بعد ارشاد فرمایا۔(ادارہ)

یہ آیات جو ابھی آپ کو سنائی تھیں اس میں اللہ تعالیٰ نے ان واقعات کی طرف اشارہ فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف فرمائی کی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار کا جواب دیا ''مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ'' جب کہ ان کو زخم لگ چکا تھا یعنی غزوہ احد کے موقع پر ان کے بے شمار ساتھی، رشتے دار شہید ہو چکے تھے خود وہ بھی زخمی تھے پھر بھی انہوں نے اللہ کی پکار کا جواب دیا پھر فرمایا کہ

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ

''ان سب لوگوں کو جنہوں نے بہترین کارنامہ انجام دیا انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عظیم اجر ملے گا پھر فرمایا''

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (سورۃ آل عمران: ۱۷۳)

یہ وہ لوگ ہی کہ لوگوں نے ان کو آکر ڈرانے کی کوشش کی کہ سارے لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں فاخشوھم لہٰذا ان سے ڈرو فزادھم ایمانا تو یہ خبر سننے کے بعد ان پر خوف تو کیا طاری ہوتا بلکہ یہ خبر سننے کے نتیجے میں ان کے ایمان میں اور اضافہ ہوا اور انہوں نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی کارساز ہے

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ 174 آل عمران اس کے نتیجے میں یہ غزوہ حمراء الاسد سے واپس آئے اس حالت میں کہ اللہ کی نعمتیں اور فضل ساتھ لے کر واپس آئے کوئی ان کا بال بیکا نہیں کر سکا ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ **وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ** اور اللہ تبارک و تعالیٰ بڑا عظیم فضل والا ہے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قیام قیامت تک مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ یاد رکھو کہ شیطان اپنے دوستوں کو خوف میں مبتلا کرتا ہے جو شیطان کے ساتھی اور دوست ہیں اور شیطان کے راستے پر چلنے والے ہیں وہ ان کو خوف میں مبتلا کرتا ہے یہ ہو جائے گا تمہیں فلاں آکر ختم کر دے گا، خوف میں مبتلا کرنا یہ شیطان کا کام ہے، فَلَا تَخَافُوهُمْ تو ہر گز نہ ڈرو ان سے یعنی اللہ کے دشمنوں سے ''وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ''، ہاں مجھ سے ڈرو اگر واقعی ایمان رکھنے والے ہو...

یہ پیغام دیا آنے والی تمام امتوں کو قیامِ قیامت تک کے لیے کہ جب کبھی تمہارا اس قسم کی قوتوں سے مقابلہ ہو کہ تمہیں ڈرانے والے ڈرائیں کہ یہ اعدائے اسلام یا دشمنان اسلام تمہیں تباہ کر دیں گے تو ان سے ڈرنے کی بجائے مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تو ان شاء اللہ وہی انجام ہو گا جو غزوہ حمراء الاسد میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دکھلایا اور بھروسہ مجھ پر رکھو اور یہ کہو کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل تو بزرگوں نے فرمایا کہ ایسے مواقع پر جب بھی کوئی خطرہ پیش آئے جب بھی کوئی بڑا معاملہ پیش آجائے جس کے بارے میں آدمی کو فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہو تو اس وقت انسان کو اس کلمے کا ورد کرتے رہنا چاہیے اور یہ کلمہ ایسے موقعوں پر ہی پڑھنے کا ہے۔

ایک اور بات آپ کو بتادوں کہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمے کو پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا کہ اس کلمے کو پڑھنے کا فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان اپنے بس میں جتنی کوشش ہے وہ کر گزرے اور پھر یہ کلمہ پڑھے کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل تب تو ہے وہ فائدہ مند اور اگر وہ شخص جو بس میں ہے وہ کوشش نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے گھر میں بیٹھا رہے تو اس کلمے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ اس پر اللہ کی مدد کا وعدہ ہے۔ اللہ کی مدد کا وعدہ اس پر ہے جب اپنی طرف سے جو کوشش کر سکتا ہے وہ کر گزرے جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ روانہ ہو گئے اور ساتھ راستے میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ورد کرتے رہے، اس لیے جو انسان کے بس میں ہے وہ کر گزرے پھر کہے حسبنا اللہ و نعم الوکیل تو پھر فائدہ ملتا ہے...

ایک حدیث میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت فرمائی... حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کا مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہوا کہ ان دونوں میں کون ظالم ہے کون مظلوم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم کے خلاف فیصلہ کر دیا اور مظلوم کے حق میں فیصلہ کر دیا تو وہ شخص جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا تو وہ جب اٹھا تو اس نے کہا حسبی اللہ و نعم الوکیل اور جب وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو واپس بلاؤ، جب واپس بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیا کلمہ کہا تو اس نے کہا کہ میں نے کہا کہ حسبی اللہ و نعم الوکیل تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلط کام کر کے اور عاجزی کا مظاہرہ کر کے پڑھنے کا نہیں ہے بلکہ جب کوئی شخص صحیح راستے پر چلے، صحیح تدبیر اختیار کرے اور اس کی طرف قدم بڑھادے تو پھر جب وہ یہ کلمہ پڑھے تو تب یہ اسے فائدہ دے گا اور یہ کلمہ اب تمہیں فائدہ نہیں دے گا بلکہ جب آدمی حق پر ہو اور سیدھے راستے پر ہو اور جو اپنے بس میں کوشش ہو وہ کر گزرے اور پھر یہ کلمہ پڑھے تو تب اس کا فائدہ ہوتا ہے اور اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے یہ

معلوم ہوا کہ اس وقت ساری امتِ مسلمہ بہت پریشانی میں مبتلا ہے تو پہلے تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن میں جو آیا ہے کہ

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ(آل عمران:۱۷۵)

جو لوگ تمہیں ڈرا رہے ہیں وہ شیطان کے دوست ہیں، شیطان کے دوستوں کو شیطان بتلایا گیا ہے اور اگر تم مومن ہو تو پھر دشمنوں سے ڈرنے کی بجائے مجھ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو تو آج ہماری حکومتیں وہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کر رہی ہیں کہ دشمنوں سے ڈرنے کی وجہ سے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدائی امریکہ کے ہاتھ میں آگئی ہے۔اس کی وجہ سے ہر شخص حق بات کہنے سے اور اس پر ڈٹنے سے ڈر رہا ہے اگر وہ یہ بات ملحوظ خاطر رکھ لیتے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ''ان سے نہ ڈرو مجھ سے (اللہ سے) ڈرو اگر ایمان رکھنے والے ہو''۔ تو آج امت اسلامیہ کا مسئلہ حل ہو گیا ہوتا...

اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو ایسا بنایا ہے، ایسے زنجیر میں پرویا ہے کہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک اسلامی ممالک کا ایک تار بنا ہوا ہے ،اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بہترین وسائل ان کو مہیا کیے ہیں،ان کے پاس وہ سرمایہ ہے کہ جس پر دنیا رشک کرتی ہے ،ان کے پاس تیل ہے کہ جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ بہتا ہوا سونا ہے، یہاں تک کہ جہاں مسلمان ہوتے ہیں وہاں تیل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ وسائل عطا فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہترین انسانی وسائل انہیں عطا فرمائے ہیں ... یہ ساری دنیا کے بیچوں بیچ آباد ہیں ،ان کے پاس جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے وہ مقامات ہیں کہ اگر یہ ان کو صحیح استعمال کریں تو ساری دنیا کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں ان کے پاس آبنائے باسفورس ہے،ان کے پاس نہر سویز ہے،ان کے پاس جنگی حکمت عملی (تزویراتی اہمیت کے حامل) کے وہ مقامات ہیں کہ ساری دنیا کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں، یہ انہی کا روپیہ (کرنسی) ہے جس نے امریکہ کو امریکہ بنایا ہوا ہے...انہی (حکمرانوں) کا روپیہ ہے جو ان کے بینکوں میں رکھا ہوا ہے، آج اگر یہ روپیہ نکال لیں تو ان کی معیشت بیٹھ جائے۔

یہ ساری کی ساری طاقتیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فراہم کی ہوئی ہیں۔ مگر یہ ساری کی ساری طاقتیں اس وجہ سے بے اثر ہو گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اوپر بھروسہ نہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف نگاہ نہیں ہے اور حکومتیں ایسی مسلط ہیں جو خود امریکہ کے کارندے ہیں، ان کے آلہ کار ہیں، امریکہ کے پٹھو ہیں جو ساری مسلم دنیا کے اوپر مسلط ہیں۔اس کے نتیجے میں یہ دن دیکھنے پڑ رہے ہیں ! اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف ہوتا اور دشمنوں کو خدا سمجھنے کا جذبہ مٹ گیا ہوتا تو آج یہ دن دیکھنے نہ پڑتے !

لیکن افسوس ہے کہ ہم ایسی حکومتوں کے ساتھ ہیں' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان سے نجات عطا فرمائے'ہم ایسی حکومتوں کے ماتحت ہیں کہ جنہوں نے اپنا سب کچھ امریکہ کے حوالے کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اس ساری صورتِ حال میں'عام مسلمان' وہ یہ وطیرہ اپنا لے کہ اللہ سے ڈرے اور دشمن سے نہ ڈرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور سیدھے راستے پر چلے اور صحیح راستہ اختیار کرے تو ان شاءاللہ ثم ان شاءاللہ ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئے گی،ضرور آئے گی ! تو حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ورد بھی لیکن ساتھ ساتھ اپنے کرنے کا کام بھی کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان ملک کے اوپر غیر مسلم قوت حملہ آور ہو تو اس ملک کے تمام مسلمانوں پر جہاد فرض (عین) ہو جاتا ہے اگر اس ملک کا امیر مسلمانوں کو جہاد کے لیے بلائے تو سب پر جہاد فرض وہ جاتا ہے۔اگر اس ملک کے مسلمان دشمن کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو برابر کے مسلمانوں پر جہاد فرض وہ جاتا ہے اور اگر وہ بھی طاقت پوری نہ رکھتے ہوں تو ان کے برابر والے مسلمانوں پر جہاد (فرض) ہو جاتا ہے ۔اسی طرح بتدریج پورے عالمِ اسلام کے اوپر جہاد کا فریضہ منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔اسی طرح آج افغانستان میں ہمارے بھائیوں کے اوپر جو امریکی حملہ ہوا ہے تو ان پر تو جہاد فرض ہے ہی مگر ان کے ساتھ ملنے والے علاقوں کے مسلمانوں پر بھی اس لحاظ سے جہاد فرض ہے کہ اگر وہ کافی نہ ہوں تو برابر کے مسلمانوں پر بھی جہاد فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔

میں اللہ کی رحمت کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ امریکہ کا غرور ٹوٹ کر رہے گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا سر نیچا کر کے دکھائیں گے اور اس کا غرور خاک میں ملے گا ان شاءاللہ !

مگر جہاد کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں ... جہاد کے طریقے مختلف ہوتے ہیں... جہاد کے معنی اصل میں عربی زبان میں کوشش کے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کا معنی ہے اللہ کے راستے میں کوشش کرنا۔ایک طریقہ تو یہ ہے کہ براہ راست میدان میں جا کر لڑائی میں شامل ہوں یہ قتال فی سبیل اللہ ہے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ اس راستے یعنی قتال فی سبیل اللہ کے معاون جتنے کام ہیں ان کے ذریعے مدد پہنچائے اگرچہ یہ قتال فی سبیل اللہ نہیں ہے مگر جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہے... اب آج کی جنگ کی صورت حال کچھ اس قسم کی ہے کہ اگر پاکستان کے سارے لوگ افغانستان کی سرحد پر کھڑے ہو جائیں اس خیال سے کہ ہم جا کر لڑائی میں شامل ہوں تو اس سے فائدہ پہنچنے کی بجائے الٹا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور ان کے لیے مسائل پیدا ہوں گے تو میں نے جو کہا ہے کہ جہاد فرض ہو جاتا ہے تو اس کا معنی یہ

نہیں ہے کہ سب آدمی جا کر اُن کی سرحد پر کھڑے ہو جائیں بلکہ جہاد اس معنی میں فرض ہو جاتا ہے کہ ان کو مدد پہنچانے کا، ان کی اعانت کرنے کا جو طریقہ جس شخص کے اختیار میں ہے وہ اپنائے اور اس کو اختیار کرے۔

جس شخص کے اختیار میں جو مدد پہنچانا ممکن ہے اس کے لیے ضروری ہے، واجب ہے کہ وہ مدد پہنچائے ،اب ان میں جو لوگ اس جنگ کے لیے تربیت یافتہ ہیں، جنھوں نے باقاعدہ ٹریننگ لی ہوئی ہے اگر وہاں کی ہدایات اور حالات کے مطابق ان کا جانا مفید ہو تو وہ جائیں اور جا کر وہاں لڑائی میں بھی شریک ہوں۔ لیکن جو لوگ تربیت یافتہ نہیں وہ لوگ وہاں جائیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، ہاں ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اپنا جائزہ لے کہ میں اپنے بھائیوں کی کیا مدد کر سکتا ہوں، ان کو پیسے کی بھی ضرورت ہے، ان کو اموال کی بھی ضرورت ہے، ان کو اسلحہ وساز وسامان کی بھی ضرورت ہے، ان کو ادویات و طبّی امداد کی بھی ضرورت ہے، جتنی بھی ضرورتیں ہیں تو ہر انسان اپنی اپنی جگہ پر سوچے کی میں ان کو کیا مدد پہنچا سکتا ہوں، پیسے بھجوا سکتا ہے تو پیسے بھیجے، اگر کوئی ڈاکٹر ہے اور وہاں علاج کے لیے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے تو وہ ڈاکٹر اپنی خدمات مہیا کرے، اسی طرح جس نے ابتدائی طبّی امداد کی تربیت لی ہوئی ہے اور وہ ابتدائی طبّی امداد دے سکتا ہے تو وہ اپنی خدمات پیش کرے اور وہاں جائے مگر ایک منظم طریقے کے ساتھ اور انتظام کے ساتھ...

آج افغانستان میں ہمارے بھائیوں کے اوپر جو امریکی حملہ ہوا ہے تو ان پر تو جہاد فرض ہے ہی مگر ان کے ساتھ ملنے والے علاقوں کے مسلمانوں پر بھی اس لحاظ سے جہاد فرض ہے کہ اگر وہ کافی نہ ہوں تو برابر کے مسلمانوں پر بھی جہاد فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔

کوئی شخص ہے کہ جو دیکھتا ہے کہ کوئی آدمی ہے جو جا کر براہ راست لڑائی میں حصہ لے سکتا ہے، جہاد میں حصہ لے سکتا ہے مگر وہ اپنے گھر والوں کی وجہ سے مجبور ہے کہ اس کے پیچھے اس کے ماں باپ، بیوی بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا، تو کوئی شخص اگر کہے کہ تم بے فکر جہاد پر جاؤ اور اگر اپنے گھر والوں کی مالی و گھریلو ضروریات کی فکر ہے تو ان کی دیکھ بھال ہم پوری کریں گے اور ہم ان کی مالی کفالت کے لیے موجود ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فقد غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا

"جو شخص کسی جہاد پر جانے والے کے لیے سامان تیار کرے وہ بھی غازی ہے اور جو جہاد پر جانے والے کے جانے کے بعد ان کے گھروں کی نگرانی کرے اور اس کے گھر والوں کی کفالت کرے تو اسے بھی وہی ثواب ملے گا جو جہاد کرنے والوں کو ملتا ہے"۔

اس کے علاوہ ان کو مدد پہنچانے کے لیے، ان کو سپورٹ کرنے کے لیے جو شخص اگر اپنے قلم سے کام لے سکتا ہے تو قلم کو حرکت میں لائے، زبان سے کام لے سکتا ہے تو زبان کو حرکت میں لائے اور جو حکومتیں غلط راستے پر چل رہی ہیں، ہماری حکومت پر بھی افسوس ہے کہ غلط فیصلہ کر لیا اور غلط راستے پر چل رہی ہے تو ان حکومتوں کے سامنے مجاہدین کی حمایت میں احتجاج کرے تو یہ بھی جہاد (کی مدد) کا ایک حصہ ہے۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ اس احتجاج میں شرعی احکام کی رعایت رکھی جائے اس میں کوئی کام شریعت کے خلاف نہ ہو، عوامی املاک کی توڑ پھوڑ، آگ لگانا اور نقصان پہنچانا حرام ہے، کسی بھی مسلمان کی املاک کو نقصان پہنچانا حرام ہے... حرام کر کے کوئی آدمی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس سے ہر قیمت پر خود بھی گریز کریں اور اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی متوجہ کریں اور اگر کوئی کرنا چاہے تو اسے روک دیں کہ یہ حرام کام ہے اور حرام کام پر اللہ کی مدد نہیں آتی اور ویسے بھی توڑ پھوڑ اور جلانے کے نتیجے میں تحریک کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے، اس سے بچتے ہوئے اپنے جذبات کے اظہار کے لیے احتجاج کے جو طریقے ہیں ان کے اندر حصہ لے تو یہ بھی ان مسلمانوں اور جہاد مدد کا ذریعہ ہیں، ہر شخص اپنے طور پر جائزہ لے کہ میں اپنے بھائیوں کی کیا مدد کر سکتا ہوں، کس شکل میں کر سکتا ہوں تو اس شکل میں مدد کرے اور مدد کرنے کے ساتھ جب اپنا قدم بڑھادے تو پھر حسبنا اللہ و نعم الوکیل، حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہے اور اللہ پر بھروسے کا اظہار کرے تو ان شاءاللہ، اللہ سے امید ہے کہ اس متکبر کے دن اب گنے جا چکے ہیں...

ان شاءاللہ... ان شاءاللہ

میں اللہ کی رحمت کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ امریکہ کا غرور ٹوٹ کر رہے گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا سر نیچا کر کے دکھائیں گے اور اس کا غرور خاک میں ملے گا ان شاءاللہ! اور یہ کم سے کم مدد تو ہر مسلمان کر ہی سکتا ہے کہ جس حال میں بھی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ کی طرف انابت کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کام کے لیے دعائیں مانگے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر گڑگڑا کر دعائیں مانگے کہ یا اللہ اس متکبر کا انجام ہمیں اپنی آنکھوں سے دکھا دیجئے، اس متکبر کے غرور کا انجام اپنی آنکھوں سے دکھا دیجئے، اللہ تعالیٰ نے ایک سپر پاور کا انجام ان گناہ گار آنکھوں کو دکھا دیا اور اس سے مسلمانوں کا دل ٹھنڈا کر دیا اب جس نے (امریکہ نے) خدائی کا دعویٰ کیا ہوا ہے دنیا کے اوپر، اللہ تعالیٰ اس کے غرور کا انجام بھی اپنی آنکھوں سے دکھائے اس کو اپنی شب و روز کی دعاؤں میں چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ حدیث پاک میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لا تتمنوا لقاء العدو و اسألوا الله العافية فإذا لقيتموهم فاصبروا

"اپنی طرف سے دشمن کے مقابلے کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اپنی طرف سے تمنا نہ کرو لیکن جب مقابلہ ہو جائے تو اب ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو"۔

قرآن کریم نے اس کے لیے یہی فرمایا کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الانفال: ۴۵)

ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہو ایک مجاہد فی سبیل اللہ کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ جل جلالہ سے اپنا رابطہ بھی استوار رکھتا ہے اس کی زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اللہ پاک سے دعائیں ہوتی ہیں... چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگتے رہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ امتِ مسلمہ کی مدد فرمائے اور اس کے دشمنوں کو تباہ و برباد فرمائے اور ان کے غرور کو خاک میں ملائے...

یہ کام کرنے کا ہے بھائی! اللہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس کام کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے ذمے فرض ہے، اے اللہ اپنے خاص فضل و کرم سے ہمیں اس کے اوپر جما دیجیے اور اپنی رحمت سے اس کی توفیق بھی عطا فرما دیجیے۔

جو اس وقت ہمارے سامنے راستے ہیں جو مستند ادارے ہیں الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ، حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ کا ٹرسٹ، تو ان کے ہاں سے اور ان کی معرفت سے امداد بھیجی جا سکتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ بڑھ چڑھ کر زیادہ سے زیادہ جو کچھ ہو سکتا ہے وہ ان کے ذریعے روانہ کریں۔ اب دعا فرما لیجیے!

اللھم صلیٰ علی سیدنا محمد و علی الہ سیدنا محمد وعلی اصحاب سیدنا محمد و بارك وسلم

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

کوئی شخص ہے کہ جو دیکھتا ہے کہ کوئی آدمی ہے جو جا کر براہ راست لڑائی میں حصہ لے سکتا ہے، جہاد میں حصہ لے سکتا ہے مگر وہ اپنے گھر والوں کی وجہ سے مجبور ہے کہ اس کے پیچھے اس کے ماں باپ، بیوی بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا، تو کوئی شخص اگر کہے کہ تم بے فکر جہاد پر جاؤ اور اگر اپنے گھر والوں کی مالی و گھریلو ضروریات کی فکر ہے تو ان کی دیکھ بھال ہم پوری کریں گے اور ہم ان کی مالی کفالت کے لیے موجود ہیں۔

یا ارحم الرحمین اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت سے ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرما، یا اللہ ہمارے تمام چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، خفیہ اعلانیہ ہر طرح کے گناہوں کو معاف فرما، اے اللہ ہماری شامت اعمال کو دور فرما، اے اللہ ہماری شامت اعمال کو دور فرما، اے اللہ ہماری شامت اعمال کو دور فرما، اے اللہ آپ کے راستے میں جو لوگ جہاد کر رہے ہیں اپنی رحمت سے ان کو اپنی امداد و نصرت سے نواز دیجیے، یا اللہ اپنی امداد و نصرت نازل فرما، یا اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما، یا اللہ اپنی برکتیں نازل فرما، یا اللہ اپنی قدرت کاملہ کے کرشمے ان کے ہاتھوں دکھا دیجیے، یا ارحم الرحمین اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو شکست فاش فرما، یا اللہ ان پر اپنا قہر و غضب نازل فرما، یا اللہ ان پر اپنا قہر و غضب نازل فرما، اے اللہ ان پر اپنا قہر و غضب نازل فرما ،اے اللہ اپنی رحمت سے ان کو تاخت و تاراج فرما، اے اللہ ان کو ہلاک و تباہ و برباد فرما، یا ارحم الرحمین اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت سے ہمیں اپنی نصرت کاملہ عطا فرما، اے اللہ امت مسلمہ کو فتح مبین عطا فرما، یا اللہ امت مسلمہ کو فتح مبین عطا فرما، اے اللہ اس امت پر جو ذلت مسلط رہی ہے اپنے فضل و کرم سے اسے دور فرما دیجیے، اے اللہ اپنی رحمت سے عزت و سربلندی عطا فرما، فتح و نصرت عطا فرما، کامیابی و کامرانی نصیب فرما، اے اللہ اپنے دین کو غالب فرما، اپنے کلمے کو غالب فرما، اے اللہ اپنے دین کو سربلند فرما، اپنے دین کو غلبہ عطا فرما، اہلِ دین کو غلبہ عطا فرما، یا اللہ جو لوگ اہلِ دین کو مٹانے پر تل گئے ہیں ان کو اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا فرما اور ہدایت ان کے مقدر میں نہیں تو ان کو ہلاک و برباد فرما، یا اللہ اپنی رحمت سے اور فضل و کرم سے ہمیں اپنی امداد و نصرت سے نواز دیجیے، یا اللہ ہمارے دلوں کو صحیح راستے پر قائم فرما دیجیے، یا اللہ ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائیے، یا اللہ ہمیں سلامتِ فکر عطا فرمائیے، اے اللہ ہمیں سلامتِ عمل عطا فرمائیے، اے اللہ ہر طرح کے شر اور فتنے سے ہماری حفاظت فرمائیے، یا اللہ اس جہاد کے دوران جو لوگ شہید ہوئے ہیں یا اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیے، یا اللہ جو لوگ زخمی ہوئے ہیں انہیں اپنی رحمت سے صحت کاملا عاجلہ عطا فرمائیے اور انہیں مجاہدین کی قوت کا ذریعہ بنائیے، یا اللہ جو لوگ اس راستے کے اندر کوششیں کر رہے ہیں ان کی کوششوں میں برکت عطا فرمائیے، یا اللہ ہمیں بھی اس سلسلے میں اپنا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے... آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

صلی اللہ تعالیٰ علی خیرِ خلقہِ محمد و علی آلہ و آصحابہ اجمعین۔

کہانی ایک بیل کی

(قسط اول)

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ

ترجمہ: اُم شافعہ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ہم اسی کی مدد اور مغفرت کے طالب ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اپنی جانوں اور اپنے برے اعمال کے شر سے۔ جسے اللہ ہدایت دینا چاہے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کہ سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں!

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو (آل عمران: ۱۰۲)

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات کو بگاڑنے سے بچو بے شک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔ (النساء: ۱)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو (الاحزاب: ۷۰)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کی بڑی خوبصورت تعریف کی ہے، امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے اُبیؓ! تقویٰ کیا ہے۔ انہوں نے جواباً استفسار کیا، اے امیر المومنین کبھی کسی ایسے خار زار راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا، جس کے دونوں جانب کانٹے دار جھاڑیاں ہوں۔ فرمایا متعدد بار ایسا سفر درپیش ہوا ہے۔ حضرت ابی نے پوچھا! اے امیر المومنین ایسے راستے پر آپ کے سفر کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ ارشاد ہوا: دامن سنبھال سنبھال کر اور جسم کو بچا بچا کر کہ کہیں کوئی کانٹا دامن کو الجھانہ دے اور جسم میں خراش نہ ڈال دے، حضرت ابی نے کہا: امیر المومنین! ''یہی تقوی ہے''۔

ہم ایسے ہی خار زار رستے پر چل رہے ہیں جو کانٹے دار جھاڑیوں اور پودوں سے بھرا پڑا ہے۔ شیطان اور اس کے پیروکار ہمیں بھٹکانے اور شر کی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو اس دنیا میں تقویٰ کو اپنانا بالکل ایسا ہے کہ آپ ان شر انگیز واروں سے اپنے دامن کو بچانے میں نہایت احتیاط سے کام لیں۔ اسی طرح شر سے آپ اپنے آپ کو بچا پائیں گے۔ یہی تقویٰ کی تعریف ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں متقین میں شامل فرمائے۔ آمین

بہنو اور بھائیو!!! اب جو کہانی میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں، ہو سکتا ہے آپ اسے پہلے بھی سن چکے ہوں۔ لیکن کچھ بہت ہی اہم اسباق اس کہانی سے ملتے ہیں جن سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ وہ کہانی کچھ یوں ہے:

یہ کہانی چار بیلوں کی ہے۔ ان میں سے ایک سفید رنگ کا بیل جبکہ باقی تین سیاہ رنگ کے تھے۔ یہ چاروں اس علاقے میں رہتے تھے جو بھیڑیوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور وہ طریقہ جس سے یہ اپنے آپ کو بچاتے تھے، ان کا اتحاد تھا۔ ہر وقت ساتھ رہتے، ایک دوسرے کا خیال رکھتے، حفاظت کی نیت سے ایک دوسرے پر نظر رکھتے... اسی طرح وہ جیتے رہے حالانکہ وہ علاقہ جنگلی جانوروں سے بھرا پڑا تھا...

اک دن ایسا ہوا کہ تینوں سیاہ بیل ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: یہ سفید بیل ہمارے لیے پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ رات کو جب ہم چھپتے ہیں اور چونکہ ہم رنگ میں سیاہ ہیں تو رات کو ہمیں کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر اس سفید بیل کی وجہ سے دشمن ہمیں پہچان لیتا ہے، تو کیوں نہ ہم تینوں اکٹھے رہیں اور اس سفید بیل سے کنارہ کشی کر لیں۔ یہ سفید بیل ہمارے لیے بڑی مصیبت بن رہا ہے۔ اسی دن سے تینوں سیاہ بیل ایک طرف ہو گئے اور سفید بیل تنہا رہ گیا۔ سفید بیل کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا گیا تھا۔

اب یوں ہوا کہ بھیڑیا بہت ذہین تھا۔ اس نے ان چاروں بیلوں کے درمیان نااتفاقی کو بھانپ لیا۔ چنانچہ اس نے تاک لگا کے سفید بیل پر حملہ کر دیا۔ بھیڑیا سفید بیل کو نوچ نوچ کے کھاتا رہا اور تینوں سیاہ بیل اپنی مستی میں رہے۔ وہ دیکھتے رہے اور سفید بیل کو آن کی آن میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اگلی رات کو بھیڑیے نے بقیہ تینوں بیلوں پر بھی حملہ کر دیا۔ کیوں؟؟؟ کیونکہ اب ایک بیل کم ہو گیا تھا۔ اب ان کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی، جتنی کہ پہلے تھی... بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک سیاہ بیل کو لے اڑا۔ اور اب صرف دو بیل باقی بچے تھے۔

اس سے اگلی رات بھیڑیے کے لیے شکار اور آسان تھا کہ اب صرف دو بیل تھے۔ اور اس رات ایک اور بیل کو کھا لیا گیا۔ آخر کار اگلی رات کو صرف ایک بیل موجود تھا جو زندہ بچا تھا۔ اور وہ بدحواسی میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ لیکن اب کیا فائدہ، اب اس بیل کی مدد کو آنے والا، اس کی حفاظت کرنے والا کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ بھیڑیا نہایت اعتماد کے ساتھ بیل کا تعاقب کرتا رہا۔ اس بات کا علم رکھتے ہوئے کہ آخر کار یہ بیل تھک ہار کر نیچے گر جائے گا۔ اور وہ کر بھی کیا سکتا تھا کہ مدد کو آنے والے تو پہلے شکار بن چکے تھے۔ بھیڑیا نہایت اطمینان

کے ساتھ بیل کے گرد چکر لگاتا رہا اور پھر اس پر ٹوٹ پڑا۔ جب بھیڑیا بیل کی گردن پر جھپٹا مار رہا تھا اس وقت بیل نے اپنی زندگی کے آخری الفاظ کہے۔ بیل نے نہایت اہم بات کہی، ایسی بات کہ جس میں ہم سب کے لیے بہت اہم سبق ہے، جس سے ہم سب بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا وہ بیل یوں گویا ہوا:

''میں تو اسی دن مر گیا تھا جب سفید بیل کا شکار ہوا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پھانسی نامے پر دستخط کیے۔ وہ دن جب میں نے سفید بیل کو مرنے دیا اس دن میری موت بھی واقع ہو گئی تھی۔ میں آج نہیں مر رہا، میں آج نہیں مر رہا، میں تو تب ہی مر گیا تھا جب میں نے سفید بیل کو بھیڑیے کے شکنجے میں مرنے دیا''۔

تو بہنو اور بھائیو! مجھے یقین ہے کہ اس کہانی سے کچھ اسباق تو آپ نے خود اخذ کر لیے ہوں گے۔ اب ان میں سے کچھ میں بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ان شاءاللہ

سبق نمبر ۱: امت

یہ کہانی امت مسلمہ کی موجودہ حالت کی بہترین عکاسی کر رہی ہے۔ بالکل ایسا ہی آج ہو رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک ایک کر کے مسلم ممالک پر حملہ ہو رہا ہے اور ہم پیچھے بیٹھ کر صرف دیکھ رہے ہیں۔ جب فلسطین کو چھینا گیا، ہم نے کچھ نہ کیا اور اس کے بعد ایک ایک کر کے مسلم ملکوں پر حملے کیے گئے۔ پہلے کشمیر، چیچنیا، فلپائن، افغانستان اور پر حملہ ہوا۔ امت نے تب کچھ نہ کیا اور نہ اب کر رہی ہے۔ عراق پر حملہ ہو چکا ہے اور امت مسلمہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔ یہ صرف عراق پر ہی بس نہیں کریں گے بلکہ ہر ایک مسلم ملک پر حملہ کیا جائے گا جیسے کہ شام وغیرہ، اور خدا جانے آگے پھر کس ملک کی باری آنے والی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ ملک ہم سے ابھی نہیں چھینے گئے، بلکہ یہ تو بہت پہلے لیے جا چکے تھے۔ جب ہم نے اپنے برادر ملکوں کے ساتھ یہ سب ہونے دیا تو اسی روز سے ہم نے اپنی قسمت میں بھی یہ سب ہونا لکھ دیا تھا۔

سبق نمبر ۲: اتحاد

یہ کہانی ہمیں نااتفاقی کے نتائج سے بھی آگاہ کرتی ہے۔ جب بیلوں نے اتحاد کا دامن ترک کیا، اور انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو بھیڑیے کا شکار بننے کے لیے چھوڑ دیا تو شکست پھر سب کا مقدر بنی تھی۔ حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومنین کی مثال ایک دوسرے پر رحم کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے، چنانچہ جب جسم کے کسی بھی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اسکا شریک ہوتا ہے [یعنی جسم کے ایک حصے کی تکلیف باقی تمام اعضا محسوس کرتے ہیں]'' (صحیح مسلم)۔

بہنو اور بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق، اگر آپ کی انگلی/آپ کا پاؤں زخمی ہے، یا پھر جسم کے کسی بھی حصے پہ چوٹ آئی ہے تو آپ کو درد محسوس ہوتا ہے۔ آپ سو نہیں پاتے۔ آپ کو بخار ہو جاتا ہے، کیونکہ آپ کے جسم میں موجود مدافعاتی نظام بیکٹیریا سے بچاو کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بالکل دشمن سے لڑنے جیسا ہے جس میں پورا جسم ملوث ہو جاتا ہے۔

> آپ قیامت کے روز انہی لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن سے دنیا میں محبت رکھتے تھے۔ اگر آپ کے دل میں کافروں کے لیے محبت تھی تو بروز قیامت کافروں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یہ بہت سادہ سا اصول ہے۔ یہ اللہ کا انصاف ہے۔ کسی کے دل میں مسلمانوں کے لیے محبت موجزن تھی اسے مسلمانوں کا ساتھ نصیب ہو گا، اور وہ وہیں جائے گا جہاں وہ جائیں گے۔

یہ ہے وہ تفصیلی خاکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے متعلق پیش کیا، کہ امت مسلمہ کو کیسا ہونا چاہیے۔ تو اگر ایک مسلمان چاہے وہ مشرق، مغرب، شمال یا جنوب میں رہتا ہو، یا چاہے دنیا کے کسی بھی حصے میں، اس کا درد ایسا محسوس کرنا چاہیے جیسا کہ یہ آپ کے اپنے خاندان کے ساتھ ہو رہا ہو۔ اگر آپ کو صرف اپنی اور اپنے خاندان کی فکر ہے تو یقین جانیے! کچھ ہے جو بہت غلط ہے۔ تب پھر آپ حقیقی معنوں میں امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔

رسول اللہ کے فرمان کے مطابق ''امت مسلمہ جسم واحد کی مانند ہے'' اس سے فرق نہیں پڑتا کہ آپ مختلف سیاسی ریاستوں میں بٹے ہیں، مختلف گروہوں یا مختلف مکاتب فکر (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا مسلمان ہونا لازم ہے اور مسلمان وہ ہوتا ہے جسے اللہ پہ مکمل یقین ہوتا ہے. ایک ایسا انسان جو گمراہ نہیں ہوتا۔ اب بات یہ ہے کہ بعض اوقات ہم ایسا کرتے ہیں کہ بھائی صرف میں اور میری جماعت ہی مسلمان ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ بقیہ لوگ ہماری جماعت کی پیروی نہیں کرتے۔ وہ ہمارے رستے پر نہیں ہیں۔ ایک مسلمان، مسلمان ہی رہے گا، چاہے وہ کسی بھی فقہ، گروپ یا ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ اس سے فرق نہیں پڑے گا، جب تک آپ شرعی بنیادوں پر حقیقی معنوں میں ثابت نہیں کر دیتے کہ فلاں کافر ہے، جب تک آپ کے پاس اسلامی نقطۂ نظر سے کوئی ٹھوس ثبوت نہیں کہ فلاں مرتد ہے، وہ مسلمان ہی رہے گا۔

چلیں اب ہم اتحاد کے متعلق بھی کچھ بات کر لیتے ہیں۔ اگر ہم اتحاد کی اس زمرے میں بات کرتے ہیں کہ اس میں صرف اپنی جماعت کو پیش نظر رکھتے ہیں، باقی تمام فقہ سے

تعلق شدہ جماعتوں سے ترک تعلق کر کے، تو اس طرح تو ہم سب ایک دوسرے کی کاپی بن جائیں گے۔ اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہ تنوع ہی ہے جو معاشرے کی خوب صورتی کا باعث ہے، اور ہمیں یکسانیت سے بچائے رکھتا ہے۔ یہاں اتحاد سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ آپ کا تعلق کسی بھی فقہ سے ہو، بے شک آپ کی اسلامی سوچ یا طریقہ کار میں فرق ہو پھر بھی آپ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کو حاضر ہوں جب وہ مشکل میں ہو۔ یہ ہے اتحاد!!!

آپ مختلف سوچ کے ساتھ کام کر سکتے ہیں۔ آپ مختلف چیزیں کر سکتے ہیں کیونکہ امت مسلمہ کو آج ہر چیز کی ضرورت ہے۔ ہر زمانے میں ہم میں کچھ کی ضرورت رہی ہے اسی وجہ سے ہمیں اس خلا کو پر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اسی وجہ سی مختلف اپروچ کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ کچھ لوگ دعوت الی اللہ میں مصروف ہیں، کچھ اسلامی علم حاصل کرنے میں اور کچھ عبادات میں۔ لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ ہر کوئی ہو بہو دوسرے کی نقل نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے پاس مختلف قابلیتیں ہیں۔ کچھ لوگ بہترین عالم ہیں، اور کچھ بہترین امام۔ کچھ بہترین اساتذہ ہیں تو کچھ بہترین نصیحت کار۔ یاد رکھیں لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ عملی کام کرنے میں بہترین ہیں تو کچھ کے پاس بات کرنے اور اسے سمجھانے کی قابلیت ہوتی ہے اور روزانہ کی بنیادوں پر وہ یہ کام کر رہے ہوتے ہیں جس کی آج کے مسلمان کو ضرورت ہے۔ ہر کوئی اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کام کو سراہا جائے۔ تو اتحاد کا مطلب کیا ہوا؟ یہی کہ جب آپ کے بھائی کو مدد کی ضرورت ہو، وہ کسی مصیبت میں ہو تو آپ تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے، اس کی مدد کو آگے بڑھیں۔ چنانچہ آج ہمیں اس حدیث پر عمل کی ضرورت ہے جس کے مطابق امت وہ ہے کہ جب جسم کے کسی ایک حصے کو درد ہوتا ہے تو پورا جسم دکھنے لگتا ہے۔ آپ کو اس درد، اس اذیت کو محسوس کرنا ہے جس سے دنیا کے دوسرے حصوں میں آپ کے بہن اور بھائی دوچار ہیں۔

آپ کو فلسطین اور عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں فکر مند ہونا ہے۔ بے شک کشمیر آپ کا آبائی وطن نہیں لیکن وہاں کے حالات کی آپ کو خبر اور فکر ہونی چاہیے۔ اور اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ مسلم ممالک کے کچھ اندرونی مسائل بھی ہیں۔ کچھ حالت جنگ میں ہیں۔ کچھ کے سیاسی مسائل ہیں۔ لیکن اس سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے، کیونکہ یہ حکومتیں ہیں جن کے آپس میں مسائل چل رہے، لیکن بطور مسلمان قوم، وہاں رہنے والے مسلمان آپ کے بہن بھائی ہیں۔ یہ وہ نظریہ ہے جسے آپ نے اپنانا ہے۔ یہ وہ فکر ہے جو آپ کو امت مسلمہ کے متعلق رکھنی ہے۔ اور وہ جو دوسرے مسلمانوں کے بارے میں فکر مند نہیں، حقیقت میں ان سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

> اگر ایک مسلمان چاہے وہ مشرق، مغرب، شمال یا جنوب میں رہتا ہو، یا چاہے دنیا کے کسی بھی حصے میں، اس کا درد ایسا محسوس کرنا چاہیے جیسا کہ یہ آپ کے اپنے خاندان کے ساتھ ہو رہا ہو۔ اگر آپ کو صرف اپنی اور اپنے خاندان کی فکر ہے تو یقین جانیے! کچھ ہے جو بہت غلط ہے۔ تب پھر آپ حقیقی معنوں میں امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر کوئی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا تھا''۔ آپ قیامت کے روز انہی لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن سے دنیا میں محبت رکھتے تھے۔ اگر آپ کے دل میں کافروں کے لیے محبت تھی تو بروز قیامت کافروں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ یہ بہت سادہ سا اصول ہے۔ یہ اللہ کا انصاف ہے۔ کسی کے دل میں مسلمانوں کے لیے محبت موجزن تھی اسے مسلمانوں کا ساتھ نصیب ہوگا، اور وہ وہیں جائے گا جہاں وہ جائیں گے۔ اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی قیامت کے روز فرمائیں گے کہ ''آج بھی ان خداؤں کی پیروی میں چلو جن کو تم پوجا کرتے تھے''۔ تو جو لوگ صلیب کے پیروکار تھے، صلیب کے پیچھے چلیں گے۔ جو بتوں کے پجاری تھے، بتوں کی پیروی کریں گے۔ اللہ تعالی بتا رہے ہیں کہ تم نے دنیا میں میری عبادت نہیں کی تو مجھ سے اجر کی امید مت رکھو۔ اپنے جھوٹے خداؤں کے پاس جاؤ اور ان سے اجر مانگو۔ اور پھر تمام جھوٹے خداؤں کو ان کے پیروکاروں سمیت جہنم میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ خدا منصف ہے۔

آپ نے اللہ کے لیے کچھ کیا، اللہ آپ کو نوازے گا۔ لیکن اگر کسی اور کے لیے کچھ کیا جیسا کہ آج اللہ کے شریک بنا لیے گئے ہیں تو آپ جائیں اور اپنے جھوٹے خداؤں سے ہی اجر مانگیں۔ اور یقیناً اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

> ''مجاہد جب جہاد میں جانے کا عزم کر لیتا ہے تو اسی وقت گھر سے نکلنے سے پہلے ہی وہ ولی اللہ بن جاتا ہے اس لئے کہ محبوب کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کا عزم بدون ولایت نہیں ہو سکتا''
>
> حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالی

اسلامی تحریکوں کے لیے

(آخری قسط)

شیخ حامد کمال حفظہ اللہ

امت کا تصور بھلا قومی دھارے کے ساتھ کیسے چلے؟

چنانچہ یہ دردناک صورت حال بھی ابھی وہ ہے جو ایک ایسی قیادت تک کو درپیش رہتی ہے جو اسلام کے حوالے سے صرف ملکی یا مقامی سطح کا ایجنڈا رکھتی ہے۔اور وہ بھی ہو سکتا ہے دین کے کسی ایک یا چند پہلوؤں یا اسلام کے چند شعارات تک محدود ہو، کیونکہ یہاں مکمل تبدیلی کی تحریکیں تو ویسے ہی استثنائی صورت ہے۔اب اگر دین کے چند پہلوؤں پر مبنی کسی ملکی یا علاقائی سطح کے پروگرام کے ساتھ یہ حشر ہوتا ہے تو اسلام کے اس جامع تصور کے کسی حامل کے ساتھ کیا کیا کچھ حشر ہونے کی توقع نہیں جو سرے سے ان ملکوں، حکومتوں اور سرحدوں کو ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ مسلمانوں میں کھڑی کی جانے والی سب دیواروں کو نظر انداز کرتے ہوئے انکو ایک امت سے کم دیکھنا کسی صورت گوارا ہی نہیں کرتا۔اگر آپ ملکی سطح کے کام پر مجبوریوں کا رونا روتے ہیں تو ملی اور عالمی سطح کا ایجنڈا رکھنے پر آپ کو کیا کچھ جھیلنا پڑے گا!؟تب قومی دھارے کا ساتھ دینے کے لیے کیا کیا پاپڑ نہ بیلنے پڑیں گے۔بلکہ اسلام کی عالمی اور آفاقی سوچ رکھنے والے انسان کے ذہن میں تو قومی دھارے کا ساتھ دینے یا 'قومی سطح' کی جماعت ہونے کا خیال آنا ہی کس قدر مضحکہ خیز ہے!؟

اسی صورت حال کا نتیجہ ہے کہ ہر ملک کی 'قومی سطح' کی دینی قیادتیں جب امت کو درپیش کسی بھی مسئلے پر اظہار خیال فرماتی ہیں یا اس سلسلے میں کسی مہم پر روانہ ہوتی ہیں تو اپنی ملکی پالیسیوں سے آزاد نہیں ہوتیں۔بہت امکان ہے کہ وہ دل سے اس صورت حال کی قائل نہ ہوں مگر مجبوریاں انسان سے بہت کچھ کرواتی ہیں۔بیرون ملک معاملات کی بابت تو خاص طور پر ان کے لیے قومی ترجیحات سے باہر نکلنا انتہائی دشوار ہوتا ہے چلیے ایک لمحے کے لیے ہم اس صورت حال کو درست مان لیتے ہیں مگر کیا وہ یہ بھی شعور رکھتی ہیں کہ دوسرے ملکوں کی دینی قیادتیں بھی انہی کی طرح مجبوریاں رکھتی ہیں۔وہ بھی کسی 'ملک' میں رہتی ہیں۔وہاں بھی کوئی حکومت ہے، رائے عامہ، ملکی ترجیحات، قومی دھارا نام کی سب بلاؤں نے وہاں بھی پڑاؤ کر رکھا ہے۔۔وہ قیادتیں بھی اپنے ملک کے مسلمانوں کا مفاد اپنے انداز سے سوچتی ہوں گی۔اور اپنے مسائل کے بارے میں دوسروں سے زیادہ بہتر جاننے کا حق ان کو بھی چاہیے ہوگا۔

یہاں ہر ملک کی دینی قیادتیں یہ تقاضا رکھتی ہیں کہ دوسرے ملکوں کی دینی قیادتیں بھی انہی کے اجتہاد کی اتباع کریں جب کہ انکا یہ اپنا 'اجتہاد' بڑی حد تک اپنی قومی پالیسیوں کی 'تقلید' ہوتا ہے۔کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ دو مجبور ایک دوسرے کی مجبوری نہ سمجھ سکیں جب کہ یہ دونوں مسلمان ہوں۔مگر حقیقت تو اس سے بھی تلخ ہے۔ہماری اس 'مجبوری' میں باقاعدہ طور پر یہ بھی شامل ہے کہ اپنے اپنے ملک کے سوا کہیں بھی کسی مسلمان کی کوئی مجبوری نہ سمجھی جائے۔مجبوری وہی ہے جو اپنے ملک میں پائی جائے باہر بھلا کیا مجبوری ہو سکتی ہے!یوں بھی اگر مسلمان ایک دوسرے کی مجبوریاں سمجھنے لگے تو 'مجبوریاں' پیدا کرنے والوں کا آدھا مزا جاتا رہے گا۔

یہ پھندا ہر ملک میں لگایا جاتا ہے:

چنانچہ مصیبت صرف یہ نہیں کہ کسی ایک ملک کی کوئی رائے عامہ ہے۔اس کی پالیسیاں اور مفادات ہیں اور اس کی قومی ترجیحات ہیں جن کا لحاظ رکھنا اس کے شہریوں کا قومی فرض ہے بلکہ مصیبت یہ ہے کہ ایسی مصیبت ہر جگہ ہے۔ہر ملک کی رائے عامہ ہے ہر ملک کا قومی مفاد ہے۔ہر ملک کی اپنی پالیسیاں، اپنی قومی ترجیحات، اپنے قومی نصاب اور اپنا قومی میڈیا ہے۔اگر ایک ملک کی دینی قیادتوں کی یہ مجبوری تسلیم کرلی جائے تو لا محالہ یہ حق دوسرے ملکوں کی دینی قیادتوں کو بھی دینا پڑے گا۔حتیٰ کہ اس کا سلسلہ پھر صرف ۵۵ مسلم ملکوں پر ہی ختم نہ ہوگا جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں بلکہ غیر مسلم ملکوں میں مسلم اقلیتوں کو یہ رعایت کہیں زیادہ دینی پڑے گی۔

مگر یہ سب کچھ دے دلا کر بھی ابھی یہ مسئلہ حل کہاں ہوا ہے!؟اب اس رعایت کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر جگہ اسلام کی توجیہہ الگ ہو اور وہاں کے 'اسلامی قومی مفاد' کی پابند۔نتیجتاً ہر ملک میں اسلام کی نصرت اور سربلندی کا نقشہ اور ہوگا۔جگہ جگہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کی وفاداریاں نہ صرف تقسیم ہوں گی بلکہ وقفے وقفے سے تبدیل بھی ہوتی رہیں گی۔پرچمِ اسلام کو بے شمار رنگ اور ڈیزائن میسر آئیں گے۔گویا ہر شکل اور ہر رنگ میں اسلام ملے گا۔اپنے اپنے ملک کا ساتھ دینے والی مذہبی جماعتیں تکلف سے کام نہ لیں تو اس بات کا انکار کیسے کر سکتی ہیں یوں اگر اسلام کے بے شمار ایڈیشن نکل آنے لگے' اور واقعہ بھی یہی ہے کہ بہت سے عالمی اور علاقائی مسائل پر یہ ایڈیشن نکل بھی آتے رہے ہیں، جس کی کچھ مثالیں پیچھے گزر چکی ہیں' تو آپ کے پاس اس مسئلے کا کیا حل ہے؟کیا ایک ہی قرآن کے مختلف ملکوں میں مختلف تقاضے ہوں گے۔اور معاذ اللہ اسلام کو فتویٰ دینے سے پہلے دیکھنا ہوگا کہ وہ کس ملک میں ہے؟

اب یہاں ایک لمحے کے لیے رک جائیے اور ذرا غور سے سوچئے کہ مجبوریوں کے ساتھ چلتے ہوئے اب ہم جس نقطے پر پہنچ گئے ہیں یا مجبوریاں ہمیں جہاں تک کھینچ لائی ہیں' کیا استعمار کو اس کے سوا کچھ اور بھی چاہیے؟استعمار ہمیں آخر یہاں تک ہی تو لانا چاہتا ہے۔اس کے بعد تو ہمارا کام ویسے ہی ختم ہو جاتا ہے۔پھر تو جو کرنا ہے وہ ہمیں نہیں خود اسی کو کرنا ہے۔اتنی بھاگ دوڑ کرنے کے بعد ہاتھ کیا آیا ہے؟یہ تو دوڑ ختم کر کے سوچنے کی بات ہے۔مگر گول دائرے کی دوڑ ختم ہونی کب ہے؟

چنانچہ اس صورت حال میں اگر آپ اپنی ہی قومی مجبوریاں دیکھتے ہیں اور دوسروں کے لیے ان کے اپنے قومی حالات کی مجبوریاں دیکھنے کا یہی حق ضبط کر لیتے ہیں اور آپ کا خیال ہے

کہ دوسروں کو بھی آپ کے ہی ملک کے اخبارات اور آپ ہی کی رائے عامہ کا مطالعہ کرنا چاہئے اور آپ ہی کے قومی بھنور میں گھومنا چاہیے تو بھی اس 'حل' کی معقولیت اور افادیت محتاج بیان نہیں اور اگر آپ کھلے دل سے سبھی کو یہ حق دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ جو کہ عملاً 'بوجوہ' ممکن نہیں۔ تو بھی اسلام کا آپ نے کیا فائدہ کیا؟ بات صرف فائدے کی حد تک ہوتی تب بھی معاملہ اور ہوتا، اپنا اور دوسروں کا یہ حق تسلیم کر کے آپ نے اسلام کے پاس رہنے کیا دیا ہے؟

اپنی ملکی رائے عامہ اور قومی مسائل کو ترجیحی بنیاد پر توجہ دینے کا یہ اصول اگر آپ ہر جگہ کے لیے صحیح مان لیتے ہیں تو اس کا سلسلہ کہاں رک سکتا ہے، اس کا اندازہ آپ اس سے کر لیں کہ اس وقت امریکہ میں مقیم مسلمانوں کی تعداد بھی لاکھوں سے تجاوز کرنے والی ہے۔ یہ مسلمان پیچھے اپنے اپنے ممالک میں بے شمار مسلمانوں اور حتیٰ کہ دینی اداروں اور تنظیموں کا اقتصادی بوجھ اٹھانے میں موثر طور پر ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اب جہاں پر آپ کو رہنا ہے وہاں کے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ اگر دریا میں رہنے کے لیے مگرمچھ سے بیر رکھنا برا ہے تو ہر دریا کے اپنے مگرمچھ ہوتے ہیں۔ امریکہ کی بابت یہ کوئی الزامی سوال بھی نہیں۔ باہر سے آنے والے مسلمانوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی تعداد، وہاں کے اسلامی سنٹروں کی محنت کے نتیجے میں پہلے سے موجود مسلمانوں اور ان کے بچوں کی اسلام کی جانب بڑھتی ہوئی توجہ اور غیر مسلموں کے بڑی تعداد میں قبول اسلام کے پیش نظر وہاں Survive کرنے کا سوال بہت زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے۔

اگرچہ خلیج، چیچنیا اور فلسطین ایسے مسائل پر امریکی پالیسیوں کے خلاف آواز اٹھانے میں امریکی مسلمانوں کی کارکردگی ابھی تک بہت سے مسلم ملکوں کی ان مذہبی شخصیات کی نسبت کہیں بہتر اور قابل ستائش رہی ہے جو مسلمانوں کے عالمی اور علاقائی مسائل پر اپنے ملکی پالیسی سازوں کی طرف دیکھ کر بیان دیتی ہے یا آواز اٹھاتی ہیں اور اگرچہ امریکہ میں ایسی تنظیموں کی اس دلیری کی بھاری قیمت بھی ادا کرنی پڑتی رہی ہے۔ مگر پھر بھی یہ سوال روز بروز اٹھ رہا ہے کہ کم از کم جو مسائل عراق، چیچنیا، فلسطین یا کشمیر جتنے اہم نہیں ان پر ضد کر کے اپنا نقصان کرتے چلے جانے کی کب تک اور کہاں تک گنجائش ہے؟ آخر اس کی بجائے مسلمانوں کے مقامی مسائل پر امریکی انتظامیہ اور امریکی میڈیا سے نسبتاً زیادہ رعایت کیوں نہ لی جائے؟

پہلے اس دلدل سے نکل آیئے

خلاصہ یہ ہوا کہ جب آپ اس صورت حال کو پہنچ جاتے ہیں تو پھر معاملات بڑی صفائی سے اور خود بخود آپ کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور آپ کے حصے میں صرف بھاگ دوڑ آتی ہے۔ ہر ملک میں جاہلیت نے ایک دلدل بنا رکھی ہے۔ اسے آپ قومی دھارے کا نام دے لیں۔ قومی یا عوامی ذہن کو خطاب کرنے کی مجبوری سے تعبیر کر لیں، پالیسی سازوں کی توجہ لینے کی ضرورت کو سمجھ لیں، میڈیا کی پذیرائی ملی رہنے کی حاجت مان لیں یا ایسے 'مواقع' سمجھ لیں جو دینداروں کو کسی ملک میں کام کرنے کے لیے بظاہر دکھائے جاتے ہیں اور دراصل وہ ان کی توانائیوں کو راستہ دکھانے (Chanalize) کرنے بلکہ کنارے لگانے (Dump کرنے) کی ایک تدبیر ہوتی ہے۔ بہر حال آپ اسے کوئی بھی نام دے لیں اس دلدل میں جب آپ پاؤں رکھ لیتے ہیں تو آپ کی مجبوری پھر ہر کسی کو نظر آ جاتی ہے۔

جب یہ سامنے کی چیز ہے تو اس پر بحث کرنا پھر وقت کا ضیاع ہے۔ البتہ یہ دلدل ایسی ہے کہ آپ کو یہی لگتا ہے کہ آپ کا بس اگلا ہی قدم خشکی پر جا پڑے گا۔ اور کچھ ہی دیر بعد آپ اپنی مرضی اور آزادی سے چلنے لگیں گے جب کہ وہاں دلدل اور بھی گہری ہو جاتی ہے اس لیے جب تک آپ اسی دلدل میں آگے بڑھنے کا پروگرام رکھتے ہیں تب تک کوئی آپ کی مدد کرے بھی تو فضول ہے ایسی صورت میں آپ کی مجبوریاں سمجھنے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ آپ کی راہ کو بھی درست مان لیا جائے اور پوری امت کو بھی آپ ہی کے پیچھے چلے آنے کی دعوت دی جائے۔

اس دلدل کی جانب اپنا پہلا قدم اٹھانے کے ساتھ ہی دانستہ یا نادانستہ اس عمل میں کسی نہ کسی انداز سے شریک ہو جاتے ہیں جس کو ہم نے 'اسلام کی نیشنلائزیشن' سے تعبیر کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

اسلامی معاشرہ وہ نہیں ہے جو ''مسلمان'' نام کے انسانوں پر مشتمل ہو، مگر اسلامی شریعت کو وہاں کوئی قانونی پوزیشن حاصل نہ ہو۔ ایسے معاشرے میں اگر نماز، روزے اور حج کا اہتمام بھی موجود ہو، تو بھی وہ اسلامی معاشرہ نہیں ہو گا، بلکہ وہ ایک ایسا معاشرہ ہے جو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور فیصلوں سے آزاد ہو کر اپنے مطالبۂ نفس کے تحت اسلام کا ایک جدید ایڈیشن تیار کر لیتا ہے، اور اسے بر سبیل مثال ''ترقی پسند اسلام'' کے نام سے موسوم کرتا ہے!!!

سید قطب شہید رحمہ اللہ

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سروپا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین (ادارہ)

ایک عقیدہ جو پر امن راستے پہ یقین رکھتا ہے:

گزشتہ سے پیوستہ

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اپنے بیان Liberation from the circle of failure and futility میں فرماتے ہیں:

"لوگ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ناکامیوں کے اس گھن چکر سے اگر نکلنا ہے تو پھر اس کا متبادل کیا ہے؟ وہ متبادل راستہ تو ایک ہی ہے اور وہ وہی راستہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کا راستہ ہے یعنی کہ دعوت وجہاد"۔

اور پھر وہ اپنے بیان To our people of abode of revelation and cradle of islam میں وہ سعودی عرب کو لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"اپنے اصلی ہیروز کے نقش قدم پہ چلو، اسامہ بن لادن، انور العولاقی، عبداللہ الرشود، یوسف العییری، کمانڈر خطاب، اللہ ان کے حال پہ رحم فرمائے، ان کے راستے پہ چلو"۔

عبداللہ الرشود اور یوسف الیویری دونوں سعودی عرب میں تنظیم قاعدۃ الجہاد کے سینئر امرا تھے اور دونوں شہید ہو چکے ہیں۔ تو کیا عبداللہ ارشور اور یوسف الیویری ان لوگوں میں سے تھے جو سرزمین حجاز میں پر امن جدجہد کرنے والوں میں سے تھے یا انہوں نے مسلح جدوجہد کی؟ السحاب میڈیا کو دیے گئے ساتویں انٹرویو میں ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ سے سوال پوچھا گیا:

"میں آپ سے سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ پر امن تحاریک کس طرح اثر انداز ہو سکتی ہیں؟ میں آپ سے اس بات کا بھی جواب چاہتا ہوں کہ سیکیولرازم اور ملکی افواج کے خلاف عوامی تحاریک کتنی پر اثر ہیں اور یہ راستہ انکو کسی قسم کے نتیجے تک لے جا سکتا ہے کیا؟"

شیخ حفظہ اللہ الظواہری نے جواب دیا:

"پہلے میں آپ کو ایک اصولی نقطہ بتاتا ہوں. مظلوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی جان، مال، عزت اور مذہب پہ ہونے والے ظلم پہ مزاحمت کرے اور ہر اس طریقے سے کرے جس سے وہ ظلم ختم ہو جائے چاہے یہ آواز اٹھانے سے یا احتجاج سے یا ہتھیار اٹھانے سے ہو۔ یہ ایک اصولی نقطہ ہے۔ ظالم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مظلوم کو بتائے کہ وہ کس طریقے سے ظالم کے خلاف جدوجہد کرے۔ مظلوم اپنے پہ جاری ظلم کے خلاف کوئی بھی جائز طریقہ اپنا سکتا ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ظلم و ناانصافی کے خلاف اٹھائے گئے جائز اقدامات کی مخالفت کرے۔ امریکہ و مغرب کی یہ کوشش ہے کہ یہ کوشش ہے کہ وہ امت مسلمہ کی ان خلاف محاذ آرائی کو صرف پر امن جدوجہد تک محدود کرنا چاہتے ہیں"

The situation between pain and hope, page 16

"میں کہتا ہوں، اگر وہ جہاد چھوڑ کر پر امن راستہ اختیار کر چکے ہیں تو وہ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہتھیار اٹھانا بھی مسئلے کا ایک حل ہے؟ یوں تو ان کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ امریکہ اور صرف اور صرف پر امن حل پہ اتفاق کر چکے ہیں"۔

اسی انٹرویو میں ان سے یہ سوال پوچھا گیا:

"لیکن اس کے ساتھ مزاحمتی تحاریک اور جہادی عملیات بھی جاری ہیں، آپ کو ان کے متعلق کیا مؤقف ہے؟"

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے جواب دیا:

"ہم صیہونیت کے خلاف، امریکی مفادات، اندرونی مجرمین اور امریکی غلام افواج جو ان کی سرحدات کی حفاظت کر رہی ہیں ان کے خلاف ہر جہادی عمل کے لیے دعا گو ہیں"۔

اس لیے اگر عدنانی کا الزام درست ہوتا تو شیخ الظواہری اپنے پیغام میں جہاد و ہتھیار کی بجائے پر امن جدوجہد کہ تلقین کرتے، لیکن الزام سرے سے ہی غلط ہے۔ ان کا بیان Lessons on the past and hopes for the future جو کہ السحاب میڈیا نے جاری کیا اس کے آخر میں مصری انصار بیت المقدس کی مصری اقتدار کے خلاف جہادی کاروائی دکھائی گئی ہے۔ تو شیخ کا وہ پر امن منہج کہاں ہے جس کا الزام لگایا گیا ہے؟ در حقیقت القاعدہ فی الاسلامک مغرب کے راہنما شیخ ابو مصعب عبدالوہاب نے اپنے بیان Congratulating the victory of descendents of Umar al Khattab میں لیبیا میں انقلاب کہ حمایت کی تھی کیونکہ وہ پر امن انقلاب نہیں بلکہ مسلح انقلاب تھا، تو عدنانی اگر الزام لگاتا ہے کہ القاعدہ جہاد و قتال چھوڑ چکی ہے اور پر امن منہج اختیار کر چکی ہے تو پھر جہاد و قتال کی حمایت کیوں کی جارہی ہے؟

کیا پر امن جدوجہد کی صرف حمایت کرنا گمراہی کی علامت ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا ہر وہ شخص جو پر امن احتجاج مظاہروں کی حمایت کرتا ہے کیا وہ گمراہ ہو چکا

ہے ؟ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو اس اصول کے تحت ہم نیچے جن اشخاص کے اقوال لکھنے لگے ہیں وہ سب بھی گمراہ ہوئے ہونگے ! شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ جن کا آخری بیان درج ذیل عنوان Speech of the martyr of Islam میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر ایک جگہ فرماتے ہیں :

''اے امت مسلمہ ! میں اور آپ اس عظیم تاریخی واقعے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، مسلمہ امت بہت لمبے عرصے سے اس فتح کی امید لگائے بیٹھی تھی جس کی خوش خبریاں مشرق سے آ رہی تھیں لیکن انقلاب کا سورج مغرب سے طلوع ہوا اور تیونس کے انقلاب کو تابندہ کر گیا۔ لوگوں نے اسے قبول کیا اور لوگوں کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے، حکمرانوں کے گلے خشک اٹھے، اور یہودی اس منظر نامے کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے۔ ظالم کے خاتمے کے بعد ذلت، غلامی، ڈر اور خوف کی فضا ختم ہو گئی اور آزادی، عزت، حوصلہ اور جرات کی سوچ پیدا ہوئی۔ تبدیلی کی ہوا آزادی کا پیام لے کر آئی۔ تیونس سب سے بازی لے گیا اور اس کے فوری بعد آزادی کی شمع کو کنعان (مصر) کے شہسواروں نے تیونس کے آزاد باشندوں سے تھام کر تحریر سکوائر میں لے آئے اور اس طرح ایک عظیم انقلاب اگلے باب میں داخل ہوا''۔

یہ واضح اشارہ ہے کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ بھی پر امن جدوجہد کی اثر پذیری پر یقین کرنے والوں میں سے تھے بلکہ انہوں نے اسے ''ایک عظیم تاریخی واقعہ'' اور ''عظیم انقلاب'' قرار دیا۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ داعش خود کچھ ممالک میں پر امن ذرائع استعمال کرنے اور عوامی مظاہروں کی حمایت کرتی رہی ہے۔ اور خود داعش خود تین مختلف مواقعوں پہ ان پر امن ذرائع کے استعمال کو برائی کو روکنا قرار دے چکی ہے۔

ا۔ سب سے پہلے داعش نے عراق میں اہل سنت عوام کی جانب سے اپنے مطالبات منوانے کے لیے پر امن احتجاجات اور دھرنوں کے موقع پہ ایک رسمی بیان Statement regarding the third wave of revenge attacks of the free people of Ahlu Sunnah کے نام سے جاری کیا۔ اور اس رسمی بیان میں ان احتجاجی مظاہروں پہ داعش نے یہ موقف اختیار کیا ہے :

''ہم ان غیرت مند مسلمانوں کو سلام پیش کرتے ہیں جو بلا مفاد و بے غرض ہو کر اس دین اور اس کی حرمت کے لیے باہر نکلے ہیں، جو قید میں موجود مسلمان بہنوں کی حمایت کے لیے باہر نکلے ہیں اور اُن بدمعاش گروہوں کی جانب سے اہل سنت پہ مظالم کے خلاف مزاحم ہیں، وہ بدمعاش گروہ جن کو صلیب کی پشت پناہی حاصل ہے اور جن کی رگوں میں گندی صفوی سازش کا زہر سرائیت کر چکا ہے۔ اور ہمارا ان کے لیے پیغام ہے 'سنو اے اہل سنت لوگو، تمہارے مجاہدین بیٹے اللہ کے فضل و کرم سے تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اور جہاں کہیں بھی تم اس دین کی حمایت اور اپنے بھائیوں پہ ہونے والے مظالم کے لیے نکلو گے وہاں تم مجاہدین کو اپنے ساتھ پاؤ گے اور تم کو شیطان کے ان پیروکاروں سے خبر دار کرتے ہیں جو یہ افواہیں پھیلا رہے ہیں کہ مجاہدین اِن ہڑتالوں اور مظاہروں کے خلاف ہیں، یہ بلکل ایک جھوٹ اور خود ساختہ کہانی ہے جو کہ صاحب بصیرت مومنین کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ ہم دوبارہ تم سے کہتے ہیں اور تمہیں یاد دہانی کرواتے ہیں اپنے مقاصد کو صرف اللہ ہی کے لیے وقف رکھو اور اپنی صفوں کو ان غداروں اور چوروں سے پاک رکھو جو شروع ہی سے تمہاری کوششوں سے اپنے فائدے اٹھاتے رہے ہیں، جو تمہارے حقوق سلب کیے جانے اور مالکی اور اس کے مجرم فرقہ وارانہ اقتدار سے چند معمولی عہدوں اور سہولتوں کے بدلے میں تمہیں ایرانی صفوی سازشوں کے آگے بیچ دینے کی ایک وجہ ہیں۔ اے لوگو ! یاد رکھنا کہ اللہ جس کسی کو غداری کی گندگی میں پھینک دے اور وہ اپنا دین و حرمت بیچ دے، تمہیں مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ دے، تمہارے حقوق سلب کیے جانے کی وجہ بن جائے تو ایسا شخص کبھی بھی تمہاری کھوئی ہوئی عظمت، سلب کیے ہوئے حقوق اور حرمت واپس لانے کا باعث نہیں بن سکتا''۔

داعش کے اس رسمی بیان سے ہم تین باتیں واضح دیکھ سکتے ہیں

الف۔ اس میں پر امن جدوجہد چھوڑ دینے کے منہج کی کوئی بات نہیں کی گئی جیسا کہ ابو محمد عدنانی کا دعویٰ ہے۔

ب۔ اس میں یہ بھی نہیں کہا گیا کہ ہم پر امن احتجاجات کے خلاف ہیں (بلکہ پر امن جدوجہد کی حمایت کی گئی)۔ لیکن اوپر عدنانی صاحب نے جو دعویٰ کیا وہ اس بالکل بر عکس ہے۔

ج۔ اس بیان کے مطابق عدنانی صاحب شیطان کے چیلے ہیں کیونکہ خود ان کی جماعت کا موقف ہے کہ جو ایسی افواہیں پھیلاتا ہے وہ شیطان کا چیلا ہے[3] !

۲۔ جہادی میڈیا کے کچھ اعلی عہدے داروں اور ''دولۃ الاسلامیہ فی العراق'' کے ایک رہنما ابو عبیدہ العراقی کے درمیان ایک انٹرویو منعقد کیا گیا۔ اور یہ انٹرویو ''دولۃ الاسلامی فی العراق'' کے رسمی میڈیا چینل الفرقان اور جہادی میڈیا کے اعلیٰ عہدیداروں کے باہمی

---

3 نوٹ :۔ داعش کے کچھ حامی اس بات سے انکار کرنے کے لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بیان دولۃ الاسلامی نامی گروہ کا اپنا بیان نہیں یا یہ جھوٹ ہے وغیرہ... لیکن یہ بالکل دولۃ الاسلامیہ کا اپنا رسمی بیان ہے اور ''شموخ فورم'' Shumoukh Forum پر Statements of the State Islamic کے سیکشن میں اب بھی موجود ہے اور اس کو الفجر میڈیا سینٹر نے جاری کیا تھا، اس کو ''مرسل الشموخ'' نے بھی جاری کیا تھا جو کہ صرف رسمی بیانات ہی جاری کرتے ہیں۔

اشتراک سے کیا گیا، اس انٹرویو میں ابوعبیدہ العراقی انقلاب کے بارے میں کہتے ہیں:

''اور یہ بالکل نہ سمجھا جائے کہ انقلابات کو بالکل برا بھلا بولنا درست ہے اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد کو مکمل چھوڑ دینا چاہیے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے، کیونکہ اگر کسی چیز کو مکمل طور پہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تو اسے مکمل طور پہ چھوڑا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ ہم ابھی تک ان طواغیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور ان کے خلاف ہر جائز راستہ اختیار کرنے کی آواز بلند کر رہے ہیں۔ اور ہم اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کی ایک اعلیٰ مثال خیال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ بہت سے وہ طریقے جو اصل میں پرامن جدجہد کہلاتے ہیں وہ برائی کو روکنے (نہی عن المنکر) کے زمرے میں آتے ہیں جس کا معیار طاقت اور اہلیت کے مطابق بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے 'اگر تم میں سے کوئی برائی کو ہوتا دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اپنی زبان سے روکے، اگر زبان سے بھی ممکن نہیں تو پھر اسے دل میں برا جانے، اور درجہ ایمان کا آخری درجہ ہے''۔

ہم دولۃ الاسلامیہ فی العراق کے رہنما کے بیان میں درج ذیل باتیں دیکھتے ہیں:

الف: ان انقلابات اور ان سے حاصل شدہ فوائد کو مکمل طور پہ چھوڑا نہیں جا سکتا جیسا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے (عدنانی جیسوں کا)

ب: پرامن جدوجہد نہی عن المنکر کے زمرے میں آتی ہو جو کہ اسلامی لحاظ سے مکمل طور پہ جائز ہے۔

ج: تیسری بات جو ''صلیل الصوارم'' نامی نشرواشاعت کے سلسلے کے پہلے حصے ''تلواروں کی جھنکار'' میں شائع ہوئی اور جس کو پہلی بار الفرقان میڈیا کے پلیٹ فارم نے جاری کیا، اس میں ایک چھوٹا سا ویڈیو کلپ ہے جس میں ''دولۃ الاسلامیہ'' گروپ کا ایک سپاہی کہہ رہا ہے کہ پہلے تیونس میں اسلام نہیں تھا، پھر انہوں نے اللہ کے فضل سے بغاوت کی اب وہی لوگ مظاہرے کر رہے ہیں جن میں اسلام کے جھنڈے بلند کر کے نعرے لگا رہے ہیں کہ اسلامی شریعت اور قانون نافذ ہونا چاہیے، اسی شمارے میں ایک تصویر شائع ہوئی جس کے نیچے لکھا ہے: ''تیونس اپنے رب کی شریعت کی حمایت کرتے ہوئے''۔

ہم اب اس بیان میں ان نقاط پہ روشنی ڈالتے ہیں: اس سپاہی کا بیان کہ ''انہوں نے اللہ کے حکم سے بغاوت کی'' اور اگر وہ کوئی شیطانی یا ناپسندیدہ چیز ہے، جیسے عدنانی کہتا ہے، تو پھر کیوں اس سپاہی نے ویڈیو میں کہا کہ جو ہوا وہ اللہ کے فضل سے ہے؟۔ اور جہاں تک ''تیونس اللہ کی شریعت کا حامی ہے'' کی بات ہے تو اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شریعت کی حمایت میں مظاہرے کرنا بھی شریعت الٰہی کی حمایت میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ، داعش کے بڑے علمی رہنما ترکی بن علی نے امریکی سفارت خانے کے سامنے ایک دھرنے میں تقریر کی تھی جو کہ انٹرنیٹ پر ''ابوسفیان السلیمی امریکی ایمبیسی کے سامنے دھرنے میں'' کے عنوان سے موجود ہے، پھر انہوں نے ایک سے زائد بار جیل میں مقید قیدیوں کے لیے پرامن دھرنے دیے۔

حقیقت میں تو مجلس شوریٰ اکناف بیت المقدس جس کی ایک بڑی اکثریت داعش کی حامی ہو چکی ہے وہ داعش ہی کے اصول کے مطابق گمراہ ہو چکی ہے۔ انہوں نے ایک آفیشل آرٹیکل جاری کیا جو کہ ابن تیمیہ سینٹر نے پھیلایا جس میں لکھا تھا کہ

''سلفی جہادی جو غزہ میں ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس ملک اور اس کے ہمسایہ ممالک کی صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کو اکسائیں اور ان کو سلفیت کے غلبے و پھیلاؤ کے لیے دھرنے اور مارچ کرنے دیں، ان کو رہ نمائی فراہم کریں، ان کی راہ متعین کریں تاکہ حماس 'یہود کے لیے جو کر رہی ہے اسے روکا جا سکے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تمام بھائی ہر تکلیف و نقصان پہ صبر کریں اور اللہ سے انعام کی امید رکھیں، اپنے کاموں میں جتے رہیں اور ہر قسم کے میڈیا سے رابطہ رکھیں تاکہ ہماری آواز جو حماس نے دبائی ہے وہ دنیا تک پہنچے اور جو ظلم ہم مسلمانوں کے خلاف ہو رہا ہے وہ ختم ہو''

Guidlines for the methodology of Salafi Jihadi in the environs of Baitul Maqdis, page 5

شیخ ناصر الفہد جن کے بارے میں داعش کے حامی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ داعش سے بیعت ہو چکے ہیں اور اس بات پہ داعشی بہت خوشیاں مناتے رہے انہوں نے عرب ممالک میں پرامن احتجاج کرنے والوں کی مخالفت کرنے والوں کا رد کیا اور انہوں نے پرامن احتجاج کی مخالفت کرنے والوں کے دلائل کا جواب دیا، انہوں نے کہا:

''یہ کہنا کہ پرامن احتجاج برائی کی طرف لے جائے گا، بالکل غلط ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سی جگہوں پر پرامن احتجاج ہو رہے ہیں اور اس سے کوئی برائی نہیں پھیلی۔ بلکہ اس سے بہت اچھے کام ہوئے ہیں جیسا کہ مصر کے طاغوت حسنی مبارک کو ہٹایا جانا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ حسنی مبارک کے اقتدار کے بعد اسلامی حکومت نہیں آئی لیکن ظلم و زیادتی میں کمی واقع ہوئی اور عدل وانصاف زیادہ ہوا جو کہ حسنی کے اقتدار میں نہ تھا (ان کا اشارہ محمد مرسی کی حکومت کی طرف تھا)''۔

تو بظاہر شیخ ناصر الفہد نے بھی پرامن احتجاج کے راستے جو جائز قرار دے دیا۔ اب اگر داعش اپنے پرانے بیانات سے اپنا عقیدہ تبدیل کر چکی ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ داعش جس وقت پرامن نظریے کو درست سمجھتی تھی تب درج ذیل چیزوں کا شکار تھی... کیا داعش آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم اور عفو کے درجے پہ تھی؟ (معاذ اللہ)۔

(بقیہ صفحہ ۶۹ پر)

عقیدہ فرقہ ناجیہ

(قسط سوم)

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ

فرشتے:

☆ہم خدا کے فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ فرشتے خدا کے مقرب بندے ہیں؛ وہ اس کے آگے بات میں پہل نہیں کرتے اور اس کی حیثیت سے لرزاں رہتے ہیں؛ وہ شب و روز اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، ذرا دم نہیں لیتے۔

☆ہم فرشتوں سے محبت و دوستی رکھتے ہیں کیوں کہ وہ خدا کے لشکر ہیں اور اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ جو لوگ فرشتوں سے بغض و نفرت کا اظہار کرتے ہیں، ہم ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔

☆فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے؛ ان میں جبرئیل (روح الامین)، میکائیل اور اسرافیل (جن کے ذمہ صور پھونکنا ہے) شامل ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت ہیں، مثلاً: عرش اٹھانے والے، ملک الموت (موت کا فرشتہ)، منکر نکیر، مالک (داروغۂ جہنم) رضوان (دربانِ جنت)، ملک الجبال (پہاڑوں کا فرشتہ) اور الکرام الکاتبین؛ ان کے علاوہ بھی لاتعداد ہیں جنھیں خدا کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

☆ صحیحین میں واقعہ معراج کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آسمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے 'بیت المعمور' لایا گیا جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور جو ایک مرتبہ نماز پڑھ کر وہاں سے نکلتا ہے، دوبارہ کبھی واپس نہیں آتا۔

☆ صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ، وَّ خُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ، وَّخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ (حدیث: ۵۳۱۴)

"فرشتے نور سے پیدا کیے گئے؛ جنوں کی تخلیق شعلہ آتش سے ہوئی اور آدم علیہ السلام کی پیدائش اس چیز سے ہوئی جو تمہیں بتادی گئی، یعنی مٹی۔"

☆ کبھی کبھار خدا کے حکم سے فرشتہ انسانی روپ بھی دھار لیتا ہے جیسا کہ قصۂ مریم علیہا السلام میں مذکور ہے؛ اسی طرح حدیث جبریل میں ہے کہ جنابِ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

☆رہی فرشتوں کی حقیقی شکل وصورت، تو اس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ "وہ فرشتوں کو پیغام رساں بناتا ہے جن کے دو دو، تین تین اور چار چار پر ہوتے ہیں؛ وہ خلق میں جو چاہے اضافہ کر دیتا ہے؛ بلا شبہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔" احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تو ان کے چھے سو (۶۰۰) پر تھے جنھوں نے افق کو ڈھانپ رکھا تھا۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات و فوائد:

☆فرشتوں پر ایمان سے قلب و ذہن پر رب ذوالجلال کی تعظیم کے نقوش ثبت ہوتے ہیں کہ مخلوق کی عظمت، خالق کی بڑائی پر دلالت کناں ہے۔

☆انسان خدا کے ان فرشتوں سے حیا کرتا ہے جو ہمہ وقت اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

☆ ایمان بالملائکہ ایسے مومن کے لیے استقامت و شجاعت کا باعث ہے جو حالت غربت میں ہے؛ وہ قلتِ انصار واعوان کی بنا پر اپنے آپ کو مصائب میں گھرا ہوا محسوس نہیں کرتا کیوں کہ یہ امر ہمیشہ اس کی نگاہ میں رہتا ہے کہ خدا کے مقرر کردہ محافظ اس کے ساتھ ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللهَ يُحِبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْأَرْضِ (حدیث: ۲۹۷۰)

"اللہ رب العزت جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ فلاں سے خدا کو محبت ہے، پس تو بھی اُس سے محبت کر! تو جبرئیل اُس سے محبت کرتے ہیں؛ پھر جبرئیل اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ بے شک فلاں شخص سے خداوند کریم محبت فرماتا ہے تو تم بھی اُس سے محبت کرو؛ پس آسمان میں بسنے والے اُس سے محبت کرتے ہیں اور زمین کے باشندوں کے ہاں اُسے مقبولیت عطا کر دی جاتی ہے۔"

پس ایک مومن پر لازم ہے کہ وہ اُس شخص کے لیے محبت و ولایت کے جذبات رکھے جسے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور اہلِ ایمان کی ولایت و محبت حاصل ہے؛ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں سے بغض و عداوت اور برأت کا اظہار کرے جن سے خداوندِ عالم، ملائکہ اور اربابِ ایمان نفرت کرتے ہیں؛ اس لیے کہ یہ ایمان کی سب سے مضبوط و پختہ کڑی ہے!

آسمانی کتابیں:

☆اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر جو کتابیں نازل کی ہیں، ہم ان سب پر اجمالی ایمان رکھتے ہیں اور جن کتابوں کا اس نے نام لیا ہے، مثلاً: تورات، انجیل، زبور، ان پر ہمارا تفصیلی ایمان ہے۔

☆ہمارا ایمان ہے کہ قرآنِ عظیم خدا کی آخری کتاب ہے؛ یہ حقیقی طور پر پروردگارِ عالم کا کلام ہے جسے لے کر روح الامین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے میں شامل ہو جائیں؛ قرآنِ حکیم تمام کتبِ سماویہ کا محافظ و نگہبان ہے۔

☆قرآن شریف اللہ عزوجل کی جانب سے نازل شدہ ہے؛ یہ مخلوق نہیں ہے اور نہ ہی مخلوق کا کوئی کلام اس کی برابری کر سکتا ہے؛ جو شخص یہ کہتا ہے:

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (المدثر: ۲۵)

''یہ تو ایک انسانی کلام ہے۔''

وہ کفر کا مرتکب ہے اور اگر اس سے رجوع کر کے تائب نہیں ہوتا تو اس پر خدا کی یہ وعید صادق آئے گی:

سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ (المدثر: ۲۶)

''عن قریب میں اسے دوزخ میں جھونک دوں گا۔''

☆ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اُس طرح گفت گو کی، جس طرح گفت گو کی جاتی ہے۔

☆ہمارا ایمان ہے کہ رب کریم نے اپنی کتاب کو ہر قسم کے تبدل و تغیر سے محفوظ رکھا ہے؛ فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۹)

''یہ ذکر ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

☆ہم اِس حقیقت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِنذار و تنبیہ کو قرآنِ حکیم سے مربوط کیا ہے، چنانچہ فرمایا:

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (الانعام: ۱۹)

''یہ قرآن میری طرف بہ ذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمھیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔''

☆ہم اِس امر پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ کتابِ خداوندی ہی وہ پختہ سہارا اور مضبوط رسی ہے جسے تھامنے والا نجات سے بہرہ مند ہوتا ہے اور جو اِس سے اعراض کرتا، اِسے ترک کرتا اور پس پشت ڈالتا ہے، وہ راہِ ہلاکت پر گامزن ہو جاتا ہے؛ اُس کے قدم راہِ راست سے پھسل جاتے ہیں اور وہ کھلی گمراہی میں جا پڑتا ہے۔

ایمان بالکتب کے ثمرات و فوائد:

☆کتبِ سماویہ پر ایمان کی بدولت دل میں خدا کی کتاب کو مضبوطی سے تھامنے کا داعیہ کروٹ لیتا ہے؛ اِس کے احکام و اوامر کی تعظیم قلب و ذہن میں گھر کرتی ہے اور اس پر عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے؛ نیز انسان اِس کے ایک حصے کو دوسرے سے ٹکرانے کے درپے نہیں ہوتا۔

☆اِسی کا اثر ہے کہ انسان پختہ کار اربابِ علم کے طریقِ کار پر چلتے ہوئے قرآن کی متشابہ آیات پر ایمان لاتا ہے اور انھیں محکم آیات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ تعبیر زیادہ مناسب نہیں ہے؛ اِس لیے کہ انذار اور تنبیہ قرآن کے علاوہ مثلاً سنت وغیرہ سے بھی ہوتی ہے۔ مصنف محترم نے اپنے موقف کے حق میں جو آیت پیش کی ہے، اُس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انذار محض قرآن ہی سے ہو سکتا ہے۔ (طرطوسی)

انبیا و رسل علیہم السلام:

☆ہم خداوند عالم کے ان تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں جن کی خبر خدا نے اپنی کتاب میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کے ذریعہ دی ہے، خواہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے احوال بتائے ہیں یا نہیں؛ ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق روا نہیں رکھتے۔

☆تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی اصل و اساس ایک ہی ہے جیسا کہ درج ذیل قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل: ۳۶)

''اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول اس دعوت کے ساتھ بھیجا کہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو''۔

نیز فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء: ۲۵)

''اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھی بھیجے، اُن کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔''

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء: ۱۶۵)

''اللہ نے رسولوں کو خوش خبری دینے والے اور ہوشیار کرنے والے بنا کر بھیجا تاکہ ان رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے''۔

نیز فرمایا:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا (الاسراء: ۱۵)

''اور ہم عذاب دینے والے نہیں تھے، جب تک کسی رسول کو نہ بھیج لیں۔''

نیز فرمایا:

كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ۔ قَالُوْا بَلٰی (الملک: ۸،۹)

''جب جب کوئی بھیڑ اس میں جھونکی جائے گی، اس کے داروغے ان سے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بے شک آیا تھا''۔

☆پیغمبروں کے ذمہ ہدایت دلالت وارشاد ہے، یعنی صراط مستقیم کی جانب رہ نمائی کر دی جائے؛ رہا دلوں کو راہ ہدایت پر گام زن کرنا، تو یہ ان کے اختیار میں نہیں کہ دل رحمٰن کی انگلیوں میں ہیں؛ وہ جیسے چاہتا ہے، انھیں پلٹتا ہے۔ اس نکتہ روشن تر کی وضاحت یہ ہے کہ ہدایت دو قسموں پر ہے:

ہدایتِ دلالت

☆ایک، ہدایتِ دلالت و ارشاد؛ یہ انبیا و رسل علیہم السلام اور داعیانِ دین کے بس میں ہے؛خداوندِ عالم فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهۡدِيۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ(الشوریٰ: ۵۲)

''اور بے شک تم ایک سیدھی راہ کی طرف رہ نمائی کر رہے ہو۔''

ہدایتِ توفیق

☆دوسری قسم، ہدایت توفیق و تسدید ہے؛ جس کے معنی یہ ہیں کہ طالب ہدایت کو جادۂ حق پر چلنے کی توفیق عطا کی جائے؛اِس پر خدا کے سوا کسی کو قدرت حاصل نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ(القصص: ۵۶)

''تم جن کو چاہو، ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے''۔

نیز فرمایا:

لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ. (البقرۃ: ۲۷۲)

''ان کو ہدایت دینا تمہارے ذمہ نہیں ہے''

ہدایت کی یہ قسم خداوندِ کریم کے خصوصی فضل اور عدل کا مظہر ہے اور وہ اُسی شخص کو اِس سے بہرہ مند کرتا ہے جس کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ حق کا طالب اور اِسے قبول کرنے کا خواہش مند ہے؛اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا(العنکبوت: ۶۹)

''اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں جھیل رہے ہیں، ہم ان پر اپنی راہیں ضرور کھولیں گے۔''

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

وَمَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَه(السلسلۃ الصحیحۃ: ۳۴۲)

''جو شخص خیر کے لیے کوشش کرتا ہے، اسے خیر عطا کر دی جاتی ہے۔''

رہی ہدایت کی پہلی قسم، تو یہ رب کریم کا عدل اور اس کی رحمت ہے کہ اس کی فیض رسانی تمام مخلوق کے لیے عام ہے۔

☆ہم انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات پر ایمان رکھتے، اُن کے حقوق کی پاس داری کرتے اور اُن کا ادب و احترام بجالاتے ہیں؛ ہم کسی شخص کو اُن پر فضیلت نہیں دیتے، خواہ وہ زمانے کا ولی ہو یا وقت کا امام!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: منہج سے منحرف کون ہوا؟!

کیا اس وقت انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا تھا اور اپنی خواہشات پہ چلتے تھے؟ کیا اس وقت ان کی دعوت گندگی کی دعوت تھی؟ کیا اس وقت انہوں نے دشمن کی اطاعت کی فقہ اپنا لی تھی اور اس کی تعریف کیا کرتے؟ عدنانی نے جو بھی الزامات لگائے اس وقت ان کا شکار خود داعش تھی؟ اور کیا یہی اصول شیخ اسامہ بن لادنؒ، شیخ ناصر الفہد، ترکی بن علی اور ان داعش کے حامیوں پہ لاگو ہوتا ہے جو خود پرامن احتجاجی مظاہروں کی راہ پر چلے یا اس کی حمایت کی؟ اس بحث سے ہم آخر میں دو نتائج اخذ کرتے ہیں... عدنانی کا اگر یہ مطلب ہے کہ القاعدہ جہاد و قتال کا منہج چھوڑ کر ایک پرامن جدوجہد کا منہج اختیار کر چکی ہے تو پھر عدنانی ایک جھوٹا شخص ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ پرامن ذرائع پر یقین رکھنا گمراہی کی علامت ہے تو پھر وہ تمام لوگ جن کا اوپر ذکر کیا گیا وہ بھی داعش کے اصول سے گمراہ ہیں جس میں ان کا اپنا بنیادی گروپ بھی شامل ہے۔ یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ عدنانی نے اسی روانی میں یہ الزام بھی لگایا کہ القاعدہ کے نئے منہج میں جہاد کا لفظ استعمال کرنا بھی ممنوع ہے اور اس کی جگہ انقلاب، شہرت، لڑائی، بغاوت اور جمہوریت وغیرہ کے لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ اگر وہ واقعی 'جہاد' کے لفظ سے دستبردار ہو گئے ہیں تو پھر وہ اپنی تنظیم کے نام سے جہاد کا لفظ کیوں نہیں نکال دیتے کیونکہ تنظیم کا مکمل نام ''جماعت قاعدۃ الجہاد'' ہے! نام سے ظاہر ہے کہ جہاد کا لفظ موجود ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جہاد کے لفظ سے دستبردار ہو جائیں لیکن وہ لفظ ان کے نام ان کی پہچان میں شامل رہے؟ اب ہم ان الفاظ اور جہاد کے تذکرے کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اپنے بیان Faith defeats arrogance میں 'جہاد' کا لفظ ۲۰ بار استعمال کیا ہے جب کہ 'انقلاب' کا لفظ صرف بار استعمال ہوا۔ اپنے بیان Liberation from the circle of futility and failure میں شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے 'جہاد' کا لفظ ۲۱ بار استعمال کیا اور 'انقلاب' کا لفظ ۶ بار استعمال کیا۔ پھر اپنے بیان Being united in confronting the Tawghout میں شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے لفظ 'جہاد' ۱۰ بار استعمال کیا اور لفظ 'انقلاب' ایک بار بھی استعمال نہیں کیا۔ اگر القاعدہ اپنے جہاد کے منہج سے دستبردار ہو چکا ہے تو شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے 'جہاد' کا لفظ ۵۱ بار استعمال کیا اس کے مقابلے میں 'انقلاب' کا لفظ ۷ بار استعمال کیا گیا جب کہ عدنانی کا دعویٰ ہے کہ وہ 'جہاد' کو چھوڑ کر 'انقلاب' کو اپنا چکے ہیں!! اگر وہ جہاد سے دستبردار ہوئے ہوتے تو ان کا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیے تھا؟

(جاری ہے)

نواقضِ اسلام؛چند شبہات کا ازالہ

(قسط سوم)

مولانا حسن موہل نوراللہ مرقدہ

مولانا حسن موہل رحمۃ اللہ علیہ جواں سال عالم ربانی تھے، حق گوئی آپ کا شعار تھی، آپ مجاہدین کی جدوجہد کو مضبوط علمی دلائل اور محکم موقف کے ذریعے مضبوط فرماتے۔ جہاد اور مجاہدین کی نصرت اور علمی و عملی میدان میں مجاہدین کی پشت پناہی کے سبب آئی ایس آئی کے عقوبت خانوں میں ڈیڑھ سال تک تعذیب و تشدد سہتے رہے۔ آپ کو تحریک جہاد کی حمایت و نصرت سے روکنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ دورانِ اسارت ہی بے پناہ ظلم و جبر کی وجہ سے آپ مختلف عوارض جسمانی کا شکار ہوگئے، جن میں کینسر جیسا موذی مرض بھی شامل تھا۔ ڈیڑھ سال بعد جب آپ کو رہا کیا گیا تو آپ کا بیماریوں اور خصوصاً سرطان کی آخری سٹیج کی بنا پر آپ کا جسم بے جان لاشے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ چند ماہ آپ رحمہ اللہ کا علاج چلتا رہا لیکن افاقہ کی کوئی صورت نہ بنی اور بالآخر آپ رحمہ اللہ نے حق کی خاطر تکالیف اور مصائب کا طویل سفر ختم ہوا اور آپ نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بھائی کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے، تحریک جہاد کے لیے کی گئی ان کی علمی خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں امریکی اتحادی پاکستانی فوج، اُس کے خفیہ اداروں اور ان میں کام کرنے والے تیرہ بختوں سے مولانا حسن موہل رحمہ اللہ سمیت تمام مظلوم و مقہور اہل ایمان کا بدلہ لینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اسی طرح جادو کے عمل کو بھی کئی ائمہ سلف کفر قرار دے چکے ہیں۔ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی جادو کو کفر اور جادو گر کو کافر قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام بخاری نے اس آیت سے جادو گر کے کافر ہونے کا حکم اخذ کیا ہے وما کفر سلیمان ولکن الشیطن کفروا یعلمون الناس السحر (سلیمان علیہ السلام نے نے کفر نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے) اس آیت کا ظاہر بتا رہا ہے کہ انہوں نے اس جادو کی وجہ سے کفر کیا تھا اور کسی چیز کے سکھانے کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا الا کہ وہ چیز ہی کفر ہو۔ اسی طرح إنما نحن فتنة فلا تكفر (ہم تو تمہارے لیے آزمائش ہیں لہٰذا تم کفر مت کرو) اس آیت کے اندر فرشتوں کی زبان میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ جادو سیکھنا کفر ہے، چنانچہ اس پر عمل کرنا بھی کفر ہوگا اور یہ بات پوری طرح سے واضح ہے جیسا کہ میں نے اس کی بعض انواع پر عمل کے بارے میں بیان کیا ہے''۔ (فتح الباری: ۱۰؍۲۲۵)

جب کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ جادو کے عمل کو ساتویں ناقض کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے:

''جادو، صرف و عطف (محبت و نفرت کے ٹونے ٹانکے) بھی اس کی ذیل میں آتا ہے، لہٰذا جو شخص جادو کرے یا جادو پر رضامندی کا اظہار کرے تو ایسا شخص بھی کافر ہے''۔

پھر بطور دلیل وہی آیت پیش کی جس سے امام بخاری رحمہ للہ نے بھی استدلال کرتے ہوئے جادو کے عمل کو کفر قرار دیا ہے:

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (البقرۃ: ۱۰۲)

''اور وہ دونوں کسی کو بھی (جادو) نہیں سکھاتے تھے یہاں تک کہ صاف طور پر کہہ دیتے کہ ہم تو محض ایک آزمائش ہیں سو تم کفر نہ کرو''

اسباب الردۃ یا نواقض اسلام کی مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ائمۃ الدعوۃ النجدیۃ کے فتاویٰ ورسائل پر مشتمل کتاب 'الدرر السنية في الأجوبة النجدية' کا باب باب حکم المرتد جو کہ تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا نفیس رسالہ الکلمات النافعۃ فی المکفرات الواقعہ جو کہ مجموعۃ التوحید میں بھی موجود ہے۔

ہم حافظ زبیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اعتراض صرف محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ پر ہی کیوں؟ قلم پکڑیئے اور مذاہب اربعہ کے ان تمام ائمہ وفقہا پر اعتراض کیجیے جنہوں نے اپنی کتب فقہ میں 'باب حکم المرتد' قائم کر کے اسباب الردۃ اور نواقض اسلام بیان کیے ہیں۔ اسی طرح امام بخاری، امام ابن حزم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن کثیر، علامہ احمد شاکر اور شیخ ابن باز رحمہم اللہ پر بھی اعتراض کیجیے تاکہ تمام لوگ جناب کے علمی قد کاٹھ سے صحیح طور پر آگاہ ہو سکیں!

سچ کہا کسی شاعر نے

کم میں عائب قولا صحیحاً	و آفته من الفهم السقيم

''کتنے ہی لوگ درست بات میں عیب جوئی کرنے والے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اصل مصیبت بیمار عقل ہوتی ہے''۔

علاوہ ازیں حافظ زبیر صاحب نے امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیان کردہ نواقض اسلام کو 'کتاب' قرار دیا ہے حالانکہ یہ تین چار صفحات کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ وھذا مبلغهم العلم!

اس کے بعد حافظ زبیر صاحب نے اپنی بات کے ثبوت کے لیے کسی عبداللہ بن عبدالعزیز الجبرین نامی آدمی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی نواقض اسلام کو اجمال کے ساتھ تین قسموں میں بند کیا ہے۔

زبیر صاحب نے اس آدمی کو کبار سلفی عالم قرار دیا ہے۔ ہم حافظ زبیر صاحب کی اس حرکت کو نرم ترین الفاظ میں وہم قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ کبار سلفی عالم کا نام عبداللہ بن عبدالعزیز الجبرین نہیں بلکہ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین تھا! جو کہ سعودی عرب کے فتاویٰ کمیٹی کے رکن اور مشہور عالم دین تھے۔ لیکن زبیر صاحب کی چالاکی دیکھئے کہ انہوں نے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے ایک غیر معروف آدمی کو علامہ ابن جبرین اور کبار سلفی عالم بنادیا ہے۔ فیاللعجب!!

قارئین! اب ہم نواقض اسلام کی بابت اصل علامہ ابن جبرین رحمہ اللہ اور دیگر کبار سلفہ علام کے چند اقوال ذکر کرتے ہین تاکہ حافظ زبیر صاحب کے اس دعوے کی اصل حقیقت واضح ہو سکے۔

علامہ ابن جبرین رحمہ اللہ نے اپنی ایک کتاب 'الشھادتان معناھاوماتستلزم کل منھما' میں امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے بیان کردہ نواقض اسلام کو تسلیم کیا ہے اور ان میں سے بعض کو اپنی اس کتاب میں بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> "ہر مذہب کے علائے اسلام نے اپنی کتب فقہ کے باب 'باب حکم المرتد' میں نواقض اسلام اور ارتداد کے اسباب پر کلام کیا ہے۔ بعض نے وہ مثالیں بھی ذکر کی ہیں جن سے ارتداد ثابت ہوتا ہے۔ ان کی تعداد دو سو (۲۰۰) تک پہنچتی ہے، ان میں سے بعض کا تعلق فعل سے ہے اور بعض کا تعلق ترکِ عمل سے ہے۔ لیکن شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ان کو دس نواقض میں ملخص کر دیا ہے جو کہ مجموعۃ التوحید وغیرہ میں موجود ہیں"۔ (الشھادتان: ص ۸۰)

اسی طرح توحید کے موضوع پر ایک اور کتاب التوحید المیسر ہے جو کہ علامہ ابن جبرینؒ کی تقدیم وتائید کے ساتھ مطبوع ہے۔ اس کتاب میں بھی فاضل مصنف نے شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے بیان کردہ دس نواقض اسلام کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب 'فہم توحید' کے نام سے اردو میں بھی چھپ چکی ہے۔

سعودی عرب کی فتاویٰ کمیٹی اللجنۃ الدائمہ للبحوث العلمیۃ والإفتاء نے بھی امام محمد بن عبدالوہابؒ کے بیان کردہ دس نواقض اسلام کو تسلیم کیا ہے اور انہیں اپنے فتاویٰ میں ذکر بھی کیا ہے۔

چنانچہ اللجنۃ الدائمۃ نے اپنے ایک فتویٰ میں جس کا عنوان 'نواقض اسلام' ہے، کے تحت لکھا ہے:

> "کفریہ اعمال بہت زیادہ ہیں، ان کو نواقض الاسلام کہا جاتا ہے، ان میں سب سے بڑا ناقض اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے... جب کہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ نے ان میں سے دس نواقض اسلام سے آگاہ کیا ہے جو کہ مجموعۃ التوحید ص ۲۷۱ میں موجود ہیں اور علیحدہ سے بھی مطبوع ہیں۔ اگر آپ ان کی مزید تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو فقہ اسلامی کی کتب کا باب حکم المرتد کی طرف مراجعت کیجیے"۔
> (عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، عبدالرزاق عفیفی، عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز)

اس کے علاوہ سعودی عرب وغیرہ کے کبار سلفی علما شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے بیان کردہ نواقض اسلام کو نا صرف قبول کرتے ہیں بلکہ اسے بھرپور اہمیت دیتے ہوئے انہوں نے اس کی کئی شروحات بھی لکھی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. سبل السلام شرح نواقض الإسلام، للشیخ عبدالعزیز بن باز
2. التبیان شرح نواقض الإسلام، للشیخ المحدث سلیمان العلوان، فك الله اسرہ
3. دروس فی شرح نواقض الإسلام، للشیخ صالح الفوزان
4. تیسیر ذی الجلال والإکرام شرح نواقض الإسلام، للشیخ سعد القحطانی
5. إعلام بتوضیح نواقض الإسلام، للشیخ عبدالعزیز بن مرزوق الطریفی
6. شرح نواقض الإسلام، للشیخ عبدالعزیز الراجحی
7. شرح نواقض الإسلام، للشیخ عبدالرحمن بن ناصر البراك
8. شرح نواقض الإسلام، للشیخ المحدث عبدالله بن عبدالرحمن السعد
9. شرح نواقض الإسلام، للشیخ بشر بن فهد البشر (آڈیو)
10. شرح نواقض الإسلام، للشیخ عبدالرحمن شاکر نعم الله
11. مختصر الکلام فی شرح نواقض الإسلام، للشیخ ناصر بن سعید السیف

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

"صبر بہترین ہتھیار ہے اور تقویٰ بہترین سواری۔ اگر ہم شہادت کا مرتبہ پاجائیں تو یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ میں تمام مسلم اُمہ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں اور جو صبر عطا کیا ہے اس کی بدولت ہم اگلے سات سال تک جہاد جاری رکھنے کے قابل ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ اس سے اگلے سات سال اور پھر ان سے بھی اگلے سات سال اللہ کی نصرت کے سہارے یہ جہاد جاری رکھیں گے"۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ

انٹرویو

میں اپنے گھر والوں کو بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ یہی آخرت میں نجات کا واحد راستہ ہے!

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سر جنس' کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کردیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے 'پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا 'مہربان اور قدردان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ کے اس انگریزی شمارے کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہوگا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ریسرجنس: اس سے پہلے کہ ہم مزید آگے بڑھیں، کیا آپ امریکہ میں مقیم اپنے والدین اور خاندان کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

آدم: میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں جو کہ اللہ کی نزدیک واحد مقبول دین ہے اور آخرت میں نجات کا واحد راستہ ہے۔

فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ (آل عمران: ۱۸۵)

''جو (جہنم کی) آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی حقیقی کامیاب ہے''

میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پچھلے بارہ سال سے میرا ان سے رابطہ نہ کرنے کہ وجہ یہ نہیں کہ میں انہیں بھول گیا ہوں بلکہ اس کی وجہ میری سیکورٹی کی صورت حال ہے جس کی وجہ سے میرے لیے فون اور دوسرے ذرائع ابلاغ استعمال کرنا مشکل ہے۔

اس کے علاوہ یہ وجہ بھی تھی کہ میرا گمان یہی ہے کہ وہ خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ میں ان سے رابطہ نہ کروں تاکہ ان کو حکومتی اداروں کے کارندوں کی کسی مزید ناگوار توجہ اور ان کے آنے جانے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ریسرجنس: جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کا مقامی مسلمان کمیونٹی میں کس طرح استقبال کیا گیا؟

آدم: انتہائی گرم جوشی سے، اور اس کے ساتھ ہی اکثریت کی جانب سے مختلف اور متضاد مشوروں اور آرا کی بارش شروع ہو گئی کیونکہ امریکہ کی کچھ مساجد کے برعکس (خصوصاً وہ مساجد جو چھوٹی ہیں) جو کہ کسی ایک مسلک یا تحریک یا کسی ایک قومیت کے لوگوں کے تحت ہوتی ہیں، یہ اسلامک سینٹر (کاؤنٹی میں سب سے بڑا اور ملک کے بڑے اسلامک سینٹروں میں سے ایک ہونے کی وجہ سے) بہت سی قومیتوں کو سموئے ہوئے تھا اور اس میں قسما قسم اور مختلف پس منظر کے حامل اور مکاتب فکر کے مسلمان آتے تھے۔ یہاں تک ان میں سے کچھ شیعہ بھی تھے (یا وہ جنہوں نے شیعہ خاندانوں میں شادی کر رکھی تھی جیسا کہ اسلامک سوسائٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چیئر مین) اور میرے خیال میں ان میں سے بہت سے گروہ، تحریکیں اور نظریات کے حامل، میری توجہ حاصل کرنے اور مجھے اپنے نقطۂ نظر کا حامی بنانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوششیں کر رہے تھے۔

میرے خیال سے یہ اس شخص کے لیے جو اپنے آپ کو جہاد کے میدانوں لیے تیار کرنا چاہتا ہو، کوئی برا تجربہ نہیں ہے۔ جہاد میں مکمل ہم آہنگی ہمیشہ میسر نہیں ہوتی اور ایک شخص کو مختلف اور متزاحم خیالات اور پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے کام کرنا ہوتا ہے۔

ریسرجنس: اہل تشیع کے علاوہ مسجد میں اور کون کون سے جماعتیں سرگرم تھیں؟

آدم: یادش بخیر...وہاں جدت پسند بھی تھے، عقلیت پسند بھی تھے، ''سکالرز آف دی میریز'' بھی تھے جو مسجد کی انتظامیہ میں غالب نظر آتے تھے۔ اور ظاہری سی بات ہے کہ تبلیغی بھی تھے جن کے ساتھ میں نے اس مسجد کے علاوہ علاقے کی دوسری مساجد میں بھی وقت گزارا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں لاس اینجلس کے مضافات میں واقع ان کے مرکز میں بھی کبھی کبھار ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے کے لیے جایا کرتا تھا۔ میں نے ایک دفعہ سالانہ مقامی اجتماع میں شرکت کرنے کے لیے پڑوسی سٹیٹ کا سفر بھی کیا تھا۔ وہاں اخوانی (اخوان المسلمین) بھی تھے جن کی ایک مسجد بھی تھی ''مسجد انصار'' کے نام سے جو کہ گاڑی کے تقریباً آدھے گھنٹے کے فاصلے پر واقع تھی۔ میں کبھی کبھار ادھر بھی جایا کرتا تھا۔

وہاں حزب التحریر بھی موجود تھی جس کی مقامی شاخ اپنے آپ کو ''خلیفور نیا'' کہلواتی تھی (یعنی خلیفہ + کیلیفورنیا=خلیفورنیا)۔ مجھے تو یہ جماعت ایک ہی بندے پر مشتمل نظر آتی تھی۔ وہ بندہ ایک فلسطینی بھائی تھا جس کا نام ایاز تھا (اس بندے کا میرے مجاہدین میں شامل ہونے سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ مشہور ہے۔ بلکہ اس نے تو مجھے کبھی اپنی جماعت میں شامل کرنے کی کوشش کی چہ جائیکہ وہ مجھے مجاہدین میں شامل کرتا)

ادھر جماعت اسلامی سے متاثر کچھ بھائی بھی تھے جو کہ ایک ملک گیر تنظیم آئی سی این اے (Islamic Circle of North America) سے وابستہ تھے۔ میں اس کی مقامی شاخ کی ہفتہ وار اجتماعات میں بھی شرکت کیا کرتا تھا جو کہ اس سے وابستہ کچھ

بھائیوں کے گھروں میں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ وہاں کچھ ایسے حضرات بھی موجود تھے جو اپنے آپ کو سلفی کہتے تھے چاہے وہ شیخ البانیؒ کے منہج کے پیروکار ہوں یا چاہے سعودیہ کی مذہبی اسٹیبلشمنٹ کی اتباع کرنے والے ہوں یا چاہے وہ ربیع المدخلی اور علی الحبیبی اور ان ہی جیسے دوسرے لوگوں کے پیروکار ہوں۔

اگرچہ اورنج سٹی میں ان کی تعداد بہت کم تھی مگر لاس اینجلس میں ان کے زیرِ انتظام کافی مساجد تھیں اور کئی مذہبی حلقے ان کے زیرِ اثر تھے اور میں گاہے بگاہے ان مساجد میں بھی جایا کرتا تھا۔ خصوصاً ایک چھوٹی سی مسجد میں، جس میں آنے والوں کی اکثریت سیاہ فام اور لاطینی امریکہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تھی۔ اس کا سربراہ ایک شیخ تھا جس کا نام فرید تھا جو کہ اصلاً کیریبین جزائر (یعنی جزائر غرب الہند) میں سے کسی ملک سے تعلق رکھنے والا تھا۔

وہاں کچھ ایسے مسلمان بھائی بھی تھے جو کسی خاص تحریک سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور آپس میں نسلی یا قومی بنیادوں پہ ایک دوسرے سے ربط رکھتے تھے جیسا کہ افغانی اور صومالی۔ کچھ افراد ایسے بھی تھے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ جہادی رجحان رکھنے والے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی ان کو ایک جماعت سے وابستہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کے درمیان کوئی تنظیمی تعلق نہیں تھا اور ان کی وضع قطع بھی مختلف اور متنوع تھی بلکہ اکثر متضاد بھی ہوتی تھی۔ ان کے درمیان واحد مشترک چیز جہاد سے محبت اور مجاہدین کی امداد تھی خواہ وہ کہیں بھی ہوں اور چاہے عملی طور پہ ان کا جہاد میں کوئی حصہ ہو یا نہیں۔

رسر جنس: آپ کے اندر سب سے پہلے جہاد میں دلچسپی کب اور کیسے پیدا ہوئی؟

آدم: جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ وہاں کچھ افراد ایسے تھے جو جہاد کی طرف مائل تھے اور مجاہدین کے مددگار تھے۔ ان ہی بھائیوں کی وجہ سے میں جہاد کی طرف مائل ہوا۔ ان میں سے کچھ بھائی عملی طور پر افغانستان، بوسنیا اور چیچنیا جیسی جگہوں پہ رہ چکے تھے۔ میرا جہاد کی طرف مائل ہونے کا سفر کئی مہینوں پہ محیط ہے۔ یہ ۱۹۹۶ء میں شروع ہوا اور میں اپنے اس سفر کے کچھ سنگ ہائے میل کی نشاندہی کر سکتا ہوں:

سب سے پہلے تو میں ایک عزیز بھائی کے بارے میں بتاتا ہوں جس کا نام میں بتانا تو چاہتا ہوں مگر بتاؤں گا نہیں۔ اس بھائی نے مجھے ایک بات کہی جو ٹھک کر کے میرے دماغ کو لگی اور میرے اوپر گہرا اثر چھوڑ گئی۔ میں ایک جگہ نوکری کرتا تھا اور وہاں اس کا بھائی میرا بالائی افسر تھا۔ ایک دن مجھ سے ایک غلطی ہو گئی جس پر اسے مجھے جھڑکنا چاہیے تھا بلکہ مجھ سے سینئر ایک افسر مجھے اس غلطی پہ ڈانٹ بھی رہا تھا۔ تو بجائے اس کے وہ مسکرا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پہ رکھ کر مجھ سے کہا "پریشان مت ہو؛ تمہاری یہ مشکل جلد ہی دور ہو جائے گی انشاءاللہ۔ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے چلے جاؤ"۔ اب مجھے یہ نہیں پتا کہ اس نے سوچتے سمجھتے یہ بات کہی تھی یا یہ ایک بے ساختہ تبصرہ تھا۔

خیر اس کی وجہ کچھ بھی ہو، اس کا مشورہ کئی مہینوں تک میرے دماغ میں گھومتا رہا اور مجھے اس معاملے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ شاید اس کو اپنی یہ بات یاد بھی نہ ہو مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اگر یہ بھائی ان الفاظ کو پڑھ رہے ہوں تو میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں اور ان کے اس مشورے پر بھی ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو انہوں نے مجھے دیا جس پر میں پہلی مرتبہ افغانستان سے واپسی کی وجہ سے عمل نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس مشورے کو قیامت کے دن انکی نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

میرے جہادی سفر کا ایک اور بڑا سنگ میل ۱۹۹۶ء کے دوسرے نصف میں ایک پرانے بھائی ابو عائذ الفلسطینی کی آمد تھی۔ یہ بھائی افغان اور بوسنیا کے محاذوں کے غازی تھے۔ یہ کمپیوٹر انجینئر تھے اور جہادی میڈیا کے شعبے میں سرگرم تھے۔ ان کا خاص کام مجددِ جہاد شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ کی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ کو ترتیب دینا تھا، جس کو انہوں نے کافی مشقت اور دقت کے ساتھ جمع کیا تھا اور اسے ڈیجیٹل صورت میں منتقل کیا تھا۔

جب وہ آخری بار امریکہ آئے... وہ امریکی شہری تھے... تو وہ اپنے ساتھ پوری دنیا کے مختلف جہادی میدانوں کے مناظر پہ مشتمل کچھ ویڈیوز بھی لے آئے۔ ان کے پاس جہادی معسکروں اور طالبان کی تحریک، جس نے حال میں ہی افغانستان کے بیشتر حصے میں قوت حاصل کی تھی اور انہوں نے اس نہج پہ زیرِ قبضہ علاقوں میں شریعت کا نفاذ کیا تھا جس کی نظیر پچھلی کئی دہائیوں میں ملنا مشکل ہے، سے متعلق مزیدار اور دلچسپ قصے اور کہانیاں بھی تھیں۔ ان بھائی ہی کے ذریعے سے میں آخر کار پاک افغان سرحد کی طرف سفر کرنے اور قافلہ جہاد میں شمولیت اختیار کرنے میں کامیاب ہوا۔

رسر جنس: بالآخر کس چیز نے آپ کو مجاہدین میں شامل ہونے پر آمادہ کیا؟

آدم: سب سے پہلی چیز تو جہاد کی فرضیت کو ادا کرنے کی تڑپ تھی۔ اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے ان دو چیزوں سے تحریک ملی جو کہ ہر اس شخص میں مشترک ہوتی ہے جو جہاد کرنے پر آمادہ ہو: مجبور اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں اور اسلامی امارت کے قیام میں اپنا حصہ ڈالنا۔ بلکہ مجھے تو طالبان کی اسلامی حکومت کو فعال دیکھنے کے شوق نے بھی تحریض دلائی۔ اور جہادی معسکرات کے بارے میں بھڑکتی ہوئی تجسس کی آگ تو اس سب کے علاوہ تھی جس کے بارے میں ابو عائذ نے میرے بارہا استفسار کے باوجود بھی خاموشی اختیار کیے رکھی۔

رسر جنس: آپ کو پہلی بار ایک مسلم ملک کی طرف ہجرت کرنے کا خیال کیسے آیا اور اس کا بنیادی سبب کیا تھا؟ اور آپ کو افغانستان ہی جانے کا خیال کیوں آیا؟

اسلام قبول کرنے کے تقریباً ایک سال سے کچھ زیادہ وقت گزرا ہو گا جب ہجرت کرنے کا خیال میرے ذہن میں آیا۔ جہاں تک اس کے سبب کا تعلق ہے تو سب سے پہلی اور بنیادی

وجہ وہ مذکورہ بالا مشکلات اور دباؤ تھا جس سے امریکہ میں رہنے والے ہر دیندار مسلمان کا واسطہ پڑتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے تو یہ خطرہ تھا کہ اگر میں امریکہ میں رہا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جلد یا بدیر میں اسلام چھوڑ بیٹھوں اور آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ایسی صورت میں علما کے اجماع کی رو سے ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ افغانستان ہی کا انتخاب کیوں کیا تو میرے خیال میں ، میں پہلے اس کا جواب دے چکا ہوں :اس کی وجہ طالبان تحریک کا پروان چڑھنا اور ان کا یہاں اسلامی نظام نافذ کرنا تھی۔ تاہم ، میں یہاں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ جب میں پہلی مرتبہ افغانستان گیا تھا، تو یہ حقیقی ہجرت کے بجائے ایک سیاحتی سفر یا سکاؤٹنگ مشن سے زیادہ نہ تھا۔ جب میں دوسری بار افغانستان آیا تو اس مرتبہ میں نے ہمیشہ کے لیے امریکہ چھوڑنے کے حتمی ارادے کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

رسر جنس: آپ مغرب میں پرورش پانے اور اپنی زندگی کے ماضی قریب کے کچھ سال مسلم دنیا میں گزارنے کے تجربے کا موازنہ کس طرح کریں گے ؟

آدم: میرے لیے اس سوال کا جواب دینا بہت مشکل ہے۔ مگر میرے پاس اس کا جواب دیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ! میرے اندازے کے مطابق جب میں امریکہ میں پرورش پا رہا تھا تو میں ایک ایسے ملک میں رہ رہا تھا جس کا ہر ملک پر غلبہ ہے اور جس پر کسی کا غلبہ نہیں۔ مگر آج میں دنیا کے ایک ایسے حصے میں زندگی گزار رہا ہوں جو کہ اس ملک جسے میں کبھی اپنا وطن کہا کرتا تھا اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں معاشی بحران اور عدم استحکام سے دوچار ہو چکا ہے۔ ادھر امریکہ میں معاشرتی بگاڑ پہلے ہی اپنی انتہا پر پہنچ چکا ہے اب اس کے پاس سوائے تنزلی اور گراوٹ کے کوئی چارہ ہی نہیں جب کہ مسلم معاشروں اس نہج پر ہیں کہ اُن میں بہتری یا تنزلی دونوں کے مواقع پوری طرح موجود ہیں اور ہماری تمام تر کوششوں کا محور بھی ان معاشروں میں بتری اور بھلائی کی ترویج واشاعت ہے۔ ان ہزاروں مسلم نوجوانوں کے لیے آپ کی کیا نصیحت ہے جو ''بہتر زندگی'' کے تلاش میں یورپ یا امریکہ جانے کے خواہشمند ہیں؟ کیا یہ ایک خود غرضانہ رویہ نہیں ہے ؟ ہم میں سے کچھ ہمیشہ صرف اپنے بارے ہی میں کیوں سوچتے ہیں؟ آخر اللہ پر توکل کیوں نہیں کرتے ، ادھر ہی جمے رہیے اور زندگی کو اپنے لیے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بہتر بنانے کی کوشش کیجیے۔

ان نوجوانوں کے لیے میری نصیحت یہی ہے کہ ذرا دوبارہ سوچیے، اپنی ترجیحات کو صحیح طرح ترتیب دیجیے اور اس بات کا ادراک کیجیے کہ آپ کی طرح کے کئی ہزار لوگوں نے ''زندگی کا سفر'' کیا مگر جب وہ حقیقت میں مغربی تہذیب کی گندگیوں ، مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کی زندگی کی حقیقت اور ان انگنت مشکلات سے آشنا ہوئے جن کا سامنا انہیں اپنے گھروں میں نہیں کرنا پڑتا تھا، تو ان کے ہاتھ میں پچھتانے کے سوا کچھ نہیں تھا۔

رسر جنس: آپ نے ٹھیک کس وقت پہلی بار افغانستان اور پاکستان کا دورہ کیا؟

آدم: میں پہلی بار جولائی ۱۹۹۷ء میں یہاں آیا تھا اور تقریباً ساڑھے چار مہینے تک یہاں رہا۔ یہ عرصہ میں تقریباً برابر وقت کے لیے ہی افغانستان اور پشاور میں رہا۔ پشاور کا شہر اس وقت مہاجر مجاہدین کے لیے افغانستان آنے جانے کے لیے بڑے ٹرانزٹ پوائنٹس میں سے ایک تھا اور وہ راہداری ، علاج معالجہ اور دیگر لاجسٹک ضروریات کے لیے اسے بکثرت استعمال کرتے تھے۔

رسر جنس: کیا آپ کو دوران سفر لاجسٹک کے لحاظ سے یا سیکورٹی کے لحاظ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟ کیا آپ کو دوران سفر کسی بھی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا خواہ انتظامی ہو یا حفاظتی نقطہ نگاہ سے ہو؟

آدم: نہیں، الحمدللہ۔ میں بآسانی پاکستان کا سیاحتی ویزہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ میرے دادا نے مجھے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کے پیسے ادھار دیے۔ میں نے ابو عائذ اور دوسرے بھائیوں کے کہنے پر اپنی داڑھی منڈوائی اور جیکٹ اور ٹائی پہنی (یہ بھی زندگی میں پہلی اور... شکر ہے... آخری مرتبہ)، مگر مجھے بعد میں اندازہ ہوا کہ حلیے کی یہ ساری تبدیلی میرے جیسے شخص ' جس کے پاس امریکن پاسپورٹ ہو' کے لیے کسی خاص فائدہ کا باعث نہ تھی۔ ایک واحد حقیقی مشکل چھتیس گھنٹوں پر محیط امریکہ سے شروع ہونے والا ایک لمبا سفر تھا جس کے دوران کئی جگہوں پر اتر کر قیام کرنا اور جہاز تبدیل کرنا پڑا۔ میں پورے سفر کے دوران نہیں سویا جس کا مطلب یہ ہے کہ جب جہاز نے پشاور کی سرزمین کو چھوا تو میں بری طرح تھک چکا تھا۔

رسر جنس: پشاور آمد کے بعد آپ کے معاملات کیسے رہے ؟

آدم: میں کہنا نہیں چاہتا مگر معاملات اچھے نہیں چلے۔ مجھے فوراً ہی... جب کہ میں پشاور میں تھا... انتڑیوں کے انفیکشن نے آلیا جس سے میں کافی کمزور ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے اپنے دورے کا تین چوتھائی سے زیادہ کا حصہ مختلف مہمان خانوں اور ہسپتالوں میں بستر پہ لیٹے ہوئے گزارا۔ مجھے جلد ہی اپنے وطن کی یاد نے بے چین بھی کرنا شروع کر دیا تھا جو کہ پورے دورے کے دوران میرے ساتھ رہی اور مجھے جلد از جلد امریکہ واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ یہ احساس اس وقت تک رہا جب تک میں واپسی کے لیے پشاور ایئرپورٹ میں جہاز پہ سوار نہ ہو گیا۔ مگر اس وقت مجھے اپنے فیصلے پر سخت پچھتاوا ہونا شروع ہو گیا اور میں نے اسی وقت بیٹھے بیٹھے یہ فیصلہ کیا کہ میں جتنا جلدی ممکن ہو، لمبے عرصے کے لیے ضرور واپس آؤں گا۔

رسر جنس: آپ نے پہلی مرتبہ عسکری تربیت کہاں حاصل کی ؟ کافی مجاہدین تربیت کے ابتدائی ایام کو مشکل سمجھتے ہیں؟ آپ کے لیے یہ تجربہ کیسا تھا؟

آدم: تربیت بلاشبہ مشکل تھی۔ دراصل میں نے اپنے پہلے چکر کے دوران کوئی قابل ذکر تربیت حاصل نہیں کی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ تو میری بیماری تھی اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میری جسمانی ساخت اس کے لیے مناسب نہ تھی (جب میں آیا تھا تو میرا وزن ۲۲۰ پونڈ/

۱۰۰ کلو تھا، یہاں میرا وزن پانی کی کمی اور بھوک نہ لگنے جیسی وجوہات کی بنا پر ۷۲ کلو تک کم ہو گیا تھا۔ تو پہلے دورے کے دوران میں نے معسکرات میں جتنا وقت گزارا اس میں سے تقریباً ایک ہفتہ معسکر خالدن میں گزارا جو کہ صوبہ خوست میں تھا اور تقریباً دس دن کا عرصہ اسی صوبے میں زاور کلی کے مقام پر قائم معسکر جہاد وال/الفاروق میں گزرا۔ اس پر ایک سال بعد امریکہ نے بظاہر نیروبی اور دار السلام میں قائم سفارت خانوں پہ ہونے والے بم دھماکوں کے جواب میں بم باری کی تھی۔ لہٰذا اس دوران تو میں صرف ایک دو ہتھیاروں کے بارے میں ہی سوجھ بوجھ حاصل کر سکا اور اُن ہتھیاروں سے فائر کرنے کا موقع بھی نہیں ملا۔

رسر جنس: آپ ان معسکرات میں اتنی آسانی کے ساتھ داخل ہونے اور نکلنے میں کیسے کامیاب ہو گئے؟ کیا لوگ اس بارے میں محتاط نہیں تھے کہ ایک امریکی جہادی تربیت حاصل کرنے کے لیے آیا ہے اور آپ کی اتنی حساس جگہ میں تشکیل کرتے ہوئے ہچکچا نہیں رہے تھے؟

آدم: تقریباً ہر فرد جو افغانستان میں تربیت حاصل کرنے آتا تھا تو اس کے پاس تزکیہ (لغوی مطلب ''ضمانت'') ہوتا تھا: دوسرے الفاظ میں، معسکرات کے ذمہ دار کا کوئی جاننے والا تربیت حاصل کرنے کے خواہشمند کی سفارش کرتا تھا اور اس کے کردار اور پس منظر کی گواہی دیتا تھا۔ یہ سیکورٹی کلیئرنس کی طرح کی چیز ہے۔ میرے معاملے میں جس شخص نے میرا تزکیہ دیا وہ ابو عائذؒ تھے۔ یہ بھائی شیخ ابو زبیدہ (فک اللہ اسرہ)' جو کے شیخ ابن الشیخ اللیبیؒ کے ساتھ ساتھ معسکر خالدن کے ذمہ داروں میں سے تھے' کے قریبی ساتھی تھے۔ تو اس طرح میری تشکیل خالدن میں ہوئی۔ جب میں خالدن میں تھا، جو کہ اس وقت مالی مشکلات سے دوچار تھا اور اس وجہ سے تربیت حاصل کرنے والوں کے لیے چیزیں مشکل ہوتی جا رہی تھیں... میں نے کچھ بھائیوں کو بڑی آرزومندی سے ''شیخ کا معسکر'' کے بارے میں باتیں کرتے سنا جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ وہ ساز و سامان اور سہولیات کے لحاظ سے بھی بہتر ہے اور کھانے کے لحاظ سے بھی (شاید مجھے یہ بھی بتانا چاہیے کہ خالدن ہمیں جو روٹی ملتی تھی، اس کو کھانا لکڑی کو در حقیقت کھائے بغیر کھانے کی طرح تھا) میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ شیخ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا ''شیخ اسامہ بن لادن''، جس سے مجھے حیرت کا کوئی جھٹکا نہیں لگا۔ ابھی اس بات پہ یقین کرنا مشکل لگتا ہے، مگر اس وقت شیخ اسامہ امریکہ اور مغرب میں کوئی مشہور شخصیت نہیں تھے؛ وہ تو نیروبی اور دار السلام کے بم دھماکوں کے بعد مشہور ہوئے تھے۔ جب میں ان سے شیخ اسامہ کے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ ایک بلاد حرمین شریفین سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ثروت آدمی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اور دولت جہاد کے لیے وقف کر دی ہے۔

بہر حال مجھے کسی دوسرے معسکر میں جانے کی کوئی خواہش نہیں تھی بھلے وہ سہولیات اور کھانے کے لحاظ سے بہتر ہی کیوں نہ ہو۔ میری دلچسپی تو جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا، گھر کی شدت سے آنے والی یاد اور جسمانی بیماری کی وجہ سے اس سارے ایڈونچر کو ختم کر کے امریکہ واپس جانے میں تھی۔ مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میں جب پشاور واپس آیا تو میری ملاقات فہد مسالم بھائی (از مری/اسامہ الکینیؒ) سے ہو گئی۔ یہ بھائی (جیسا کہ بعد میں واضح ہو جائے گا) سفارت خانوں پہ بم حملوں کی عملی منصوبہ بندی کے لیے سفر پہ جانے والے تھے۔ جب میں نے فہد بھائی کے سامنے اپنے ان جذبات کا اظہار کیا کہ میں تربیتی معسکرات کے لیے فٹ نہیں ہوں تو انہوں نے مجھے کابل کے شمال میں واقع جنگ کے خط اول جانے اور اپنی تربیت ادھر مکمل کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ ان کے خیال میں ادھر تربیت کرنا اتنا مشکل نہیں تھا۔

لہٰذا میں نے ان کا مشورہ قبول کیا اور خط اول پہ چلا گیا جو اس زمانے میں بگرام کے بالکل ساتھ تھا۔ ادھر میری ملاقات شیخ عبد الہادی العراقی (فک اللہ اسرہ) اور شیخ ابو تراب الاردنیؒ سے ہوئی۔ مگر جب شیخ عبد الہادی کو یہ پتا چلا کہ میں نے کوئی خاص تربیت حاصل نہیں کی ہے تو انہیں نے مجھ سے کہا کہ جب تک میں کسی معسکر سے تھوڑی بہت بھی تربیت حاصل نہیں کر لیتا تب تک میرا خط اول پہ کوئی کام نہیں۔ تو اس طرح میں واپس خوست آگیا۔ اس بار میرا ارادہ زاور کلی جانے کا تھا جہاں القاعدہ کے زیر اہتمام تین تربیتی معسکر تھے: جہاد وال (مرکزی معسکر)، الفاروق (ابتدائی تربیت کا معسکر) اور معسکر الصدیق (یہ ایک ذیلی معسکر تھا جہاں میں کبھی نہیں گیا اور مجھے واقعی یہ نہیں معلوم کہ وہ کن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا تھا؛ غالباً خصوصی دورہ جات کے لیے) مجھے معسکر الفاروق بھیج دیا گیا۔ اس معسکر کے امیر عبد الفتح اللیبی تھے اور ان کے معاون ابو سلیمان الجزائریؒ تھے جن کو اکثر لوگ غلطی سے ابو سلیمان الجزائریؒ جن کا اصلی نام اسد اللہ تھا، سمجھتے ہیں۔ جو بارود کے ماہر تھے اور جلال آباد کے نزدیک درنتا میں خالدن کی ایک چھوٹی سی شاخ کے منتظم تھے۔ ان کی شہادت باجوڑ ایجنسی کے قبائلی علاقے میں ایک امریکی ڈرون حملے میں ہوئی۔ بہر حال اس کے باوجود کے یہاں سہولیات واقعی خالدن کے لحاظ سے زیادہ تھیں مگر مجھے یہاں بھی کم و بیش انہی ذہنی و جسمانی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن کا سامنا میں خطے میں آمد کے پہلے دن سے کر رہا تھا۔ بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے دس دن یا دو ہفتے بعد ہی معسکر چھوڑنے کا مطالبہ شروع کر دیا۔

رسر جنس: معسکر الفاروق میں آپ کے قیام کے دوران میں کچھ خاص واقعات رونما ہوئے؟

آدم: ہاں کچھ قابل بیان باتیں تو ہیں۔ ایک دن مجھے ایک بھائی نے جو انگلش بولنا جانتے تھے، ایک اور بھائی کا مجھ سے تعارف کروایا جن کی ایک ٹانگ کچھ ہی عرصہ پہلے گھٹنے کے اوپر سے کاٹ دی گئی تھی اور وہ بیساکھیوں کے سہارے چل رہے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ بھائی ابو دجانہ پاشا ہیں اور یہ ڈاکٹر ایمن الظواہری (حفظہ اللہ) کے داماد ہیں۔ اس بات پہ میرا جواب اس سوال کی صورت میں تھا کہ ڈاکٹر ایمن الظواہری کون ہیں؟ اس بات پہ کئی حیران کن نگاہیں میری طرف اٹھیں اور حیرت سے بھرپور لہجے میں ہر جانب سے یہ سوال کیا

گیا" آپ جماعت الجہاد مصر کے سربراہ ڈاکٹر ایمن الظواہری کو نہیں جانتے؟"۔ تو اس طرح میں نے پہلی بار ڈاکٹر ایمن الظواہری (حفظہ اللہ) کا نام سنا۔
کچھ دنوں بعد شیخ ابو دجانہ پاشا نے خود میرا تعارف بھورے بال اور گوری رنگت والے ایک عرب بھائی سے میرا تعارف کروایا۔ ان کے بارے میں مجھے بتایا کہ وہ انگلش سیکھنا چاہتے ہیں یا اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو تھوڑی بہت انگلش وہ پہلے جانتے تھے اسے بہتر کرنا چاہتے تھے اور وہ پر امید تھے کہ میں انہیں انگلش سکھاؤں گا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک اچھا استاد نہیں ہوں اور اس سلسلے میں ان کی مدد کرنا میرے لیے مشکل ہو گا خصوصاً اس وجہ سے کہ اس وقت عربی پہ میری گرفت بہت کمزور تھی۔
بلکہ بہت کمزور کہنا بھی صحیح نہ ہو گا، یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اس وقت میں عربی سے سرے سے ناواقف تھا۔ لہٰذا وہ مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس وقت میرے ذہن میں ایک اندیشہ یہ بھی تھا کہ وہ بھائی انگلش زبان سیکھنے کے بعد اسے "بہتر زندگی کی تلاش" میں مغربی ممالک کی طرف جانے کے لیے استعمال کرے گا اور میں اس کا حصہ نہیں بننا چاہتا تھا۔ ۱۹۹۸ء کے اواخر میں جب میں افغانستان واپس آیا تو مجھے پتا چلا کہ وہ بھورے بالوں والے بھائی، "احمد جرمن" تھے (جرمن ان کا لقب تھا لیکن اصلاً وہ مصری تھے)۔ یہ وہی استشہادی نوجوان ہیں جنہوں نے دار السلام، تنزانیہ میں قائم امریکی سفارت خانے پہ استشہادی کارروائی سرانجام دی تھی۔
ایک اور واقعہ جو میری یادداشت میں محفوظ ہے، جمعہ کے دن پیش آیا۔ اس دن ظاہری سی بات کہ عمومی طور پہ چھٹی ہوا کرتی تھی اور اس دن کوئی تربیتی عمل نہیں ہوتا تھا اور نرمی ہوتی تھی۔ میں معسکر کے قریب ہی بہنے والی ایک ندی پہ کپڑے دھونے کے لیے گیا۔ میرے علاوہ وہاں چند ساتھی تھے جن میں سے کچھ میری طرح کپڑے دھو رہے تھے اور باقی یا تو آرام کر رہے تھے یا پانی کے چھینٹے اڑا اڑا کر تفریح کر رہے تھے۔ اور معسکر کے لاؤڈ اسپیکر پہ ایک نشید (یعنی ترانہ) چل رہی تھی۔ میں نے ارد گرد نظر دوڑائی اور شاید اس جگہ آنے کے بعد پہلی مرتبہ میرے اندر اپنائیت کا ایک احساس بیدار ہو گیا۔ یہ چیز میرے ذہن کے ساتھ چپک کر رہ گئی اور یہ ان چیزوں میں سے ایک تھی جو میری واپسی کا سبب بنیں۔
رسر جنس: آپ بالآخر امریکہ چلے گئے۔ امریکہ آنا آپ کے لیے کیسا ثابت ہوا اور افغانستان واپسی تک آپ کتنا عرصہ ادھر رہے؟
آدم: میں تقریباً ایک سال تک امریکہ میں رہا۔ اس عرصے میں میرا زیادہ وقت افغانستان واپس جانے کی تیاری میں لگا۔

رسر جنس: کیا لوگوں نے آپ سے پوچھا نہیں کہ آپ کدھر گئے تھے اور کیا کرتے رہے تھے؟
آدم: بالکل مجھے یاد ہے کہ میرے خاندان والوں نے مجھ سے کچھ سوالات کیے تھے۔ میں عموماً ایسے سوالوں کو یہ کہہ کر ٹال دیا کرتا تھا کہ میں پاکستان گیا تھا، وہاں بیمار ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میرا زیادہ وقت بستر پہ لیٹے ہوئے گزرا۔ یہ بات حقیقت سے بہت دور بھی نہ تھی۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ بسا اوقات میرے لیے ضبط رکھنا مشکل ہو جاتا تھا جیسا کہ ایک دفعہ میرے والد نے اچانک بے ساختگی سے مجھ سے پوچھا کہ کہیں میں افغانستان تو نہیں گیا تھا! اگرچہ اس سوال کی بنیادی وجہ شک کے بجائے تجسس تھی۔ تاہم یہ سوال میرے لیے بہت اچانک تھا۔
جہاں تک مسجد میں میرے واقف بھائیوں کا تعلق ہے تو میں نے اپنی غیر موجودگی کی وضاحت ان کے سامنے یہ کہانی گھڑ کر کی کہ میں کچھ دنوں کے لیے بوسٹن میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں رہنے کے لیے گیا تھا یا اس طرح کی کوئی اور بات بنا دی۔ لیکن اگر دور اندیشی سے سوچا جائے تو ایسا کرنا عقلمندانہ نہ تھا۔ کیونکہ فرض کریں کہ اگر کوئی جاسوس میری ٹوہ میں لگا ہوا تھا تو وہ بآسانی پاکستان کے لیے خریدے گئے میرے ٹکٹوں اور اس فرضی کہانی جو میں نے اپنے گھر والوں کو بتائی اور جو میں نے ان بھائیوں کو بتائی تھی، میں تضاد کو تلاش کر سکتا تھا اور اس سے کئی شکوک شبہات جنم لے سکتے تھے۔
ایک اور قابل تشویش اور قابل بحث موضوع میرے وزن میں اچانک کمی اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری تھی۔ میرے دادا جان نے، جو کہ میڈیکل ڈاکٹر بھی ہیں، ایک اور پریشان کن اور ناخوشگوار تشخیص کی۔ انہوں نے اعلان کرنے کے انداز میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے کہ مجھے پاکستان قیام کے دوران ایڈز کا مرض لاحق ہو گیا ہو اور مجھ سے پوچھا کہ کہیں میں نے بغیر جراثیم سے پاک شدہ سرنج کا استعمال تو نہیں کیا یا ڈاکٹر نے مجھے استعمال شدہ سرنجوں کے ذریعے ٹیکے تو نہیں لگائے۔
لیکن بالآخر میرے دادا نے مجھے اپنے ایک ڈاکٹر دوست سے چیک کروانے اور انتہائی مہنگے میڈیکل بل (پندرہ سو ڈالرز سے اوپر جس میں ڈاکٹر کی فیس، مختلف تشخیصی ٹیسٹ اور علاج شامل وغیرہ شامل تھا) کی ادائیگی کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ مجھے جیارڈیاسس (انتڑیوں کا انفیکشن)، خون کی کمی اور پتے کا بڑھ جانا جیسی بیماریاں لاحق تھیں۔ پانچ یا چھ دن کے فلیجل کے کورس اور چند مہینوں تک آئرن، فولک ایسڈ، وٹامنز اور طاقت کی مختلف دوائیوں کے استعمال کے بعد الحمدللہ ان تمام بیماریوں کا مکمل علاج ہو گیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اروزگان کے تمام مجاہدین 'امارت اسلامیہ کے ساتھ ہیں!

صوبہ اروزگان کے جہادی سربراہ ملاامین اللہ یوسف حفظہ اللہ سے گفتگو

گفتگو: حبیب مجاہد

صوبہ اروزگان افغانستان کے مرکزی صوبوں میں سے ہے، جس کے مشرق میں غزنی اور زابل کا ایک حصہ، شمال میں صوبہ دائی کنڈی، مغرب میں ہلمند اور جنوب میں قندھار اور زابل واقع ہیں۔اروزگان کا مرکز "ترین کوٹ' شہر ہے۔اس صوبے کا رقبہ ۱۲۶۴۰مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً۴لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ ماضی میں اس صوبے کے شمال میں واقع ہزارہ آبادی کے علاقے بھی اروزگان کا حصہ سمجھے جاتے تھے۔ کرزئی کے دور حکومت میں اس علاقے کو دائی کنڈی کے نام سے ایک الگ صوبہ بنایا گیا ہے۔اروزگان کے مرکز کے علاوہ دہراوود، چار چینو، چورہ، خار خودی اور چنار توکے اضلاع پر مشتمل ہے۔اس صوبے کے جہادی سربراہ حاجی امین اللہ یوسف صاحب سے گفتگو کی گئی ہے، جو نذرِ قارئین ہے۔

سوال: محترم! کیا آپ اروزگان کی اسٹریٹجک اہمیت پر روشنی ڈالیں گے ؟

جواب: صوبہ اروزگان افغانستان کے مرکزی صوبوں میں سے ہے۔ اگرچہ یہ انتظامی تقسیم کے اعتبار سے جنوب مغربی علاقے کا حصہ ہے، مگر یہ افغانستان کے قلب میں واقع ہے اور بہت سے صوبوں سے اس کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں۔ یہ صوبہ ایک پہاڑی خطہ ہے۔اس میں بڑے پہاڑ، وسیع درے اور دریا ہیں۔اسی فطری بناوٹ نے روس کے خلاف جہاد کے دور میں بھی اس صوبے کو بہت اہمیت بخشی۔اس دور میں بھی یہ صوبہ مجاہدین کا اہم ٹھکانہ رہا۔ اب بھی دشمن اس صوبے پر زیادہ توجہ اس دے رہا ہے کہ اگر یہ علاقہ ایک بار مجاہدین کے ہاتھ آگیا تو اس کا دوبارہ قبضہ بہت مشکل ہوگا۔دوسرا یہ کہ اروزگان وہ علاقہ ہے کہ موجودہ کٹھ پتلی حکومت کی ابتدا یہیں سے ہوئی ہے۔امریکیوں نے اپنے کٹھ پتلی حامد کرزئی کو اسی صوبے میں سے اٹھایا اور خصوصی فوج دے کر اس طرح سے اس کا ساتھ دیا کہ وہ اروزگان اور قندھار پر قابض ہونے کے بعد کابل پہنچا اور تخت نشین ہو گیا۔

سوال: جارحیت کے گزشتہ ادوار میں صوبہ اروزگان کے حالات کیسے تھے ؟

جواب: جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ امریکہ کے خلاف جہاد کے دور میں دشمن صوبہ اروزگان کی جانب زیادہ متوجہ رہا۔اسی لیے اس صوبے کے مختلف علاقوں میں بہت مضبوط کانوائے، امریکی، ہالینڈی اور آسٹریلین فوج کے اڈے اور بیس قائم کیے گئے تھے، مگر اس کے باوجود ان کے خلاف ہمیشہ حملے جاری رہے۔ جس کی وجہ سے دشمن کو بار بار نقصانات اٹھانے پڑے۔ جب ۲۰۰۹ء کے بعد اروزگان میں مجاہدین کی قوت بڑھی اور بہت سے مضافاتی علاقے مجاہدین کے ہاتھ آگئے تو جارحیت پسندوں نے اس علاقے میں خصوصی فوج بھیجی اور گاؤں گاؤں میں چھاونی قائم کرنے، مزید فوج بھیجنے اور اربکی بنانے کی مہم شروع کی، جس کے نتیجے میں اروزگان کے بہت سے مضافاتی علاقے دشمن فوج کے ہاتھ لگ گئے، جس سے عوام پر ظلم، وحشت، چوری اور بدکاریوں کے مظالم ڈھائے۔ مگر دشمن کی ان تمام کوششوں اور سازشوں کے باجود مجاہدین آرام سے نہ بیٹھے۔ دشمن پر مسلسل بم دھماکے اور حملے ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ بیرونی قوتیں خصوصاً آسٹریلیا اور ہالینڈ کی فوجیں اس بات پر مجبور ہوگئیں کہ اس صوبے سے نکل جائیں۔اس کے بعد امریکی فوجی بھی میدان جنگ سے بھاگ گئے اور اپنے اڈے اور چھاؤنیاں 'اربکیوں، پولیس اور کٹھ پتلی فوج کے حوالے کر دیں۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ گزشتہ عزم آپریشن کے سلسلے میں اروزگان کا علاقہ 'ڈیری' دشمن سے پاک کیا گیا ہے۔اس حوالے سے کیا کہنا چاہیں گے ؟

جواب: گزشتہ سال افغانستان کے اکثر حصوں میں فتوحات اور کامیابیوں کا سال تھا۔اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت مجاہدین نے بہت سے علاقوں سے دشمن کا وجود ختم کر دیا تھا۔ امریکا نے ملیشیا اور اربکیوں کے ذریعے اروزگان کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، مگر گزشتہ سال ضلعی مراکز کے علاوہ اروزگان کے تمام گاؤں دیہات اور مضافاتی علاقے ، بڑے بڑے قصبے دشمن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ مثلاً ضلع خاص اروزگان کے تمام مضافاتی علاقے؛ جیسے شالی ناوہ، سلطان محمد ناوہ اور دیگر علاقے مجاہدین نے قبضے میں لے لیے ہیں۔ دشمن ضلعی مراکز میں محصور ہے۔ ضلع چار چینو اب دو اضلاع میں تقسیم ہو چکا ہے، ایک خار خوردی اور دوسرا شہید حساس۔ان میں سے خار خوردی مکمل طور پر فتح ہو چکا ہے اور بقیہ حصے میں صرف ہوشی کوچی بازار باقی ہے اور سب فتح ہو چکا ہے۔ اس بازار پر بھی مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ ضلع دہراوود کٹھ پتلی حکومت کے لیے اروزگان کے صوبائی مرکز سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت کے لیے اپنی پوری قوت لگا رہے ہیں۔اس ضلع کے ورجان، شورجی، سنگ

> مجاہدین کو چاہیے، سب سے پہلے تو اپنی نیت خالص اللہ کی رضا کے لیے کر دیں۔اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور پھر اسلامی نظام کے دوبارہ قیام اور فسق وفجور کے خاتمے کے لیے جہاد کی جانب توجہ دیں۔ مجاہدین دشمن کے پروپیگنڈے اور شیطانی وساوس سے اپنی حفاظت کریں اور اس طرح کے وساوس سے اپنی حفاظت کا طریقہ کار یہ ہے کہ ساری توجہ جہاد کی جانب دیں۔ ہمیں اللہ تعالی سے امید ہے اور اس پر ہمارا یقین ہے کہ ہم پر اللہ تعالی کی نصرت کے دروازے کھل چکے ہیں۔ ملک کے ہر گوشے سے فتوحات کی خوش خبریاں مل رہی ہیں۔

لاخ، باز گیر، دہزک، سیاسنگ، کور، شنغولی اور غاڑی کے علاقے فتح ہو چکے ہیں اور 'تنگی' تک پہنچ چکے ہیں۔ یہاں بھی دشمن ضلعی مرکز میں محصور ہو چکا ہے۔ ضلع کے تحفظ کے لیے ایک بار ارو زگان کے صوبائی مرکز سے ایک کانوائے آیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ بعد ازاں قندھار سے خصوصی فوج اور کمانڈوز بھیجے گئے، جس پر اب بھی حملے جاری ہیں۔ چورہ اور چنارتو میں بھی بہت سے علاقے مجاہدین نے قبضے میں لے لیے ہیں۔ مرکز ترین کوٹ دروشان، مراباد اور پای ناوہ کے علاقے میں بھی بہت پیش رفت ہوئی ہے۔

سوال: محترم! ہم گزشتہ سال کے عزم آپریشن کے سلسلے میں اہم علاقوں میں جہادی آپریشن کی تفصیلات جاننا چاہتے ہیں۔

جواب: یہاں ان بڑے آپریشن کی کچھ مثالیں ذکر کروں گا، جو گزشتہ سال ارو زگان میں ہوئے اور میڈیا نے بھی اس پر روشنی ڈالی۔ گزشتہ سال ۲۶ اپریل ۲۰۱۵ء کو ارو زگان کا پولیس سربراہ گلاب خان مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گیا۔ ۲۲ مارچ کو مجاہدین نے خاص ارو زگان میں دس پوسٹیں فتح کیں اور ۴۰ فوجیوں نے ہتھیار ڈالے۔ چار چینو اور دہراوود میں کامیاب حملے ہوئے۔ ۲۳ کو چار چینو کا پولیس چیف اسماعیل ایک بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا۔ ۲۷ مئی کو خاص ارو زگان میں ۳۷ اربکی اور پولیس اہل کاروں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مئی کے آغاز میں مجاہدین نے چار چینو کے زمبوری، ہوشی اور ریگکی کے علاقوں میں پولیس اور آرمی کی پوسٹوں پر وسیع پیمانے پر حملے کیے اور بہت سے علاقے ان سے خالی کروائے۔ ۱۷ جولائی کو دہراوود کا پولیس کمانڈر اور مظالم میں شہرت رکھنے والا جنگجو حاجی طالب اور اس کا نائب جان آغا خانی اپنے ۱۴ اہل کاروں سمیت مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہو گئے۔ اگست کے آغاز میں مجاہدین نے خاص ارو زگان کے علاوہ سلطان محمد ناوہ نے پیش قدمی کی، یہاں تک کہ ۲۳ مارچ کو یہ وسیع اور بڑا علاقہ مکمل طور پر فتح ہو گیا۔ دشمن کے درجنوں فوجی ہلاک ہو گئے۔ بہت سے فوجیوں نے ہتھیار ڈالے اور بقیہ علاقے سے فرار ہو گئے۔

۲۰۱۶ء کے پہلے مہینے میں دہراوود اور چار چینو میں آپریشن کا آغاز ہو گیا۔ پہلے مہینے کی ۳۰ تاریخ کو مجاہدین نے خار خوردی کا ضلع مکمل طور پر فتح کر لیا اور سراب کا علاقہ بھی دشمن کے وجود سے پاک ہو گیا۔ ۱۱ مارچ کو مجاہدین نے خاص ارو زگان میں ۶۰ سے زیادہ فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ مارچ کے اواخر میں ضلع چار چینو میں ایک بار پھر حملے ہوئے، جو اب تک جاری ہیں۔ اب تک مجاہدین نے دس سے زیادہ پوسٹیں فتح کی ہیں اور دشمن کے گرد محاصرہ اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔

سوال: اگر مجاہدین ارو زگان کے ضلعی مراکز بھی فتح کر دیں تو اس کا جنگ کی عمومی حالت پر کیسا اثر پڑے گا؟

جواب: اللہ تعالی کے فضل اور نصرت سے مجاہدین ضلعی مراکز بھی فتح کر لیں گے اور اس کے تمام منصوبہ بندیاں کی گئی ہیں تو دشمن کا صوبائی مرکز کچھ بھی مزاحمت نہیں کر سکے گا۔ اور اگر صوبائی مرکز بھی فتح ہو جائے تو یہ دشمن کے لیے ایک شدید وار ہو گا۔ پھر دشمن کے اس علاقے میں قدم جم نہیں سکیں گے۔ کیوں کہ آپ جانتے ہیں اب بھی ارو زگان کے پڑوس میں ہلمند میں بھی فتوحات کا سلسلہ جاری ہے اور زابل اور قندہار میں بھی مجاہدین بہت آگے ہیں۔ ارو زگان ایسا علاقہ نہیں، جسے دشمن پھر سے طاقت کے زور پر چھین لے۔ کیوں کہ وہاں سارے عوام مجاہدین کے ساتھ ہیں اور اب وہ جارحیت کے اولین دن بھی نہیں ہیں کہ جب امریکی پروپیگنڈے سے متاثر ہو جائیں گے۔

سوال: کیا ارو زگان میں کوئی ایسا علاقہ ہے، جہاں امارت اسلامیہ کے علاوہ اور کوئی ایسا گروپ ہو، جس کی امارت اسلامیہ سے دشمنی ہو اور وہ امارت کی راہ میں رکاوٹ ہو۔

جواب: للہ الحمد! صوبہ ارو زگان کے تمام مجاہدین 'امارت اسلامیہ کے ساتھ ہیں۔ ایک ہی امیر ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد امیر المومنین ملا ہیبت اللہ حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ سب ایک ہی پرچم تلے جہاد کرتے ہیں۔ ارو زگان میں بھی افغانستان کے دیگر صوبوں کی طرح اس حوالے سے کوئی مشکل پیش نہیں آئی، بلکہ پورے افغانستان کی سطح پر نہ ہونے کے برابر ہے۔ افغانستان کے ۳۴ صوبوں میں صرف دو صوبوں میں ایسے لوگ ہیں، جو خود کو امارت اسلامیہ کے دائرے سے باہر قرار دیتے ہیں۔ ۳۲ صوبوں میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ امارت اسلامیہ ایسے مسائل کے حل کی جانب متوجہ ہے۔

سوال: محترم! آپ کوئی پیغام دینا چاہیں، تو ہم حاضر ہیں۔

جواب: میرا پیغام مجاہدین کے نام ہے۔ اب ایک بار پھر نیا سال آ گیا ہے اور ہم آپریشن کے آغاز کی حالت میں ہیں ۔ اس لیے مجاہدین کو چاہیے، سب سے پہلے تو اپنی نیت خالص اللہ کی رضا کے لیے کر دیں۔ اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور پھر اسلامی نظام کے دوبارہ قیام اور فسق و فجور کے خاتمے کے لیے جہاد کی جانب توجہ دیں۔ مجاہدین دشمن کے پروپیگنڈے اور شیطانی وساوس سے اپنی حفاظت کریں اور اس طرح کے وساوس سے اپنی حفاظت کا طریقہ کار یہ ہے کہ ساری توجہ جہاد کی جانب دیں۔ ہمیں اللہ تعالی سے امید ہے اور اس پر ہمارا یقین ہے کہ ہم پر اللہ تعالی کی نصرت کے دروازے کھل چکے ہیں۔ ملک کے ہر گوشے سے فتوحات کی خوش خبریاں مل رہی ہیں۔ اس طرح کے اہم مرحلے پر فتوحات کے اس لشکر کا ساتھی بنیں۔ اسلام کے دشمنوں پر اپنے حملوں کو زور دیں اور اسلامی نظام کے دوبارہ قیام کے اپنی ساری صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔

ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں، جب ایک بار پھر کفر شکست کھا جائے گا اور ملک پر اسلامی نظام کا سفید پرچم لہرائے گا۔

☆☆☆☆☆

پورس کے ہاتھی

علی غفران

تاریخ میں راجہ پورس ایک مشہور بادشاہ گذرا ہے...اس کی شہرت کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ اس نے اسکندر کے ساتھ لڑائی لڑی اور ہار گئے...ہارنا تو دو فریقوں میں سے کسی ایک کو پڑنا ہی ہوتا ہے...خاص بات مگر اس ہار کی یہ ہے کہ پورس نے بڑی مان سے ہاتھی پالے ہوئے تھے...

اس کا خیال تھا کہ جب بھی میری کسی سے لڑائی ہوئی، تو میں ان ہاتھیوں کو میدان میں اتاروں گا اور ان کی بدولت اپنے مخالف پر غالب آؤں گا، کیونکہ اتنے زیادہ اور اتنے تربیت یافتہ ہاتھی کسی اور کے پاس نہیں ہیں...مگر جب اسکندر کے ساتھ اس کی لڑائی ہوئی، تو ارسطو کے اس ذہین شاگرد نے ایسی تدبیر اختیار کی کہ پورس کے ہاتھی خود اسی پر ہی پلٹ گئے اور اس کے لشکر کو روندتے چلے گئے...نتیجہ یہ کہ ہاتھیوں کے جس لشکر کو اس کی فتح کا ذریعہ بننا تھا، وہی لشکر اس کی شکست کی کلید بن گیا...

خیر سے ہمارا بجٹ پیش کر دیا گیا ہے...جب سے بجٹ بیان پڑھا ہے، حیرت، افسردگی، غم اور غصے کی ایک لہر ہے، جو جسم و جاں پر محیط ہے...مگر طبیعت کو جبراً صبر پر امادہ کرتا رہا..تاہم آج ایک مضمون پڑھا..شاید کہ وہ کوئی گھڑی ہوئی کہانی ہو، شاید کہ وہ افسانہ ہو، شاید کہ وہ سچ ہو، مگر اس نے مجھے مجبور کر دیا کہ اس دکھ اور چبھن کو ظاہر کر دوں، جو مجھے اندر ہی اندر مارے ڈال رہی ہے۔پہلے امسال بجٹ کا ایک 'اوور آل ویو' پیش کرتا ہوں:

بجٹ میں کل آمدن ۴۹۰۵ارب، جب کہ کل اخراجات ۴۳۹۵ ارب ہیں، ۷.۳ فی صد اضافے کے ساتھ..قرضوں کی مد میں ۱۳۶۰ارب، جب کہ دفاع پر ۸۶۰.۲ ارب اور ترقیاتی منصوبوں پر آٹھ سو ارب خرچ کیے جائیں گے..کل بجٹ خسارہ ۱۲۶۰.۲۰ ارب روپے ہیں، جسے اندرونی و بیرونی بینکوں سے قرض لے کر پورا کیا جائے گا اور ہماری آنے والی نسلیں (بشرطیکہ وہ آ سکیں) ان قرضوں کی ادائیگی کرتی رہیں گی! علاوہ ازیں ترقیاتی رقم جو آٹھ سو ارب ہے، اس میں سے بھی فوج کو مندرجہ ذیل حصہ جائے گا:

ایک سو ارب روپے سیکورٹی ڈویلپمنٹ فنڈ کی مد میں سیکورٹی پر خرچ ہوں گے...ملٹری پنشنز جو سالانہ ۱۷۸ارب روپے ہوں گے، وہ بھی سول اکاونٹس سے ادا ہوں گے ...

اسی طرح نیوکلیئر پروگرام اور فاٹا اپریشن کی مد میں کل اخراجات علیحدہ سے فوج کو دیے جائیں گے...فوج کے آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ کی تنخواہیں سویلین اکاؤنٹس سے دی جائے گی...سرحدوں پر تعینات فوج کے خصوصی الاؤنسز میں پچاس سے تین سو کا اضافہ کیا گیا ہے...یہ بھی سول اکاؤنٹس سے ادا کیا جائے گا۔

اسی طرح آرمی آفیسرز کے ایک قسم کے الاؤنس میں آٹھ سو سے پچیس سو کا اضافہ کیا گیا ہے...یہ بھی سویلین اکاؤنٹ سے ادا ہو گا، علاوہ ازیں سیکرٹ فنڈ سے مزید ادائیگیاں کی جاتی ہیں اور یہ ساری ادائیگیاں بلا ریکارڈ ہوتی ہیں!

اس کے مقابلے میں تعلیم پر ۷۹.۵ ارب روپے خرچ ہوں گے، صحت پر ۲۲.۴ارب، ٹرانسپورٹ و مواصلات پر دو سو ساٹھ ارب جب کہ پاک چین راہداری پر ایک سو پچیس ارب خرچ کیے جائیں گے..

برادرانِ وطن...!اس بجٹ کو اگر آپ نہیں سمجھے ہیں، تو ایک مرتبہ دوبارہ نظر دوڑا کر دیکھیے...یہ دراصل عوام کے لیے بنایا ہی نہیں گیا، بلکہ یہ پورس کے ہاتھیوں کو پالنے کا بجٹ ہے...فوج کو کل ترقیاتی کاموں کے لیے مختص رقم (۸۰۰ارب روپے) سے بھی زیادہ دی گئی ہے، یعنی ۸۶۰ارب...اس کے بعد جو دوسری سہولیات دی گئیں ہیں، وہ بھی شمار کر لیں، تو کم از کم بھی ۳۵۰ارب روپے مزید فوج کو جا رہے ...یعنی ترقیاتی بجٹ کا تقریباً آدھا مزید بھی فوج کو مل رہا...گویا ساری قوم کو کولھو میں جوتا گیا ہے اور جو آرہا ہے، وہ انہی پر لگتا جا رہا...

سوال یہ نہیں کہ اتنا سارا پیسہ بلکہ سادہ الفاظ میں بجٹ کا سارا ہی پیسہ ان پر کیوں لگایا جا رہا...ظاہر ہے دفاع پر ہر ملک میں کثیر مقدار خرچ کی جا رہی...سوال مگر یہ ہے کہ یہ جو جا رہا، اس کا کوئی حساب بھی ہے یا نہیں...بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سوال یہ ہے کہ اس سب کے بدلے میں ہماری فوج نے ملک و قوم اور عوام کو دیا کیا ہے؟

چند شکست خوردہ جنگیں اور دلدوز تاریخ کے چند کریہہ واقعات کے سوا فوج نے قوم کو کیا دیا ہے.؟اس کی کون سی غیرت، ان کی کون سی حمیت کا خیال رکھا ہے؟نہ زمین کی حفاظت کی، نہ فضا کی...ہماری زمینوں پر ہماری جانوں کے دشمن دندناتے ہوئے آتے ہیں...قوم کو خون میں نہلا کر جاتے ہیں، مگر ہمارے یہ محافظ ٹس سے مس نہیں ہوتے...ہماری فضاؤں میں ان کے ڈرون گھستے ہیں...میزائل مار مار کر ہمارے پرخچے اڑاتے ہیں اور پھر خراماں خراماں اڑتے چلے جاتے ہیں...جب کہ یہاں نہ ماتھے پر شکن اور نہ ہی آنکھوں میں طیش و غم...

آپ نے قوم کے لیے کیا ہی کیا ہے؟سوائے اس کے کہ کفر کی آنکھوں میں چبھنے والے وہ چند کانٹے جو آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے اٹھ اٹھ کر آپ کا دامن پکڑنے لگے اور آپ کے اپنے پاؤں زخمی کرنے لگے، تو آپ ان کے روندنے کے درپے ہو گئے...ان کا کیا ہوا؟یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مگر اس بہانے جو آپ نے قوم کے خوشبودار پھول، سرسبز درخت اور میوہ دار پیڑ اکھاڑ ڈالے، آباد چمن جلا ڈالے، چہکتے پرندے بھون ڈالے، ان کا حساب مگر کون دے گا؟

(بقیہ صفحہ ۹۴پر)

امریکی یوٹرن

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

پرویز مشرف نے اپنی تنہا کمانڈو عقل کی بنیاد پر پورے ملک کو چشمِ زدن میں یوٹرن کا جھٹکا دے کر امریکہ کی گود میں لے جا پھینکا تھا۔ وہ یوٹرن برادر ملک افغانستان سے نظریں پھیر کر اسے ۴۹ ممالک کی فوجوں کے بالمقابل تنہا کھڑا کر دینے کا یوٹرن تھا۔ امریکہ کو برادر مسلم ملک کے خلاف سفاک تعاون پیش کر کے خونِ مسلم کی ندیاں بہانے کا یوٹرن تھا۔ پورے پاکستان کی ہیئت بدل گئی۔ دھڑا دھڑ تعلیمی نصاب بدلے، اقدار و اطوار بدلے۔ نظریۂ پاکستان پر خطِ تنسیخ پھیرا۔ مساجد، مدارس، اہلِ دین کے خلاف خفی اور جلی پروپیگنڈا اور آپریشنز ہوئے۔ سیاسی سطح پر لوٹ مار کرپشن کے بازار گرم ہوئے۔ امریکہ کو محبوب بنا کر اس کے اشارۂ ابرو پر کیا کچھ قربان نہ ہوا۔ ڈاکٹر عافیہ کی حوالگی کے شرم ناک واقعے سے لے کر، لال مسجد آپریشن میں دینی طلبہ و طالبات کا قتلِ عام ہوا۔ امریکہ کی ایما پر قبائلی علاقہ جات اور سوات آپریشن در آپریشن سے گزارے گئے۔ دنیا میں پاکستان کی طرف سے المناک کمزوری کے اظہار پر ایک نئی طرح ڈالی گئی۔ وہ یہ کہ ایک آزاد خود مختار ایٹمی ملک امریکہ کے رحم و کرم پر یوں چھوڑ دیا گیا کہ ۳۹۱ ڈرون حملے کر کے اس نے ہماری خود مختاری کے پرخچے اڑائے۔

؎ ہم ہنس دیے ہم چپ رہے۔ منظور تھا پردہ ترا!

دہشت گردی کے جھوٹے فسانوں پر ملک کے اندر انتقام در انتقام کی وہ فصل بوئی جسے کاٹتے کاٹتے ہم سیاسی، معاشی بحرانوں کی گرداب میں پھنس کر رہ گئے۔ ازلی ابدلی حریف جو ہمارے خون کا پیاسا رہا... بھارت... اسے ہم نے دوست باور کروانے اور امریکی خوشنودی ہی میں اس کی دشمنی کے تمام اقدامات پر ڈرونز ہی کی طرح صرفِ نظر کرنے کی پالیسی بنائی۔ امریکہ ہماری قومی عزت و آبرو کے پرخچے اڑاتا اب اس مقام پر آن پہنچا ہے کہ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور پر ڈرون حملہ ہماری امریکہ دوستی کے تابوت کا آخری کیل تھا۔ اس تابوت کا جنازہ اوباما اور مودی نے اب مل کر امریکی کانگریس میں پڑھ دیا ہے (یعنی تالیوں کی گونج میں مودی کا خطاب) اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ... وہ رہے وضو کرتے!

بھارت کی بانہوں میں بانہیں ڈالے اوباما نے ملّا منصور کی شہادت پر جو دھونس دھمکی کی زبان پاکستان کے لیے استعمال کی تھی، اسی پیرائے میں اب پھر بھارت نے ممبئی اور پٹھان کوٹ حملوں کے ملزمان کو کٹہرے میں لانے کی گھرکی دی ہے۔ دنیا کی دو دہشت گرد ترین قوتیں واشنگٹن میں کھڑی پاکی داماں کی حکایتیں سناتے ہمیں کوس رہی ہیں۔ یہ امریکہ دوستی کا وہ مآل ہے جس کے نوحے پڑھتے ۱۶ سالوں میں ہمارا قلم گھس گیا۔ یہ نوشتۂ دیوار تھا۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو! آج ملک 'پرویز مشرف کی کاشت کردہ فصل کے زہریلے کانٹے چن رہا ہے۔ امریکہ ایران بھارت اور (کٹھ پتلی) افغانستان مل کر ہمیں آنکھیں دکھا رہے ہیں۔ شجاعت اور بے مثل عزیمت و استقامت کے پیکر افغان طالبان کی پیٹھ میں چھرے گھونپ گھونپ کر ہم ان کا اعتماد بھی کھو چکے ہیں۔ اندرونِ ملک سیاسی صورت حال نری افراتفری کا منظر پیش کرتی ہے۔

امریکہ بھارت کو خطے پر ایک بڑی قوت بنا کر مسلط کرنے کے پے در پے اقدامات کیے چلا جا رہا ہے۔ پاکستان کی سلامتی کو گھمبیر خطرات درپیش ہیں۔ اندرونِ خانہ صورت حال یہ ہے کہ سول ملٹری تعلقات، طاقت اور اقتدار کا مرکز کہاں ہے۔ فیصلہ کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟ ماتحت اور بالادست کے بنیادی سوالات میں قصداً ابہام پیدا کیا جا رہا ہے۔ جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔ ملک کو درپیش چیلنجز کی گھمبیرتا سے منہ موڑے اناؤں کے کھیل جاری ہیں۔ قیامِ پاکستان سے نائن الیون تک فوج کا بنیادی دفاعی کردار بمقابلہ 'دشمن بھارت' کی مہیب طاقت کے ہوا کرتا تھا اب نیا دشمن امریکہ کی خاطر اندرونِ ملک دہشت گردی کے نام پر گھڑ دیا گیا۔ سو تمام تر تیاری صرف خود کش حملوں اور ان کے خلاف دفاع پر جھونک دی گئی۔ ایٹمی ملک کی طاقت اندرونِ ملک کھپا دی۔ توپ سے مکھیاں ماری جانے لگیں۔ بھارت کے ساتھ تصادم کے امکانات حالیہ امریکہ بھارت نیوکلیئر سول تعاون میں پیش رفت اور بھارت کی پیٹھ ٹھونکے جانے پر بڑھ رہے ہیں۔

ہمارے پاس اس کی کیا تیاری ہے؟ ملک بھر میں بیسیوں اداروں کے جال دہشت گردی کے نام پر بچھا دیے۔ اب امریکہ نے اپنے حصے کے یوٹرن کا وار کر کے جنگی کھیل کا پانسہ ہی پلٹ کر رکھ دیا! ہم سے وہ ڈرونز کے ذریعے نمٹتا رہے گا۔ بھارت کو بحرِ ہند میں ایٹمی ہتھیاروں کے بل پر بالادستی حاصل کرنے میں مدد دے کر وہ ہماری گوشمالی کا سامان کر رہا ہے۔ مشکل وقت پر اللہ یاد آیا تو کرتا ہے۔ جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا! ذرا پلٹ کر اللہ سے اپنے تعلق پر توجہ فرمالی جائے۔ (جس کے کوئی آثار طاقت والوں کے پاس دکھائی نہیں دیتے!) گزشتہ ۱۶ سال ہم نے مساجد، مدارس، اہلِ دین سے دشمنی پالی۔ شعائر اللہ پامال کیے۔ ہم پر زلزلے آئے۔ ہم نے اللہ کو بھلا کر زمین کی پلیٹوں کو ذمہ دار قرار دے کر جان چھڑا لی۔ سیکولرازم، لبرلزم کے نشے میں دھت ہو کر ہم نے دین دار نوجوانوں میں موت بانٹی۔ ماورائے عدالت گمشدگیوں اور قتل کے مرتکب ہوئے۔

جس امریکہ کی محبت میں ہم نے اپنا سب کچھ لٹایا' وہ اوباما آج مودی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دانت نکوس رہا ہے۔ حُسن آرام اے؟ پاکستان کی اخلاقی اقدار کے ہم نے پرخچے اڑا دیے۔ ۷۸ چینل بے حیائی دونوں ہاتھوں سے بانٹنے اور اسلام کا چہرہ بگاڑنے پر مامور کیے۔ بھرے رمضان میں اسلام سے یہ مذاق جاری ہے۔ اسلام سے کلیتاً جاہل، عاری میزبانوں (الا ماشاء اللہ) کو گویا شیطان کی جگہ سندِ ماموریت حاصل ہے۔ (جسے رمضان میں جکڑ دیا جاتا ہے)۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کی بجائے کلمے کی ہر رمق کھرچ ڈالنے میں ۱۶ سال دن رات ایک کیے۔ تعلیم کو اختلاط سے آلودہ کیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۱ پر)

جہادِ شام کے تازہ احوال

منصور کوہستانی

پچھلے دو ماہ شام کے مختلف محاذِ جنگ پر کافی لڑائیاں لڑی گئیں حالانکہ زبانی طور پر ہی سہی لیکن شام میں جنگ بندی کافی حد تک موجود ہے۔ جنیوا میں مذاکرات کا تیسرا دور بغیر کسی نتیجے اور کھوکھلے اعلانات کے بعد ختم ہو گیا اور ان مذاکرات کی ناکامی کی بڑی وجہ بشار کی اقتدار کے لیے ہٹ دھرمی اور روس کی طرف سے روافض کے اتحاد کی اندھی حمایت ہے۔ جنگ بندی کے باوجود بشار الاسد کا اقتدار اور ایرانی ملیشیات نے پیش قدمی کی کوششیں جاری رکھیں۔ روس اپنے فوجی انخلا کے جھوٹے دعوے کے باوجود نہ صرف شام میں موجود ہے بلکہ رافضی اقتدار کو پیش قدمی کی کوششوں میں مکمل مدد فراہم کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شامی فضائیہ اور روسی جنگی طیاروں کی جانب سے شام کے عوامی مقامات' خصوصی طور پر ہسپتالوں اور بازاروں پر بم باری جاری ہے۔ ان بم باریوں کا خاص نشانہ ادلب صوبہ کے علاقے ہیں کیونکہ یہ صوبہ مکمل طور پر مجاہدین اور مزاحمت کاروں نے رافضی اتحاد سے آزاد کروایا ہوا ہے۔ مختلف محاذوں کی تفصیل اس طرح ہے:

پچھلے عرصے میں شام کی لڑائیوں میں سب کی نگاہوں کا مرکز جنوبی اور جنوب مغربی حلب کا میدان رہا۔ یہاں مجاہدین اتحاد ''جیش الفتح''، جہادی جماعتوں اور کچھ مزاحمت کاروں نے حملہ کر کے جنوب میں اہم قصبات کو ایرانی کمان میں لڑتی ملیشیات سے واپس آزاد کروایا۔ اپریل میں مجاہدین جماعتوں نے مشترکہ حملہ کر کے جنوبی حلب میں العیس کے بڑے قصبے اور اس سے ملحقہ چند علاقوں کو شیعہ ملیشیات سے آزاد کروالیا۔ جنوبی حلب کے اس محاذ پر کمان ایرانی انقلابی گارڈز کے پاس تھی اور یہ لوگ یہاں سے آگے پیش قدمی کر کے ادلب میں داخل ہونے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے لیکن اس شکست نے ان کو سخت غضب ناک کیا۔ انہوں نے جواب میں اندھا دھند حملے کیے اور بڑے پیمانے پر العین پر کیمیائی بم استعمال کیے۔ نقصانات سے بچنے کے لیے مجاہدین پسپا ہو گئے لیکن اس لڑائی میں ایرانی ملیشیا کو بڑا جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے کچھ ہی دن بعد مجاہدین نے دوبارہ حملہ کر کے العیس کو آزاد کروالیا۔ اس بار بھی رافضی نقصانات بہت زیادہ ہوئے اور اس بار بھی انہوں نے بڑے جوابی حملے اور کیمیائی ہتھیار استعمال کیے۔ خبریں یہ بھی ہیں کہ العیس کے مقامی مجاہدین جو حال ہی میں جبهۃ النصرۃ میں شامل ہوئے تھے، وہ شدید گولہ باری اور کیمیائی بموں کی بارش کے باوجود پیچھے نہ ہٹے اور خندقوں میں موجود رہے۔ جب وافضی یہ سوچ کر آئے کہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی مجاہدین پیچھے ہٹ گئے ہوں گے تو ان کے سامنے موت خندقوں میں گھات لگائے تیار تھی! اس دن ان کے جانی نقصانات اتنے زیادہ تھے کہ ایرانی ملیشیات کو دوبارہ العین پر زمینی حملے کا خیال ہی نہیں آیا۔

العیس پر حملے اور آزاد کروائے جانے کے کچھ ہی دنوں بعد جنوب مغرب میں خان طومان میں ایرانی ملیشیات کے لیے موت کا سامان تیار تھا۔ ہوا کچھ یوں کہ مجاہدین کو خبر ملی کہ خان طومان میں ایرانی اعلیٰ عسکری حکام کا ایک ہیڈ کوارٹر بنگیا ہے اور یہ لوگ اس ہید کوارٹر کو آگے پیش قدمی کے لیے استعمال کریں گے۔ مجاہدین نے یہاں ایران پر کاری ضرب لگانے کا پلان بنایا۔ اس حملے میں جند الاقصیٰ، حزب الاسلامی ترکستان (چینی مجاہدین) کا کردار اہم تھا۔ جند الاقصیٰ و ترکستانی مجاہدین کا کام خان طومان پر عام حملہ اور وہاں سے شیعہ ملیشیات کا صفایا تھا۔ جبهۃ النصرۃ کے مجاہدین کے ذمہ ایرانی ہیڈ کوارٹر کو فدائی حملے میں تباہ کرنا اور اس کے بعد باقیات کا صفایا تھا۔

جیسا مجاہدین نے پلان کیا تھا بالکل ویسا ہی ہوا۔ ایرانی ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ ہوا، بڑی تعداد میں شیعہ ملیشیا والے مارے گئے، لڑائی کے دوران میں ۸۰ سے زائد افغان ہزارہ شیعہ مجاہدین کے گھیرے میں آگئے۔ ان کو ہتھیار ڈالنے کا کہا گیا لیکن انہوں نے لڑائی اور فرار کی کوشش کی اور تقریباً سبھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس شکست اور نقصانات نے ایرانی کمان کو غصے میں پاگل کر دیا اور وہ اگلے ایک ہفتے تک مسلسل اور اندھا دھند اپنی زیر کمان ملیشیات کو بار بار خان طومان پر جوابی حملے کے لیے بھیجتے رہے جس کی وجہ سے ان کے جانی نقصان بہت بڑھ گئے۔ اس دوران میں خان طومان پر مسلسل گولہ باری، فضائی بم باری اور کیمیائی بم باری بھی جاری رہی لیکن خان طومان اور ملحقہ علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہی رہے۔ اس لڑائی میں دو ہفتوں میں ۵۰۰ حربی شیعہ ہلاک ہوئے جن میں ایرانی انقلابی گارڈ، افغان ہزارہ شیعہ اور لبنانی شیعہ ملیشیا حزب اللہ کے جنگجو شامل تھے۔

شام میں ایرانی نقصانات پہلی بار اس قدر وسیع اور زیادہ تھے کہ ایران کے اندر کہرام مچ گیا اور ایرانی عسکری حکام نے ۱۳ ایرانی اہل کاروں اور حکام کی ہلاکت اور ۲۱ کے زخمی ہونے کا اعتراف کیا۔ خان طومان کو مجاہدین اب ''روافض کے قبرستان'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

خان طومان پہ جب ان شیعہ ملیشیات نے قبضہ کیا تھا تو ان کی ایک ملیشیا کے کمانڈر نے خان طومان کی جامعہ مسجد میں کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہرزہ سرائی کی تھی۔ خان طومان پر حملے کرتے وقت مجاہدینِ اسلام نے موت پر بیعت کی اور عہد کیا کہ یا تو شہادت حاصل کریں گے یا پھر خان طومان کو آزاد کروا کر اُسی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کریں گے۔ الحمدللہ وہ کیا منظر تھا کہ جب خان طومان کی جامعہ مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر شیخ المجاہدین عبداللہ المحیسنی حفظہ اللہ نے خطبۂ جمعہ دیا اور آلِ مجوس کو للکارا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خان طومان میں مجاہدین کو مالِ غنیمت کے انبار ہاتھ آئے۔

حلب شہر کے شمالی طرف آنے کا کا صرف ایک ہی راستہ بچا ہے۔ جو کہ کاسٹیلو روڈ کہلاتا ہے۔ باقی یہ شہر بشاری فوج کے محاصرے میں ہے اور اس کی مرکزی سپلائی داعش، بشار

اور کرد ملیشیا کے حملوں کے بعد کٹ چکی ہے۔ ایرانی اب حلب شہر پر قبضے کا منصوبہ بنائے بیٹھے ہیں اور اس مقصد کے لیے کاسٹیلو روڈ کو کاٹ کر شہر کو مکمل محاصرے میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حندرات و ملاح کے محاذ سے حال ہی میں شیعہ ملیشیات نے پیش قدمی کی کوشش کی جو کہ ناکامی سے دوچار ہوئی۔ یہ علاقہ مسلسل اور شدید روسی بم باریوں کے نشانہ پر ہے اور شہر کے اندر بھی کچھ عرصہ سے خصوصی طور پر بم باریاں کی جارہی ہیں۔ اب تک سیکڑوں افراد ان حالیہ بم باریوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ سوشل میڈیا پر حلب کے شہریوں پر اس بے رحمانہ درندگی کے خلاف کافی شور اٹھا لیکن اربابِ اختیار کا رویہ رہی رہا۔ کیونکہ جدید دنیا نے یہ اصول بنالیا ہے کہ مسلمانوں کا خون بہنے پر منافقانہ خاموشی اختیار کیے رکھی ہے۔ حلب شہر کے اندر ایرانی مجوس کا بڑا حملہ ابھی ہونا ہے اور یہ لوگ اس کی خوب تیاری کر رہے ہیں۔

حلب کے شمال میں ترکی کے بارڈر کے پاس عزار شہر اور مارع کے ارد گرد داعش اور مزاحمت کاروں میں حال ہی میں بڑی شدید اور اہم لڑائیاں لڑی گئیں۔ لڑائی کے محرکات کچھ یوں ہیں کہ شام کے مشرقی و جنوب مشرقی علاقوں میں کرد ملیشیا کی داعش کے خلاف فتوحات اور سیکڑوں کلومیٹر علاقے میں پیش قدمی سے ترکی کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کرد ملیشیا فرات کا دریا پار کر کے کوبانی اور عفرین کی کرد کنٹونمنٹس (کرد انتظامی علاقے کنٹونمنٹ کہلاتے ہیں، انہیں آپ صوبہ کہہ سکتے ہیں) کو ملا کر آزاد کردستان کی راہ میں بڑی رکاوٹ دور کرنا چاہتے ہیں۔ ترکی اس منصوبے کے سخت خلاف ہے کیونکہ کردوں کی ترکی کے اندر بھی کرد علاقوں پر نظر ہے۔ کرد اس بات کا برملا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ عفرین اور کوبانی کو ملانا چاہتے ہیں۔

اس سلسلے میں کرد ملیشیا، داعش کو پیچھے دھکیلتے ہوئے نشرین نامی قصبے کے مقام پر فرات کا دریا پار کر آئی ہے۔ اور داعش کے زیر انتظام منبج نامی شہر پر قبضہ کرنے کے لیے پر تول رہی ہے۔ کردوں کو امریکی فضائیہ کی مدد حاصل ہے لیکن دوسری طرف ترکی جو کہ خود بھی امریکی اتحادی ہے' اسے کردوں کی پیش قدمی پر سخت تشویش ہے اور لازماً ترکی نے امریکہ سے کردوں کی فرات کے مغربی کنارے سے آگے پیش قدمی پر دباؤ ڈالا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ کرد جو جنوری ۲۰۱۶ء سے فرات کے مغربی کنارے کو پار کر کے بیٹھے ہیں اور منبج شہر پر حملہ کرنے کے لیے بے قرار ہیں' ان کو امریکہ کی طرف سے منبج پر حملے کی ۴،۵ ماہ سے اجازت نہیں ملی۔ اس دوران میں ترکی نے عزاز اور مارع کے پاس اپنے حمایتی مزاحمت کاروں کے ذریعے پیش قدمی کی کوشش کی تاکہ جب ترکی حمایتی مزاحمت کار شمال کے ان علاقوں پر قابض ہو جائیں گے تو پھر کردوں یا امریکہ کا ان علاقوں پر حملے کا کوئی جواز نہیں بچے گا۔ یہاں پر امریکی، روسی اور کرد تینوں یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ ترک نواز مزاحمت کار داعش کے خلاف ناکام ہو جائیں تاکہ ان کو یہاں پر داعش کے خاتمے کے بہانے قبضہ کرنے کا موقع ملے۔ حتیٰ کہ روسی طیارے مزاحمت کاروں اور داعش کے درمیان لڑائی میں مزاحمت کاروں پر لگاتار بم باری کرتے ہیں۔ امریکہ بھی ترکی کے اتحادی ہونے کی وجہ سے داعش پر کبھی کبھار اس محاذ پر بم باری کرتا ہے لیکن اس وقت جب اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لڑائی کا قصہ یہ ہے کہ مزاحمت کار ترکی کے بارڈر کے ساتھ ایک لمبی لائن میں پیش قدمی کرتے ہوئے کافی آگے پہنچ گئے تھے اور ایک وقت میں الراعی جیسے اہم علاقے اور بارڈر کراسنگ فتح کر لی تھی، لیکن اس کے بعد داعش کی ہزاروں کی تعداد میں کمک آنے کے بعد ان کو واپس دھکیل دیا گیا۔ اس کے علاوہ داعش کے جوابی حملے کا مقصد عزاز اور مارع پر قبضہ کرنا تھا۔ مزاحمت کاروں نے شدید لڑائی کے بعد داعش کی یہ کوشش ناکام بنادی لیکن داعش ارد گرد کے کافی دیہات پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

مارع کا اہم قصبہ جس پر داعش پچھلے دو سال سے خود کش حملے اور زمینی حملے کر رہی ہے، اب تین طرف سے داعش اور ایک طرف سے عفرین کے کردوں کے محاصرے میں ہے۔ داعش کا کردار یہاں بہت عجیب ہے۔ عفرین کے کردوں کے علاقے بھی داعش کے علاقے سے متصل ہیں اور پیچھے کوبانی کے کرد اسی سمت میں بڑھ رہے ہیں لیکن داعش کردوں پر نہ تو یہاں حملے کرتی ہے نہ ہی ان کی پیش قدمی روک رہی ہے لیکن دوسری طرف داعش ترکی کے منصوبے ناکام کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ روسی و امریکی حمایت یافتہ کرد' داعش کی اس حکمت عملی سے بہت خوش ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ داعش اور مارع و عزاز کے اہل سنت آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کا قتلِ عام کر رہے ہیں، داعش ان علاقوں میں پناہ گزین کیمپوں اور ہسپتالوں پر حملے کر رہی ہے اور ملحدین و روافض خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ یہاں پاس ہی رافضی بشاری فوج کی سپلائی بھی داعش کے پاس سے گزر رہی ہے جو کہ آگے حلب میں مسلمانوں پر محاصرہ بٹھائے ہوئے ہیں لیکن بشاری فوج کی اس سپلائی اور داعش میں بظاہر کوئی دشمنی نہیں۔ حلب کے اہل سنت کے خلاف داعش، کرد ملحدین اور رافضی اتحاد سب ہی حملے کر رہے ہیں لیکن حیرت انگیز طور پر یہ تینوں اب تک آپس میں نہیں لڑتے۔ اسے میں داعش کی نادانی نہیں کہہ سکتا کیونکہ شمالی حلب میں ان کا یہ مشکوک عمل پچھلے دو سال سے جاری ہے۔

شام میں لڑائی کا اہم مرکز مشرقی غوطہ کا بھی علاقہ رہا، جہاں بہت افسوس ناک بلکہ شرم ناک صورت حال دیکھنے میں آئی۔ دمشق کے بالکل پاس کے مشرقی غوطہ کا وسیع علاقہ مجاہدین کی مختلف جماعتوں کے کنٹرول میں ہے جن میں جیش الاسلام، فیلق الرحمٰن قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں جیش الفسطاط کے نام سے تین جہادی جماعتوں جبہۃ النصرۃ، احرار الشام اور فجر الامہ کا اتحاد بھی موجود ہے۔ بشاری فوج اور حزب اللہ بہت عرصے سے مشرقی غوطہ کے جنوبی علاقوں بالا اور دیر الاسافیر وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کرنے کی

کوشش میں تھیں۔ لیکن بار بار کی کوششوں کے باوجود یہ ناکام ہو رہے تھے اور سخت جانی نقصانات اٹھا رہے تھے۔ مشرقی غوطہ کا محاذ ان چند محاذوں میں شامل ہے جہاں بشاری فوج کے نقصانات بہت زیادہ اور مسلسل ہیں۔ قصہ مختصر، یہاں جیش الاسلام کا رویہ باقی مجاہدین جماعتوں سے بھی معاندانہ ہے جس کی وجہ سے جیش الاسلام کے باقی جماعتوں سے تعلقات بھی دوستانہ نہیں۔ جیش الاسلام کے بعد فیلق الرحمٰن کی جماعت حال ہی میں ایک بڑے اتحاد کے بعد بڑی جماعت بن کر ابھری ہے۔

حال ہی میں کسی وجہ سے جیش الاسلام اور فیلق الرحمٰن کے درمیان جھڑپیں شروع ہو گئیں اور یہ جھڑپیں بڑھتے بڑھتے کھلی جنگ میں بدل گئیں۔ جیش الفسطاط اتحاد نے اس لڑائی میں فیلق الرحمٰن کا ساتھ دیا کیونکہ ماضی میں یہ لوگ بھی جیش الاسلام کی زیادتیوں کا شکار رہے۔ اس افسوس ناک باہمی لڑائی میں دونوں طرف سے ۶۰۰ کے قریب مجاہد شہید ہوئے۔ اس فتنے کا فائدہ اٹھا کر بشاری فوج نے مشرقی غوطہ کے جنوب میں علاقوں پر حملہ کیا اور ایک وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا۔ جن علاقوں پر بشاری فوج اور شیعہ حزب اللہ نے قبضہ کیا یہ زرخیز کاشت کاری کے علاقے تھے۔

مشرقی غوطہ مکمل محاصرے میں ہونے کے باوجود سارے مشرقی غوطہ کی غذائی ضروریات ان علاقوں سے پوری ہو جاتی تھیں اس لیے محصورہ علاقے میں خوراک بڑا مسئلہ نہیں تھا۔ لیکن اس علاقے کے ہاتھ سے نکل جانے سے مستقبل میں مشرقی غوطہ کے عوام خوراک کے بڑے بحران سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ مجاہدین جماعتوں کو ہوش تب آیا جب پانی سر سے گزر چکا تھا۔ دیر آید درست آید انہوں نے آپس میں جنگ بندی کر کے معاملے کو ایک شرعی عدالت میں حل کرنے پر اتفاق کر لیا لیکن جو نقصان علاقے کھونے کی صورت میں ہو چکا تھا وہ پورہ نہ ہو سکا۔ مجاہدین نے بعد میں جوابی کارروائی کر کے کچھ علاقوں کو آزاد کروالیا لیکن اس وسیع علاقے کے بڑے حصوں پر اب بھی بشاری فوج قابض ہے۔ آپسی لڑائی اور اختلاف کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ امید ہے آئندہ اتحاد ویگانگت کا ثبوت دیتے ہوئے ہاتھ سے نکلے علاقے واپس لیے جا سکیں گے۔

مشرقی غوطہ کے پاس ہی حجر اسود کا علاقہ ہے جہاں فلسطینی پناہ گزین یرموک کیمپ واقعہ ہے۔ یہ علاقہ بھی رافضی حصار میں ہے اور یہاں بھی بھوک اور فاقوں کی صورت حال ہے۔ یہاں پر داعش بشاری فوج سے جنگ بندی کا معاہدہ کیے ہوئے ہے بلکہ یہاں جبهۃ النصرۃ کے خلاف داعش کو بشاری فوج کی آرٹلری کی مدد حاصل ہے۔ داعش کا بشار الاسد سے خفیہ معاہدے کی گواہی یرموک کیمپ میں موجود آزاد ذرائع دے رہے ہیں جن کا جبهۃ النصرۃ سے کوئی تعلق نہیں۔ داعش اور بشار الاسد کی فوج کے درمیان جنگ بندی اور تعاون کی ایک حالیہ بڑی مثال قارئین کے سامنے رکھتا ہوں:

کچھ عرصہ قبل داعش نے مشرقی حمص سے آگے الضمیر نامی شہر اور اس کے اطراف میں مزاحمت کاروں اور بشاری فوج پر بیک وقت حملہ کیا۔ دونوں فریقین داعش کے اس حملے سے اپنے اپنے علاقوں کا دفاع کرنے لگے۔ اس پر داعش کے حامیوں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ بشاری فوج اور مزاحمت کار آپس میں مل گئے ہیں اور مل کر داعش سے لڑ رہے ہیں، گویا ان کے خیال میں اپنا دفاع کرنا بھی غلط ہے۔ خیر شروع کے اچانک حملے میں پیش قدمی کے بعد دو ہفتوں کی لڑائی میں حالات بدلنا شروع ہوئے اور مزاحمت کاروں کے سامنے داعش نے نقصانات اٹھانا شروع کر دیے جو کہ اس قدر بڑھے کہ الضمری شہر اور اطراف میں لگاتار شکستوں کے بعد داعش کے ۱۵۰ جنگ جوؤں نے ریڈ کراس کی ثالثی میں بشارہ فوج کے سامنے ہتھیار ڈال کر علاقہ چھوڑنے کی شرط قبول کر لی۔ ان دو ہفتوں کی لڑائی میں ۱۰۰ سے زائد داعشی ہلاک ہوئے اور ۸۵ نے جیش الاسلام کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور آئندہ عام زندگی گزارنے کی بھری۔ اسکی تفصیل مندرجہ ذیل ویڈیو لنک پر دیکھی جا سکتی ہے:

http://m.youtube.com/watch?v-FZrbrY64Mbw

داعش کا جو قافلہ ریڈ کراس کی ثالثی میں بشار سے جنگ بندی کر کے فرار ہو رہا ہے اس کی ویڈیو اس لنک پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے:

http://m.youtube.com/watch?feature=youtu.be&v=mJ-o7opaoA

اس کے علاوہ داعش کے جن جنگ جوؤں نے جیش الاسلام کے سامنے ہتھیار پھینک کر توبہ کی اس کی آزاد ذرائع سے تصدیق:

http://en.eldorar.com/nod/2079

تنظیم داعش کے باقی ارکان کی بشاری فوج سے معاہدہ کر کے فرار کا راستہ ناپنے کی آزادا ذرائع سے تصدیق:

http://en.eldorar.come/node/2082

ان واقعات اور داعش کے حامیوں کے دعووں سے آپ داعش کے پھیلائے گئے کذب و افترا اور جھوٹے پروپیگنڈے کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

شامی علاقے دیر الزور کے شہر میں حال ہی میں داعش اور بشاری فوج کے درمیان شدید لڑائیاں لڑی گئیں۔ داعش نے بڑے پیمانے پر حملہ کر کے بشار فوج کے محصورہ علاقے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ بعد میں کئی دن کی لڑائی اور جوابی حملے میں رافضی فوج بیشتر علاقے واپس لینے میں کامیاب ہو گئی۔ دیر الزور کی اس کئی روز جاری رہنے والی لڑائی میں ۱۰۰ سے زائد رافضی ہلاک اور ۶۰ سے زائد داعشی جنگ جو مارے گئے۔

دیرالزور میں دوسال سے بشاری فوج داعش کے محاصرے میں ہے اور داعش بار بار کی کوشش کے باوجود یہاں بشاری فوج کو مکمل شکست دینے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ دوسری طرف بشاری فوج بھی اس علاقے میں داعش کے ہاتھوں سیکڑوں فوجی مرواچکی ہے لیکن اس علاقے کی دفاعی اہمیت کی وجہ سے یہ علاقہ چھوڑنے پہ تیار نہیں۔

داعش اور بشاری فوج کے درمیان مشرقی حمص میں حالیہ عرصہ میں سب سے بڑی جنگیں لڑی گئیں۔داعش نے پچھلے سال کے وسط میں پالمیرہ کا شہر بشاری فوج سے چھینا تھااور اس کے بعد مزید آگے مغرب میں پیش قدمی واپس کر کے اس شہر پر حملہ کرنے کے لیے پر تول رہی تھیں۔روسی فضائیہ اور آرٹلری کی مدد اور حزب اللہ و دیگر ملیشیات کی آمد کے بعد پالمیرہ پہ بڑاحملہ کیااور روسی بم باری کی مدد سے بشاری قوتیں آہستہ آہستہ شہر کے قریب پہنچ گئیں۔کئی دن کی لڑائی اور شہر پر شدید بم باری کے بعد داعش کے جنگ جو پالمیرہ سے اپنا بھاری اسلحہ ساتھ لے جانے دینے کی شرط پر پسپا ہوگئے اور شہر پر دوبارہ روافض کا قبضہ ہوگیا۔اس کے بعد روافض نے پالیمرہ سے ۶۰ کلومیٹر دور جنوب مغرب میں قریتین نامی شہر پر حملہ کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

حمص کے پاس یہ دو شہر داعش کے بڑے اہم مراکز تھے اور ان شہروں پر قبضے کے بعد یہاں داعش کا کوئی بڑا مرکز باقی نہیں بچا۔اس پسپائی کے بعد داعش نے پالمیرہ کے شمال میں شعائر گیس فیلڈ اور ملحقہ علاقوں پر طوفانی حملہ کیااور یہاں سے یہ پیش قدمی کرتے ہوئے پالمیرہ کے مغرب میں T4 ایئر بیس کے پاس آگئے جو کہ اس وقت روسی فوج کے زیر استعمال ہے۔لیکن وہی بات کہ داعش کو اچانک اور تیز حملہ تو کرنا آتا ہے لیکن اس کے بعد زمین پر قدم جمائے رکھنا ان کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔یہاں بھی روافض کے جوابی حملے کے بعد ان کے قدم اکھڑ گئے اور وسیع علاقے سے یہ واپس پسپا ہوگئے۔تاہم اب بھی یہاں داعش و بشاری فوج میں لڑائی جاری ہے لیکن اب لڑائی کا زور بہت کم ہوچکا ہے۔اس قبضے کے بعد بشاری فوج اس پوزیشن میں ہے کہ وہ پالمیرہ سے آگے صحرا میں پیش قدمی کر کے صحرائی قصبے سکھنہ پر اگر قبضہ کر لے تو پالمیرہ سے دیرالزور تک کا راستہ بشار کے قبضے میں آجائے گا جو کہ دیرالزور پر داعش کے کنٹرول پر سوالیہ نشان کھڑا کر دے گا۔اس کے ساتھ بشاری فوج جو دیرالزور میں داعش کے محاصرے میں ہے ،پالمیرہ سے پیش قدمی کر کے ان تک ملنا اور دیرالزور کی لڑائی شروع کرنا آسان آپشن ہے۔داعش تو یہاں سے بھی آرام سے پسپا ہو جائے گی لیکن دیرالزور کے اہل سنت کے لیے روافض کی واپسی بہت خطرناک ہوگی۔

بشاری فوج جو کہ افرادی بحران کا شکار ہے اور باقی محاذوں پر مصروف ہے وہ اس وقت اس پیش قدمی میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتی کیونکہ بشاری فوج میں غیر ملکی ایرانی ملیشیات و روسی فوج کی حمایت کے باوجود تمام محاذوں پر لڑنے کی طاقت نہیں۔پچھلے ۵ سالہ لڑائی کے بعد بشاری فوج کا تقریباً خاتمہ ہوچکا ہے اور یہ صرف ایرانی فوج اور ملیشیات کے آسرے پر لڑ رہی ہے۔اس حالیہ جنگ بندی کا عسکری فائدہ بھی بشار نے یہی اٹھایا ہے کہ جن محاذوں پر وہ کمزور ہے یا ابھی وہاں جنگ شروع نہیں کرنا چاہتا وہاں پر یہ جنگ بندی کا ڈھونگ رچا رہا ہے اور جہاں پر یہ جنگ اس کے مفاد میں ہے وہاں یہ لڑائی جاری رکھے ہوئے ہے۔پالمیرہ پر قبضہ کرنے کے بعد ساری رافضی مشینری اور ان کے پالتو حلب کی طرف جمع ہو رہے ہیں۔ اگلے عرصے میں حلب اور اس کے نواح میں بڑی لڑائیوں کی توقع ہے۔

یہاں آخری بات الاذقیہ و سہل الغاب کے محاذ کے بارے میں کرتا چلوں کہ الاذقیہ میں روسی مدد سے بڑی کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد اب بشاری فوج الاذقیہ میں بڑے نقصانات سے دوچار ہے۔یہ الاذقیہ کے جبل الترکمان سے آگے بڑھتے ہوئے ادلب میں داخل ہو کر جسر الشعور پر حملہ کرنے کا پلان بنائے ہوئے ہیں لیکن کئی ماہ گزر جانے کے بعد بھی کہ کبانی اور تل حدادہ سے آگے پیش قدمی نہیں کر پا رہے۔پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے مجاہدین بار بار گھات لگا کر ان کے درجنوں مردار کر رہے ہیں۔یہاں پر لڑائی روزانہ کی بنیاد پر لڑی جارہی ہے اور آئے روز بشارہ فوج آگے پیش قدمی کرتی ہے لیکن جانی نقصانات اٹھا کر واپس فرار ہو جاتی ہے۔

یہ ہے شام میں جاری لڑائی کے بڑے محاذوں کی تفصیل۔اس کے علاقہ مغربی غوطہ میں داریا و خان الشیح اور موت کی مثلث نامی علاقے میں کچھ دنوں سے لڑائی دوبارہ سر اٹھا رہی ہے جس کی تفصیل ان شاءاللہ اگلے ماہ دی جائے گی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اپنے عظیم پیشرو کی نشانی رخصت ہوئی!

اللہ تعالیٰ' ملا اختر محمد منصورؒ پر رحم فرمائے کہ بلاشبہ وہ ہمت و شجاعت کے پیکر تھے۔پاکستان کی ایجنسیوں و اسٹیبلشمنٹ نے انہیں مذاکرات کے لیے مجبور کرنے کی کوششیں کی تو انہوں نے صاف موقف اپنایا کہ جان چلی جائے گی لیکن اپنے اصولی موقف سے نہیں ہٹیں گے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں سے اپنی دین کی خدمت لی۔اور ایسی خدمت گاری کے لیے پاک لوگوں کو چنا جاتا ہے۔بالآخر اسی راستے پر چلتے ہوئے آپ رحمہ اللہ' دشمنانِ دین کو پیہم ضربیں لگاتے اور تڑپاتے ہوئے اللہ کے نزدیک قبولیت کا درجہ پاگئے اور مرتدین کی مدد سے کیے گئے صلیبی کفار کے ڈرون حملے میں شہید ہوگئے۔اللہ تعالیٰ امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو بہترین اجر سے نوازیں اور زمرۂ صدیقین، شہدا و صالحین میں آپ رحمہ اللہ کا حشر فرمائیں، آمین۔

☆☆☆☆☆

عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

مغربِ اسلامی و صحرائے صحارا:

۱۳ شعبان ۱۴۳۷ھ / ۲۰ مئی ۲۰۱۶ء:

نائیجیر، فرانسیسی کمپنی پر میزائل حملے: نائیجیر میں ''آرلیت'' نامی علاقے میں القاعدۃ مغربِ اسلامی کے مجاہدین کا مسلمانوں کی دولت لوٹنے والے صلیبی ڈاکو فرانسیسی کمپنی (اریفا) کے مائننگ سنٹر پر گراڈ میزائلوں سے حملہ۔ یہ حملے القاعدۃ مغربِ اسلامی کے ''رایۃ النصر'' آپریشنز کا تسلسل ہیں جو صحرائے کبریٰ میں ان صلیبی ڈاکو کمپنیوں کو نشانہ بنانے کے لیے تشکیل دیے گئے ہیں جو امت کے وسائل لوٹنے میں مصروف ہیں۔

۲۷ شعبان / ۴ جون

مالی، اقوامِ ملحدہ کے فوجی مرکز پر فدائی آپریشن: القاعدۃ مغربِ اسلامی سے منسلک کتیبہ المرابطون کا مالی میں صلیبی اقوام متحدہ کے ایک فوجی مرکز پر حملہ۔ یہ حملہ مغربی افریقہ کے ملک مالی کے ایک اہم شہر غاوا میں کیا گیا اور اس حملے میں چار شہیدی مجاہدین نے حصہ لیا۔ اہداف کی مکمل معلومات کے بعد منصوبہ بندی کی گئی اور یہ طے پایا کہ یہ شہیدی جوان اُس وقت تک واپس نہیں آئیں گے جب تک کہ صلیبیوں کو شدید جنگ کا مزہ نہ چکھایا جائے یا پھر وہ اپنے اسلاف کی طرح اس دین کی خاطر جانیں نچھاور نہ کر دیں گے۔ اس سے قبل ازواد کے مسلمانوں نے کیدال شہر میں اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ ہماری سرزمین پر صلیبیوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور ہم ان لٹیروں کو تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے۔

تفصیلات کے مطابق سب سے پہلے شہیدی مجاہد مصعب انصاری نے اپنی بارودی گاڑی کے ساتھ اقوام متحدہ کے مرکز پر حملہ کیا جس سے متعدد صلیبی اور ان کے مرتد آلہ کار جہنم واصل ہوئے۔ اسی اثنا میں دو شہیدی مجاہدین عبدالکریم انصاری اور احمد انصاری غاصب فرانسیسی صلیبیوں کے ایک مرکز میں داخل ہوئے اور انہیں موت کا خوب مزہ چکھانے کے بعد خود بھی مرتبۂ شہادت پر فائز ہوگئے۔ اس کے علاوہ مجاہد سعد المہاجر نے بھی صلیبیوں کی رہائش گاہ پر حملہ کیا۔ مجاہد سعد المہاجر اپنی کارروائی مکمل کرتے ہوئے اللہ کے فضل سے صحیح سلامت واپس آنے میں کامیاب ہوئے۔ القاعدہ مغربِ اسلامی نے درج بالا کارروائیوں کے ذریعے صلیبیوں کو یہ پیغام دیا کہ ہماری امت کے خلاف تمہارے جرائم ایسے ہی بغیر حساب کتاب کے چھوڑ نہیں دیے جائیں گے جب تک ہماری رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے نیز یہ انتقام ہے اُن چار مجاہدین کا جنہیں صلیبی فرانس نے حال ہی میں شہید کیا۔

القاعدہ مغربِ اسلامی نے کارروائیوں کے اس تسلسل میں اُن ممالک کو بھی پیغام دیا جو شمالی و مغربی افریقہ میں اہلِ اسلام کے خلاف صلیبی فرانس کے اتحادی ہیں کہ اس شیطانی اتحاد سے نکل جاؤ ورنہ اپنے بیٹوں کی مزید لاشوں کے لیے تیار رہو اور اگر اسلام اور اہلِ اسلام سے دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے ہماری سرزمینوں سے واپس جانے سے انکار کرتے ہو تو جان رکھو کہ یوسف بن تاشفینؒ کے بیٹے تمہاری خبر لینے کو ہر دم تیار بیٹھے ہیں۔

رواں سال میں مغربی افریقہ میں مجاہدین کی کاروائیوں کی تعداد: رواں سال کے پہلے چھ ماہ میں مغربی افریقہ میں مالی اور اس کے پڑوسی ملکوں نائیجیر وغیرہ میں جماعت قاعدۃ الجہاد اور اس کی اتحادی جماعتوں کی سو سے زائد چھوٹی بڑی کاروائیاں میڈیا میں رپورٹ کی گئیں، یہ کاروائیوں کی وہ محدود تعداد ہے جو عالمی و مقامی میڈیا کے سامنے آسکی جب کہ صحرائے صحارا اور اس کے آس پڑوس میں صلیبی افواج اور اس کے اتحادیوں کے خلاف مسلسل عسکری ضربیں جاری ہیں۔

ارضِ ہجرت و جہاد: صومالیہ

یکم مئی:

مشرقی افریقہ میں القاعدہ کی شاخ حرکت الشباب کے مجاہدین نے صومالیہ کے علاقے شبیلی الوسطیٰ میں ایک شدید حملے کے بعد حکومتی ملیشیا کے درجنوں اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔ اس حملے میں مجاہدین کو تین فوجی گاڑیاں بھی غنیمت میں حاصل ہوئیں۔

۳ مئی:

امیصوم فوجی اڈے پر مارٹر حملہ: دارالحکومت مقدیشو کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کے پاس واقع ''حلنی'' فوجی اڈے پر مجاہدین کا مارٹر گولوں سے حملہ۔ جانی نقصانات کی اطلاعات ہیں۔ یاد رہے کہ یہ اڈہ افریقی صلیبی اتحاد امیصوم کا صومالیہ میں سب سے بڑا فوجی اڈہ ہے۔

ایک اور حملے میں مجاہدین نے متعدد حکومتی اہلکاروں کو جہنم واصل کرتے ہوئے بھاری مالِ غنیمت حاصل کیا۔

۶ مئی:

صومالی شہر بوصاصو کے علاقے جلجلا میں دھماکا، دو حکومتی اہلکار ہلاک۔ حرکت الشباب المجاہدین نے ذمہ داری قبول کر لی۔

۷ مئی:

باردیری ائیر بیس پر حملہ: صومالی شہر باردیری کے ائیرپورٹ کے قریب ایتھوپیا کے فوجی اڈے پر مجاہدین کا حملہ، جانی نقصانات کی اطلاعات

دارالحکومت مقدیشو کے علاقے ہروا میں قائم سرکاری فوجی چوکی پر الشباب کے مجاہدین کا حملہ۔

۹ مئی:

مقدیشو، پولیس مرکز پر شہید حملہ: صومالی دارالحکومت مقدیشو میں ٹریفک پولیس کے ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا بارودی گاڑی سے شہیدی حملہ اور دھاوا۔ 9 اہلکار ہلاک اور 15 زخمی

ولایت شبیلی الوسطیٰ میں ایک فوجی گاڑی دھماکے سے مکمل طور پر تباہ، متعدد فوجی ہلاک

۹ مئی:

مقدیشو، لڑائی میں امریکی افواج کی پسپائی: مقدیشو کے قریب توراتورو نامی شہر میں امریکی افواج سے الشباب کا مقابلہ، امریکیوں کو شدید مزاحمت کا سامنا، واپس بھاگنے پر مجبور۔

۱۱ مئی:

وسطی صومالیہ کی ولایت جلجدود کے قصبے جلعد میں واقع ایک حکومتی فوجی چوکی پر الشباب کا حملہ، بیس کے قریب حکومتی اہلکار ہلاک۔

۱۲ مئی:

مقدیشو، امریکی حملہ ناکام: الشباب نے سرکاری افواج کی مدد سے کیا گیا امریکی حملہ ناکام بنادیا، ایک بار پھر امریکی ناکام و نامراد بھاگنے پر مجبور۔ امریکی افواج نے یہ حملہ مقدیشو کے قریب واقع ایک قصبے سبید پر کیا۔

۱۳ مئی

وسطی صومالیہ میں سرکاری ملیشیا پر الشباب کا گھات لگا کر حملہ۔ آٹھ اہلکار ہلاک، 13 زخمی

۱۳ مئی:

مقدیشو کے نواح میں سرکاری ملیشیا کی فوجی گاڑی دھماکے سے اُڑادی گئی۔ صومالی بحریہ کا ایک افسر ہلاک، الشباب نے ذمہ داری قبول کرلی۔

۱۵ مئی:

وسطی صومالیہ کی ولایت ہیران کے علاقے بلجن میں قائم ایتھوپی صلیبیوں کے فوجی مرکز پر الشباب کا دھاوا۔

۱۶ مئی:

مقدیشو، صلیبی افواج اور الشباب کی شدید لڑائی: دارالحکومت کے قریب علاقہ ''بریری'' میں الشباب اور امریکی فوجی دستے آمنے سامنے۔ خونریز جھڑپوں کی اطلاعات۔

۱۷ مئی:

وسطی صومالیہ میں ایتھوپیا کی فوج پر الشباب کا حملہ: ملک کے جنوبی حصے میں امریکی افواج کا حملہ، مجاہدین کی جانب سے منہ توڑ جواب دیا گیا۔

۱۸ مئی:

حکومتی ملیشیا اہلکاروں پر حملے، مقدیشو میں دو فوجی افسر ہلاک، الشباب نے ذمہ داری قبول کرلی۔

۲۲ مئی:

ولایت شبیلی، فوجی تفتیشی مرکز کی تباہی: ولایت شبیلی الوسطیٰ کے شہر جوہر میں قائم ایک سرکاری فوجی تفتیشی مرکز دھماکے سے تباہ۔ 7 حکومتی اہلکار ہلاک اور کم از کم 10 زخمی۔

ملک کے مشرقی شہر بوصاصو میں ایک فوجی گاڑی دھماکے سے تباہ۔ متعدد ہلاک اور زخمی۔ الشباب نے ذمہ داری قبول کرلی۔

۲۳ مئی:

دارالحکومت مقدیشو کے قریب علاقہ ''هدن''میں حکومتی افواج پر بارودی سرنگ دھماکا، چار اہلکار ہلاک، تین زخمی

۲۴ مئی:

الشباب کے مجاہدین کا ملک کے سرحدی شہر دوبلی میں کینیا کے ایک فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ، جانی و مالی نقصانات کی اطلاع۔

۲۵ مئی:

بوصاصو شہر کے نواح میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے ایک فوجی گاڑی تباہ، 6 اہلکار ہلاک، الشباب نے ذمہ داری قبول کرلی۔

۲۶ مئی:

صومالی شہر بوردوبو میں ایک حکومتی مرکز پر دھماکا، اعلیٰ حکومتی عہدیداران سمیت متعدد فوجی افسران ہلاک۔

۲۸ مئی:

الشباب کے مجاہدین نے ولایت بای بکول میں ایتھوپیائی افواج کی ایک بکتر بند دھماکے سے اڑادی، 3 فوجی جہنم واصل

۲۹ مئی:

مقدیشو، خفیہ ایجنسی کے افسران پر ہدفی عملیہ: دارالحکومت مقدیشو کے نواح میں ایک فوجی گاڑی میں دھماکا، صومالی خفیہ ایجنسی کے 3 افسران ہلاک اور متعدد زخمی۔

۳۱ مئی:

بوصاصو شہر، فوجی قافلے پر متعدد بم حملے: بوصاصو شہر میں ایک فوجی گاڑی دھماکے سے تباہ، بعدازاں یکے بعد دیگرے ہونے والے دو دھماکوں کے نتیجے میں 17 اہلکار ہلاک۔ الشباب نے ذمہ داری قبول کرلی۔

دارالحکومت مقدیشو میں سرکاری تنصیبات پر الشباب کے تابڑتوڑ حملے۔

ارضِ شام

۲ مئی ۲۰۱۶ء

سہل الغاب کی جانب اسدی ملیشیاؤں کی پیش قدمی کی کوشش ناکام، متعدد ہلاک و زخمی

۴ مئی:

مغربی درعا کے نواح میں مجاہدین کے دفاعی خطوط پر حملہ آور 4 داعشی ہلاک

۵ مئی:

حلب: خلصہ کے علاقے میں اسدی افواج نشانے پر، متعدد فوجی ہلاک اور توپیں، گاڑیاں تباہ۔

۵ مئی:

احرار الشام کی جانب سے حماۃ کے نواحی علاقے سہل الغاب کی جانب اسدی ملیشیاؤں کی پیش قدمی کی کوشش ناکام بنادی گئی، 4 فوجی اہلکار ہلاک وزخمی

۱۲ مئی:

حلب: اسدی افواج کو کمک پہنچانے کی کوشش میں ایک فوجی گاڑی تباہ

حلب کے جنوبی نواحی علاقے الحمیرہ میں سرکاری فوجی ٹینک کو اینٹی ٹینک میزائل سے تباہ کر دیا گیا۔

۱۲ مئی:

جنوبی حلب: قریۃ العمیریہ میں ایک موٹر سائیکل دھماکے سے تباہ، متعدد سرکاری اہلکار ہلاک۔

حلب: قریۃ العمیریہ میں سرکاری افواج پر گھات لگا کر حملہ۔ واضح رہے کہ مذکورہ علاقے عام شہریوں سے خالی ہے اور اس علاقے کو سرکاری افواج نے مرکز بنا رکھا ہے۔

لاذقیہ: سرکاری افواج کی جبل الاکراد کی پہاڑی الحدادۃ کی جانب پیش قدمی کی کوشش، شدید مزاحمت کا سامنا۔

۱۵ مئی:

نواحِ دمشق: مغربی غوطہ میں اسدی فوجی ٹھکانوں کو مارٹر گولوں سے نشانہ بنایا گیا۔

۱۶ مئی:

نواحِ لاذقیہ: جبل الاکراد میں کئی گھنٹوں کی جھڑپوں کے بعد سرکاری افواج کی پیش قدمی کی کوشش ناکام، 15 فوجی ہلاک

۱۷ مئی:

جنوبی حماۃ: حماۃ کے جنوبی نواحی علاقے قریۃ الزارۃ کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے ایک سرکاری ٹینک تباہ

نواحِ دمشق: مغربی غوطہ کے علاقے خان الشیخ میں اسدی افواج کی پیش قدمی کی کوشش ناکام

۱۸ مئی:

نواحِ لاذقیہ: جبل الاکراد کی پہاڑی الحدادۃ کی جانب پیش قدمی کی کوشش پر مجاہدین اور اسدی افواج کے مابین شدید جھڑپیں، درجنوں سرکاری فوجی ہلاک۔

۲۰ مئی:

حماۃ کے جنوبی مضافاتی علاقے حربنفسہ میں ایک سرکاری ٹینک راکٹ مار کر تباہ کر دیا گیا۔

لبنان کی سرحد سے قریب مشرقی قلمون میں داعش کے کئی ٹھکانوں پر قبضہ، بارودی مواد اور سائلنسر لگے پستول برآمد۔

حماۃ کے جنوبی نواحی علاقے الزارۃ اور حربنفسہ کی جانب پیش قدمی کرتی اسدی افواج کو مزاحمت کا سامنا۔

۲۱ مئی:

لاذقیہ کے مضافات جبل الاکراد کی پہاڑی الحدادۃ کی جانب پیش قدمی کی کوشش اسدی افواج کو مہنگی پڑ گئی، درجنوں ہلاک وزخمی

۲۸ مئی:

حلب کے جنوبی نواحی علاقے الحمیرہ میں اسدی افواج کی ایک گاڑی دھماکے سے متاثر، بھاری اسلحے سے سرکاری افواج پر حملہ، متعدد فوجی جہنم واصل

۲۹ مئی:

شمالی حلب میں سرکاری افواج کے ایک ٹھکانے پر لگی فوزدیکا توپ تباہ۔

حمص شہر کے قریب المزرعۃ نامی علاقے میں سرکاری افواج مارٹر گولوں کے نشانے پر۔

حماۃ کے جنوبی مضافات میں اکراد ابراہیم نامی بستی کی جانب اسدی ملیشیاؤں کی پیش قدمی کی کوشش، شدید جھڑپیں۔

۳۰ مئی:

حماۃ کے جنوبی مضافاتی علاقے خربۃ الجامع میں سرکاری افواج سے جھڑپیں، متعدد ہلاک وزخمی

۳۱ مئی:

لاذقیہ: احرار الشام کے مجاہدین نے جبل الاکراد کے قریب ایک سرکاری ٹینک کو رنیٹ میزائل کے ذریعے تباہ کر دیا۔

حماۃ کے نواحی علاقے خربۃ الجامع کی جانب حکومتی افواج کی پیش قدمی ناکام، 10 خواتین قیدی آزاد کرالی گئیں۔

۲۷ اپریل:

بنغازی: مجاہدینِ انصار الشریعۃ نے طاغوت خلیفہ حفتر کے ٹھکانوں پر 81 ملی میٹر مارٹر گولے داغے، جانی نقصان کی اطلاعات۔

بنغازی: مجاہدین کا حفتر کے ٹھکانوں اور رسد کے راستوں پر 107 ملی میٹر کے 6 راکٹوں سے حملہ۔

بنغازی: حفتر کے فوجی مجاہدین کے سنائپرز کی زد میں۔

۱۸ مئی:

بنغازی کے علاقے القوارشہ میں حفتر ملیشیا کا ایک فوجی سنائپر حملے میں مارا گیا۔

☆☆☆☆☆

مذاکراتی ڈرامہ اور بے نقاب ہوتے کردار

عثمان خان مومند

عالمی منظر نامے کی تیزی سے تبدیل ہوتی صورت حال دنیائے کفر کے سرغنہ امریکہ اور اس کے حواریوں کی واضح اور یقینی شکست کے خدوخال نمایاں کرتی جارہی ہے۔ عسکری میدانوں میں پے درپے لگانے والی ضربوں نے آج پورے مغربی فلسفہ حیات کے غرور کو خاک میں ملا دیاہے۔ دنیا میں طاقت کے محور تبدیل ہورہے ہیں، خفیہ بازی گروں کے ہاتھوں سے ڈوریں نکلتی جارہی ہیں۔اب حال یہاں تک جاپہنچاہے کہ استعماری قوتیں اگر ایشیا کی ڈوریں پکڑتے ہیں، تو افریقہ کی ڈوریں ہاتھ سے چھوٹتی نظر آتی ہیں۔ اگر افریقہ کی فکر کرتے ہیں، تو یورپ کے چھوٹے چھوٹے ملک مالی معاملات میں امریکہ اور اس کے لے پالک یہودی سُود خوروں کو آنکھیں دیکھانا شروع کردیتے ہیں۔ یہ سب کچھ محض حُسن اتفاق یا کسی جادوئی چھڑی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس سب کے پیچھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد، نصرت اور عظیم افراد کی قربانیاں پنہاں ہیں۔ کل تک طاغوت اکبر امریکہ ہی تھا، جس کے محض آنے کی دھمکی سے ایٹم بم رکھنے والے ملکوں کے جنرل ہتھیار پھینک دیا کرتے تھے، آج اس کے اپنا ہی جنرل (جنرل (ر) بولگر) اپنی کتاب کا آغاز ہی ان الفاظ سے کرتا ہے کہ

''میں امریکہ کا جنرل ہوں اور میں دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ ہار چکا ہوں''۔

مزید لکھتا ہے کہ

''دراصل ہم غرور یا حد سے زیادہ خود اعتمادی میں مبتلا ہو بیٹھے۔ ہم نے سوچا، ہمارے پاس جدید ترین اسلحہ ہے، ہم بہترین تربیت یافتہ فوجی رکھتے ہیں۔ انہیں عوام کی بھی حمایت حاصل ہے۔ لٰہذا اب ویت نام کے برعکس افغانستان وعراق جاکر انہیں کامیابیاں ملیں گی۔ ہم فراموش کربیٹھے کہ روایتی جنگ اور خانہ جنگی (گوریلہ جنگ) میں زمین آسمان کا فرق ہے''۔

ایک سوال کے جواب میں یہ جنرل اعتراف کرتا ہے:

سوال: ''امریکیوں کی اکثریت یہ نہیں جانتی کہ ان کی حکومت ''آپریشن اینڈیورنگ فریڈم'' کے نام سے جاری ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کو کئی ممالک میں پھیلا چکی۔ تاہم ان آپریشنوں کا خاص نشانہ ایشیائی اور عرب مسلمان ممالک ہیں۔ بحیثیت جرنیل کیا آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ اسلامی دنیا اور مغرب کے مابین تہذیبوں کا تصادم جاری ہے؟''

جواب: ''جی ہاں! امریکہ اور یورپی ممالک نے عالم اسلام میں جو جنگیں چھیڑ رکھی ہیں، وہ تشویش ناک بات ہے۔ کئی ماہرین ان جنگوں کو ''صلیبی جنگیں'' کہتے ہیں۔ یہی دیکھئے کہ امریکہ نے افغانستان اور عراق میں جو جنگیں شروع کیں، ان کا نشانہ افغانی وعراقی باشندے بھی بنے۔ دوران جنگ ہماری کوشش رہی کہ شہری ہلاک نہ ہوں مگر دو وجوہ کی بناپر ہم ناکام رہے۔ اول جدید ہتھیار بہت تباہ کن ہیں۔ دوسرے ہم یہ نہ جان سکے کہ شہری لباس میں ملبوس فرد جنگجو ہے یا نہیں؟ اس امر کی تمیز کرنا بہت کٹھن مرحلہ ہے''۔

عسکری میدان میں مات کھانے کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادی مکروفریب کے جال بننے میں مگن ہیں۔ نام نہاد امن مذاکرات جو کہ دراصل مکروفریب کا پلندہ ہے۔ امریکہ ان مذاکرات کی آڑ میں ایک جانب خود تو افغانستان سے نکلنا چاہتا ہے۔ مگر پڑوسی ملک کو اس میں پھنسانا چاہتاہے۔ اگر ان نام نہاد امن مذاکرات کے پرچار کے دوران دیے جانے والے امریکی اور دیگر ملکوں کے بیانات کا غیر جانب دار ہوکر تجزیہ کیا جائے تو باآسانی امریکہ کی خستہ حالت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان جان کربی نے کہا تھا کہ

''امریکہ چاہتا ہے کہ طالبان مذاکرات میں شریک ہوں تاہم اُن کے بقول اگر ایسا نا ہوا تو افغان اور امریکی فورسز کو موسم بہار اور موسم گرما میں بڑھتے ہوئے تشدد (حملوں) کے لیے تیار رہنا ہوگا''۔

جب کہ سابق امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر کا کہنا تھا کہ

''امریکہ افغان جنگ کے خاتمے کے لیے طالبان کے بجائے پہلے افغانستان کے ہمسایہ ممالک سے مذاکرات کرے۔ طالبان سے مذاکرات دیگر ممالک سے مذاکرات کے تناظر میں ہونے چاہیں، افواج کے انخلا کے وقت امریکہ مذاکرات کی بہتر پوزیشن میں نہیں''۔

سرتاج عزیز صلیبی آقا کی اس کرم نوازی پر خوشی سے پھولے نہیں سمایا، اپنے دورۂ امریکہ کے دوران میں واشنگٹن کی کونسل برائے خارجہ تعلقات نامی تھنک ٹینک سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پاکستان کا طالبان پر ''اچھا خاصا'' اثر ہے کیونکہ طالبان کی قیادت اور ان کے اہل خانہ پاکستان میں ہیں۔ اور انہیں یہاں کچھ طبّی سہولیات بھی دستیاب ہیں۔ سرتاج عزیز کا کہنا تھا ہم طالبان پر مذاکرات کی میز پر لانے کی حد تک دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ لیکن ہم کابل کی جانب سے مذاکرات نہیں کرسکتے کیونکہ ہم کابل کے برعکس انہیں کوئی آفر دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ اسلام آباد نے افغان طالبان پر دباؤ ڈالنے کے لیے ان کی نقل و حرکت، ہسپتالوں اور دوسری سہولیات تک رسائی محدود کردی گئی ہے۔ جب کہ کٹھ پتلی افغان حکومت کا سفیر برائے پاکستان عمر زاخیلوال کا ایک خطاب میں کہنا تھا کہ جب تک افغانستان میں امن نہیں ہوگا تب تک پاکستان میں بھی امن نہیں ہوگا۔

سر تاج عزیز کا یہ بیان اگر حالات کی تناسب میں دیکھا جائے تو مخلصین کے دلوں میں بہت سے شکوک اور شبہات پیدا کر دیتا ہے۔ایسے وقت میں شکوک و شبہات کچھ زیادہ ہی سر اٹھانے لگتے ہیں جب مائل بہ تکفیر گروہ کی جانب سے طالبان عالی شان پر پاکستان کا ایجنٹ ہونے کا الزام بڑی شد و مد کے ساتھ لگایا جارہا ہے۔ مگر یاد رہنا چاہیے کہ طالبان عالی شان جنگ کے ساتھ ساتھ سیاست شرعیہ پر یقین رکھتے ہیں اور کئی جگہوں پر ان کے اور ان کے دشمن کے مفادات ایک ہو جاتے ہیں ،اور وہ صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بین الاقوامی سیاست میں یہ سمجھوتے کھلے بھی ہوتے ہیں اور پوشیدہ بھی ہوتے ہیں۔خطے کی سیاست بہت ہی الجھی ہوئی ہوتی ہے، مجاہدین کوئی سپر مین نما شے یا کسی قسم کی مافوق الفطرت مخلوق نہیں ہیں کہ ایک جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں ، یاان آنکھوں سے کوئی معجز نما روشنی نکلتی ہے جو کے ان کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیتی ہے ، بلکہ حالات وواقعات بسااوقات دوبدترین دشمنوں کو کسی مقررہ جگہ پر سمجھوتہ کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

امارت اسلامیہ کی قیادت پر اگر پاکستان کے اثر ورسوخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ امارت پر پاکستان کا کوئی زور یا اثر سرے سے موجود نہیں۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ پاکستان اور امریکہ میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے۔ انہیں نے اپنی ذات کا علاج پاکستان کے ہسپتالوں میں کروانے کے بجائے بیماری کی شدت کو برداشت کرتے ہوئے رب کا مہمان بننے کو فوقیت دی۔البتہ امارت کے زخمی مجاہدین کی کچھ تعداد پاکستانی اور دیگر ممالک میں اپنے علاج معالجہ کروانے کے لیے رُخ کرتی رہتی ہے۔ یہ کسی معاہدے کا نتیجہ نہیں بلکہ ان ممالک میں موجود مخلصینِ جہاد کی انفرادی کاوشوں کی بدولت نجی ہسپتالوں میں ممکن ہوتا ہے۔ اگر اس کی بھنک بھی پاکستان کے مکار اداروں کو ہو جائے تو نجی ہسپتالوں میں موجود مریض مجاہدین کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔اسی باعث امارت اسلامیہ کے ۲۰ سے زائد مرکزی قائدین تاحال پاکستانی مکار اداروں کی قید میں ہیں۔ جن میں سے کچھ کو شدید تشدد کا نشانہ بنانا کر شہید کر دیا گیا۔ حالیہ مذکراتی ڈرامے کے دوران میں پاکستان کے صوبے بلوچستان میں مسخ شدہ لاشیں ملنے کا سلسلہ زور پکڑتا جارہا تھا۔ان تشددِ زدہ مسخ لاشوں میں اکثریت امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی تھی، جو پاکستان کے مکار خفیہ اداروں کی قید میں تھے۔انہیں امارت اسلامیہ کے مذاکرات کی میز پر نہ بیٹھنے کی جُرم میں شہید کیا گیا۔جب کہ امارتِ اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کی طرف سے اس مذاکرتی ڈرامے کے تناظر میں کہا گیا کہ

> ''ملک (افغانستان) سے بین الاقوامی افواج کے مکمل انخلا تک طالبان بات چیت کے کسی عمل میں شریک نہیں ہوں گے''۔

دوسری جانب پاکستانی مکار اسٹیبلشمنٹ کا واضح اثر رسوخ رکھنے والی جماعت حزبِ اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمت یار نے ان نام نہاد مذاکرات کا خیر مقدم کرتے ہوئے، چند غیر اہم معاہدوں کے عوض کٹھ پتلی مرتد کابل انتظامیہ کی گود میں جابیٹھے۔ان معاہدوں میں مہاجرین کی واپسی اور بحالی(پاکستانی مرتد حکومت کے لیے افغان مہاجرین کی وطن واپسی اس وقت دردِ سر بنی ہوئی ہے)، حزبِ اسلامی کو بطور سیاسی جماعت الیکشن لڑنے کی اجازت دینا سر فہرست ہے(افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کی بھارت نوازی پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہے)۔ اگر ماضی اور حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو ماضی قریب میں گلبدین حکمت یار ہتھیار ڈالنے کی ایسی کوششیں بارہا کر چکے ہیں۔ مگر صلیبی امریکیوں نے ان کو گھاس تک نہ ڈالی ۔ اوباما کے نام ایک خط میں حکمت یار نے افغان مسئلے کے حل کے لیے ۹ نکاتی تجاویزات دیں۔ حکمت یار نے اوباما کے نام کھلے خط میں بس کی پالیسیوں میں تبدیلیاں لاتے ہوئے امریکہ کو موجودہ بحرانوں سے نکلنے کا مشورہ دیا تھا بصورتِ دیگر امریکہ کو درپیش بحرانوں میں خطرناک حد تک ہونے والے ممکنہ اضافے سے ڈرایا۔ گلبدین حکمت یار نے ۹ مارچ ۲۰۰۷ء کو امریکی خبر رساں ایجنسی اے پی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہ :

> ''ہم طالبان سے تعاون ختم کر کے کرزئی سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔کرزئی حکومت سے مذاکرات ہو سکتے ہیں اگر غیر ملکی حملہ آور انہیں لڑائی ختم کرکے مذاکرات کرنے کی اجازت دے،اور جو بھی طے ہو اس کی مکمل پاسداری کی جائے''۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حزب اسلامی سے تعلق رکھنے والے کمانڈرز کی ایک بڑی تعداد پہلے ہی افغان کٹھ پتلی مرتد حکومت میں شامل ہے اور ماضی میں بھی رہی ہے۔ جن میں حزب کی حکومت میں صوبوں کے گورنر، وزراء اور شوری کے رکن شامل ہیں گو کہ بظاہر وہ افراد حزبِ اسلامی چھوڑ چکے ہیں لیکن اصلاً ایک منصوبے کے تحت گورنری اور اختیارات کے حصول کے لیے امنیت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

پاکستانی خفیہ مکار ادارے ایسے وقت میں جب امریکہ بُری طرح شکست کا سامنا کر رہا ہے اپنی قسمت آزمانے کی کوششوں میں پھر سے افغانستان میں اپنی مذموم سازشوں کا جال پھیلانے میں سر گردان ہیں۔ حکمت یار کا عین جنگ کے آخری مرحلے میں دشمن کی گود میں جا بیٹھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آئی ایس آئی پھر سے اپنے پٹے ہوئے مہرے آزمانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے صفوں کی چھانٹی کا عمل اپنی برق رفتاری سے جاری ہے، جہادی صفوں میں موجود خائنین صبحِ روشن سے قبل ہی اپنے انجام بد سے دوچار ہونے جارہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

افغان جنگ میں امریکہ کی معاشی و عسکری ناکامیاں!

پیٹر اپیس

برطانوی خبر رساں ادارے 'رائٹرز' کے نمائندے پیٹر اپیس کا افغانستان میں صلیبی ناکامیوں اور خصوصاً اس جنگ کے ضمن میں امریکہ کو پہنچنے معاشی خسارے سے متعلق تجزیہ۔ اس کا اردو ترجمہ برادرم مراد بلخی نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کو اس خدمت پر اجر جزیل عطا فرمائے، آمین۔

افغانستان میں مغرب کی جنگ کو ۱۴ سال سے زائد بیت چکے ہیں۔ جنگ اپنی پوری شدت سے جاری ہے لیکن اس دوران یہ ہیڈلائنز سے تقریباً غائب ہو چکی ہے۔ جب کہ حالات اتنے دگرگوں ہیں کہ طالبان نے پورے ایک دہائی بعد پہلا صوبائی دارلحکومت قندوز پر قبضہ کر لیا جو اس بات کی نشانی ہے کہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

'وال سٹریٹ جرنل' کی رپورٹ کے مطابق امریکی حکومت اور اتحادی اس بات پر غور کر رہے تھے کہ اگلے سال کے آخر تک افغانستان میں موجود نیٹو فوجیوں کی تعداد کو دس ہزار سے کم کر کے چند سو کر دیا جائے گا۔ لیکن وہ اس بات سے پریشان بھی تھے کہ سپاہیوں کی اس بڑی تعداد میں کمی کی وجہ سے نہ صرف طالبان کے عروج کا دروازہ کھل جائے گا بلکہ اس طرح سے داعش بھی مضبوط ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ ان سے پہلے روسیوں کی حالت تھی، اسی طرح نیٹو نے بھی سیکڑوں کی تعداد میں جان و مال اور وسائل کو گنوایا ہے اور ان کے پاس دکھانے کو کچھ خاص نہیں بچا ہے۔

یہاں تک کہ صرف سرسری جائزہ لینے سے ہی بڑے پیمانے کے نقصان کا اندازہ ہوتا ہے۔ ۲۰۱۳ء کے آخر میں 'فائنانشل ٹائمز' اور دوسرے اداروں کی اعداد و شمار کے مطابق اس جنگ نے تقریباً ایک ٹریلین (جبکہ ایک اعشاریہ سات ٹریلین ڈالر سے کچھ کم عراق جنگ میں صرف ہوئے تھے اور اب بھی خرچ ہو رہا ہے) کو ہڑپ کر لیا ہے۔ افغانستان میں بحالی کے امریکی ادارے (سی آئی جی اے آر) کے سپیشل انسپکٹر جنرل کے مطابق بحالی کے لیے جتنا فنڈ درکار ہے وہ اس فنڈ سے کہیں زیادہ ہے جو جنگ عظیم دوئم کے بعد یورپ کی تعمیر نو پر لگا تھا۔

اس کو اگر افغانستان کی ۳ کروڑ آبادی پر تقسیم کیا جائے تو یہ ۳۳۰۰۰ ہزار ڈالر فی کس بنتا ہے۔ یہ تعداد اس پورے چودہ سالوں میں ایک بندے کے لیے ۲۳۰۰ ڈالر بنتی ہے۔ جب کہ حقیقت میں یہ اعداد و شمار بھی اوباما کے دور حکومت میں پچھلے سال منظر عام پر آئے۔

سی آئی جی اے آر کے مطابق امریکہ کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ وہ کتنے افغان سپاہیوں، صحت کے مراکز اور سکولوں کو امداد دے رہا ہے۔ یہ رقم ان لوگوں کی مد میں خرچ ہوتی جا رہی ہے جو کبھی موجود ہی نہیں رہے۔ سی آئی جی اے آر کی رپورٹ شاید مایوس کن لگے لیکن جو افغانستان میں چلنے والی حقیقت کو جاننا چاہتا ہے اس کے لیے یہ کافی دلچسپ ہیں۔

ایک سادہ سی حقیقت جس پر میں بات کروں گا، وہ یہ ہے کہ ہم پوری افغان جنگ کو ایک غلط سمت سے دیکھ رہے ہیں کیونکہ امریکہ نے اپنے وسائل نہایت ہی بھونڈے انداز میں صرف کیے ہیں۔ امریکی، برطانوی اور مغربی میڈیا نے اپنی تمام تر توجہ ایک غیر ملکی فوجی کو پیش آنے والی مشکلات پر رکھی ہے۔

یہاں تک کہ اگر اب بھی آپ کسی امریکی یا برطانوی سے افغان جنگ کے حقیقی متاثرین کی بابت بات کریں تو شاید وہ افغانستان میں مرنے والے نیٹو کے فوجیوں، ان کے بیواؤں اور بچوں کا ہی رونا روئیں گے۔ یہ اسی طرح ہے کہ اگر میں سری لنکا کی جنگ کے بارے میں صرف اس لیے بات کروں کیونکہ اس میں میری گردن کٹی تھی۔ اس کی سمجھ آتی ہے مگر اس وجہ سے ایک بڑی تصویر سے ہماری نظر ہٹ جاتی ہے۔

ہلاکتوں کے اعداد و شمار رکھنے والی ایک ویب سائٹ کے مطابق ۲۰۰۱ء سے اب تک ۳۴۹۵ اتحادی، ۲۳۶۴ امریکی، ۴۵۳ برطانوی اور ۶۷۸ دیگر سپاہی ہلاک ہو چکے ہیں۔[4] براؤن یونیورسٹی کے اعداد و شمار کے مطابق اس میں مزید ۹۲۰۰۰ افغانی مر چکے ہیں جن میں سے ۲۶۰۰۰ عام شہری تھی۔

حقیقی جنگ جو حکومتوں، مختلف قوتوں اور طالبان وغیرہ کے درمیان کابل پر قبضے کے لیے لڑی جا رہی ہے، اس کی شروعات درحقیقت ۱۹۸۹ء میں روسیوں کے انخلاء کے بعد ہی سے شروع ہوئی تھیں۔

امید تھی کہ مغربی طاقتوں کی جانب سے افغانستان کے خلاف شروع کی گئی جنگ میں طالبان سے حکومت چھین کر انہیں منتشر کر دیا جائے گا اور حکومت افغانیوں کے ہاتھ میں واپس آ جائے گی۔ لیکن یہ امید بر آتی نظر نہیں آ رہی جب کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک نہ ایک دن مغربی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں گی۔

سی آئی جی اے آر کے مطابق افغانستان میں لگائی گئی رقم کہاں گئی؟ اس کا پتہ لگانا مشکل ہے کیونکہ اکثر مغربی اہل کار جو ملک کے طول و عرض میں گھومتے ہیں، ان کے لیے ریکارڈ کو سنبھال کر رکھنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا ایک بڑا حصہ مغربی عسکری سرگرمیوں پر خرچ ہوا۔ واشنگٹن کے ایک تھنک ٹینک کے مطابق ۲۰۱۴ء میں اس جنگ کا خرچہ کا اندازہ اس سے لگائیں کہ افغانستان میں موجود امریکی اہل کاروں پر فی کس کے حساب سے ۲.۱ ملین ڈالر خرچ ہوتا ہے۔ (بقیہ ۱۰۲ پر)

[4] یاد رہے یہ صلیبی ذرائع ابلاغ کی رپورٹ ہے جب کہ مجاہدین کے مصدقہ ذرائع کے مطابق صلیبیوں فوجیوں کی ہلاتوں کی تعداد اس سے گئی گنا زیادہ ہے!

ارضِ افغان کے احوال

سید نور اللہ شاہ

امیر المومنین ملا اختر منصورؒ کی شہادت:

گزشتہ ماہ کے احوال میں سب سے غم زدہ کرنے والی خبر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کی شہادت کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اہلِ ایمان کے لیے نڈھال کر دینے والے صدمے سے بڑھ کر ہے کیونکہ آج کے پُر فتن و پُر وہن دور میں امارتِ اسلامیہ اور اس سے منسلک مجاہدین ہی امت مسلمہ کے روشن ماضی کا عکس اور اس کے تاب ناک مستقبل کی نوید ہیں اس لیے آج کی اس شدید ترین جنگی و نظریاتی کشمکش کے دوران امتِ مسلمہ کے ہراول دستے کے سپہ سالار کا اس قافلے کو چھوڑ کر پُر نور راہوں کا راہی بننا یقیناً ہر صاحبِ ایمان کے دل کے لیے باعثِ غم اور نہایت کربناک ہے۔ مگر دوسری طرف یہ اللہ جل شاہ کی طرف سے ایمان والوں کے لیے کامیابی و سرافرازی کا ایفائے عہد ہے، یقیناً امیر المومنین ملا اختر منصور نور اللہ مرقدہ کی جدائی مجاہدین اور عامۃ المسلمین کے لیے نہایت دکھ کا باعث ہے مگر جب اللہ کے مقرب بندوں کا وقت پورا ہوتا ہے تو وہ انہیں اسی شان سے اپنے پاس بلاتے ہیں اور یقیناً یہ شہادت تو سراسر نفع اور کامیابی ہے کہ جس کی ہر اہلِ ایمان کو حد درجہ آرزو ہوتی ہے، خود امرائے جہاد بھی تو اسی شہادت کے تمغے اور رب کی رضا کی خاطر اپنی زندگیوں کو جہاد میں کھپاتے ہیں اور شہادت کا موقع تو ان کے انعام و اکرام کا وقت ہے تو اس موقع پر ہم اپنے اہل ایمان بھائیوں کو بیک وقت تعزیت و مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ تعزیت تو امتِ مسلمہ کے امیر المومنین تقبلہ اللہ کی مشفق اور رہبر شخصیت سے محروم ہو جانے کی وجہ سے اور مبارک باد اس لیے کہ جس کی خاطر سالہا سال تک وہ خود بھی تھکے اور دوسروں کو بھی تھکایا اب انہوںؒ نے اس مقام کو پالیا ہے، اور بے شک حسیب اصلی تو اللہ ہی ہے۔

نئے امیر المومنین کا انتخاب:

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور نور اللہ مرقدہ کی شہادت کے فوراً بعد امارتِ اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوریٰ میں موجود اعلیٰ جہادی قیادت، علمائے جہاد اور اہلِ حل و عقد کے مشورے سے ان کے نائب شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ہیبت اللہ اخوند نصرہ اللہ کو ان کا جانشین اور نیا امیر المومنین مقرر کیا جب کہ امارتِ اسلامیہ کے عظیم عسکری کماندان خلیفہ سراج الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فرزند مولوی یعقوب حفظہ اللہ دونوں کو امیر المومنین کا نائب مقرر کیا گیا، نئے امیر کے انتخاب کے اجلاس میں مذکورہ تینوں جہاد رہنما قیادت کی آزمائش جھیلنے کو تیار نہ تھے مگر رہبری شوریٰ اور علمائے جہاد نے طویل مشاورت اور نہایت غور و حوض سے مولوی ہیبت اللہ اخوند نصرہ اللہ کو امیر منتخب کیا اور شوریٰ کے تمام اراکین کے متفقہ فیصلے اور اصرار کے بعد مولوی صاحب حفظہ اللہ بطور امیر المومنین بیعت لینے پر راضی ہو گئے۔

مولوی ہیبت اللہ نصرہ اللہ کا تعارف:

امیر المومنین مولوی ہیبت اللہ اخند نصرہ اللہ ایک معروف عالم دین بلکہ شیخ الحدیث والتفسیر ہیں، آپ امارت اسلامیہ افغانستان کے دور میں امارت کے قاضی القضاء یعنی چیف جسٹس رہے۔ آپ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں شامل رہے جب کہ آپ مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ میں نہایت اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے جہادی و شرعی معاملات میں بھی آپ سے شرعی رہنمائی لی جاتی رہی ہے۔ آپ بیشتر مدارس بھی چلاتے رہے ہیں، امارتِ اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے علما آپ کے مدارس سے پڑھے ہوئے ہیں جب کہ افغانستان کے علمی حلقوں میں بھی آپ بہترین تعلقات رکھتے ہیں اور نا صرف افغانستان کے علمی حلقوں بلکہ پاکستان بالخصوص خیبر پختونخواہ کے علما سے بھی آپ کے اچھے تعلقات رہے ہیں۔ آپ ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی زندگی میں ان کے نائب رہے ہیں جب کہ اس سے پہلے بھی آپ مختلف اعلیٰ جہادی و شرعی ذمہ داریوں پر فائز رہے اور طویل عرصے سے امارتِ اسلامیہ کی رہبری شوریٰ (مرکزی شوریٰ) کے بھی اہم رکن ہیں۔

عمری آپریشن کی صورت حال:

امیر المومنین ملا اختر منصور رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد عمری آپریشن میں مزید تیزی آئی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توفیق سے نئے امیر المومنین شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخند نصرہ اللہ کی سرکردگی میں تابڑ توڑ عسکری عملیات کی مدد سے مزید فتوحات حاصل ہو رہی ہیں جب کہ مجاہدین نے شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے عزم کا اظہار بھی کیے ہے۔ نئی عسکری حکمت عملی کا ہدف ارزگان، قندھار، قندوز، غزنی، بدخشاں، بغلان اور ہلمند جیسے صوبے رہے۔ غزنی، ارزگان، قندوز، قندھار اور بغلان سمیت مختلف علاقوں میں اہم شاہراہوں پر مجاہدین کا قبضہ رہا۔ گزشتہ ماہ بغلان کے صوبائی دار الحکومت "پل چرخی" میں مجاہدینِ طالبان نے شدید محاصرہ کیے رکھا جس کی شدت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ زخمیوں اور مرداروں کو لانے لے جانے کے لیے افغان نیشنل آرمی عام سڑکوں کی بجائے نہروں اور گندے نالوں کا سہارا لینے پر مجبور رہی۔ افغانستان کے جنوبی صوبے ارزگان میں مجاہدین نے بہترین گوریلا کارروائیوں اور طوفانی حملوں کے ذریعے سوائے صوبائی دار الحکومت کے تمام اضلاع پر قبضہ کر لیا جب کہ صوبائی دار الحکومت "ترین کوٹ" مجاہدین کے شدید محاصرے کا شکار رہا، واضح رہے کہ افغان کٹھ پتلی حکام نے بھی ارزگان میں حالیہ تمام شکستوں کا اعتراف کر لیا ہے۔

دوسری طرف ہلمند بھی موثر عسکری عملیات کا مرکز رہا جب کہ قندھار جانے والی شاہراہ پر مجاہدین کا قبضہ رہا۔ قندھار کا معروف ضلع "شاہ ولی کوٹ" بھی مجاہدین کے مسلسل عسکری

آپریشنز کی زد میں رہا، شاہ ولی کوٹ کو جانے والے راستوں پر بھی مجاہدینِ اسلام کا کنٹرول رہا جس کے بعد شاہ ولی کوٹ میں افغان نیشنل آرمی محصوری کی حالت میں موجود ہے۔ان تمام لڑائیوں میں نام نہاد امریکی و نیٹو فضائیہ اور ڈرون ٹیکنالوجی بھی ناکام رہی اور ملکی و غیر ملکی سپیشل فورسز کا نشہ بھی ہرن ہو گیا۔ شاہ ولی کوٹ کی انہی لڑائیوں میں ایک جنگی ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہوا جس میں عملے سمیت متعدد اہلکار ہلاک ہو گئے۔ہلمند ہونے والے شدید معرکوں کے احوال سے باخبر ہونے کے لیے اتنا کافی ہو گا کہ حالیہ لڑائیوں میں صرف اڑتالیس گھنٹوں میں ۵۳ افغان نیشنل آرمی کے سیکورٹی اہلکار وافسران ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے،اس سے پچھلے ایک ماہ میں ہونے والی کاروائیوں کا اندازہ بھی نہایت آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ مجاہدین نے امریکی و افغان حکام کی جانب سے رمضان المبارک میں کارروائیاں کم کرنے کی درخواست کو بھی مسترد کر دیا ہے اور رمضان کی شروعات کے ساتھ عملیات میں مزید تیزی آ گئی ہے کیونکہ رمضان تو ہے ہی عبادت کا مہینہ اور رمضان میں روزے کے ساتھ ساتھ جہاد سے بڑھ کر کیا عبادت ہو سکتی ہے اور بے شک اللہ جسے چاہیں ان عظیم اعمال کی توفیق بخشیں۔

پاکستانی طواغیت کے بھیانک چہرے سے اترتا نقاب:

امیر المومنین کی شہادت کے ساتھ ہی عالمِ اسلام کے سامنے کفر کے فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی عسکری و سیاسی حکام کا ناپاک چہرہ بھی کھل کر واضح ہو گیا ہے۔یہی امتِ مسلمہ کے وہ عظیم مجرم ہیں جنہوں نے ہر مشکل موقع پر جہادی و اسلامی تحاریک کو بھرپور نقصان پہنچانے کے کسی بھی حد تک گرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔امارتِ اسلامیہ کے سقوط کے لیے انٹیلی جنس کے شعبے میں امریکہ کی معاونت ہو یا قبائل میں مہاجر مجاہدین کی آمد کے بعد مسلسل عسکری آپریشن، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سمیت عالمی جہادی قیادت کی شہادت میں معاونت ہو یا امریکی پسپائی کے حتمی مراحل میں شمالی وزیرستان آپریشن کا فیصلہ انہوں نے ہر جگہ امت کے مستقبل کے لیے جاری اس معرکہ خیر و شر میں ہمیشہ کفر سے بھی آگے بڑھ کر شر کا ساتھ دیا۔یہاں تک کہ افغانستان میں جاری عسکری مزاحمت کے حتمی نتائج سے پہلے امارتِ اسلامیہ کے قائد امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت میں امریکہ کا بھرپور ساتھ دینے میں سرفہرست یہی ناپاک عسکری قیادت ہے۔ اگرچہ قائدینِ جہاد اور مجاہدین کی اکثریت کے سامنے ان کا مکروہ کردار ڈھکا چھپا نہیں تھا مگر اب عام مسلمان بھی ان امریکی غلاموں کی حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں۔

مذاکراتی ڈھونگ کی ناکامی:

مجاہدینِ طالبان تو پہلے ہی مذاکرات کے شیطانی چکر سے آگاہ تھے اسی وجہ سے امریکہ اور اس کے مقامی اتحادیوں کی بے شمار منت سماجت کے باوجود مجاہدین نے حق و باطل کے درمیان جاری جنگی معرکوں کو پہلے بھی مذاکرات ٹیبل کی نذر کرنے سے گریز کیا تو اب جب کہ امیر المومنین ملا اختر منصور رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد امریکی و مقامی طواغیت کا بھیانک چہرہ مزید واضح ہو چکا ہے، مجاہدین کا ان شیطانی ڈھکوسلوں پر یقین کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔عالمی تجزیہ نگار بھی چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ پچھلی ایک دہائی سے امارت اسلامیہ کو مذاکرات کے میز پر بٹھانے کی کوششیں جس طرح ناکام گئی ہیں اسی طرح اب بھی ناکام ہی جائیں گی... مجاہدین تو تب تک بات چیت کے روادار نہیں جب تک آخری امریکی فوجی بھی امارت اسلامیہ افغانستان کی مبارک سرزمین سے باہر نہیں نکال دیا جاتا اور امریکہ ،مسلم امہ کے معاملات میں مقامی طواغیت کی مدد کرنے سے باز نہیں آجاتا۔

تعزیتِ شہادت اور سلسلہ پیمانِ وفا:

امیر المومنین ملا اختر منصور رحمہ اللہ کی شہادت اور رہبری شوریٰ کی جانب سے امیر المومنین شیخ الحدیث والتفسیر ملا ہیبت اللہ اخوند حفظہ اللہ ورعاہ کے انتخاب کے بعد ملک کے طول و عرض میں ملا محمد اختر منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر تعزیت اور نئے امیر سے بیعت کا سلسلہ مسلسل جاری ہے، عامۃ المسلمین سے لے کر عام مجاہدین اور علمائے حقہ سے لے کر جہادی قیادت تک سب نئے امیر المومنین مولوی ہیبت اللہ اخوند حفظہ اللہ کی بیعت کا اعلان کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا پر امارتِ اسلامیہ سے منسلک اکاؤنٹس بیعت یعنی سلسلہ پیمانِ وفا کی مختلف ویڈیوز اور تصاویر کو مسلسل نشر کر رہے ہیں۔ملک کے کونے کونے میں تعزیتی اجلاس ہوئے جن میں امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد دعا اور فاتحہ خوانی کی گئی، ان تعزیتی اجلاسوں میں رقت آمیز مناظر دیکھنے کو ملے۔عامۃ المسلمین اور عام مجاہدین امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے اعلان کے چند ماہ بعد ہی ان کے جانشین کی شہادت کی اطلاع سن کر خاصے مضطرب تھے، یہی وجہ ہے کہ امیر المومنینؒ کی شہادت کے بعد سے کارروائیوں میں نہایت سبک رفتاری سے اضافہ ہوا ہے کہ دشمن بھی بوکھلا کر ماہِ رمضان کے واسطے دینے لگ گیا ہے۔

علی العهد انمضی:

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر امارتِ اسلامیہ افغانستان سے اظہارِ وفا کے لیے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی نئی تقریر ''علی العهد انمضی'' بالکل حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے آنے والی آڈیو ٹیپ میں شیخ ایمن حفظہ اللہ نے جماعت قاعدۃ الجہاد کی جانب سے نئے امیر المؤمنین مولوی ہیبت اللہ اخند نصرہ اللہ سے بیعت کی تجدید کی ہے۔ ذیل اس تقریر کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

''ہم امیر المؤمنین مُلا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کے ہم سے،امتِ مسلمہ، مجاہدین و مرابطین سے بچھڑ جانے پر بہت غمگین اور رنجیدہ ہیں۔ محترم امیر المؤمنین مولوی ہیبت اللہ صاحب! میں، شیخ اسامہ اور اُن کے رفقاء کی بیعت کی تجدید

کرتے ہوئے بحیثیتِ امیر جماعت قاعدۃ الجہاد آپ کو اپنی بیعت پیش کرتا ہوں۔ ہم آپ سے کتاب اللہ اور سُنتِ رسول اللہ ﷺ اور سُنتِ خلفائے راشدین پر بیعت کرتے ہیں۔ ہم آپ سے مسلم سرزمینوں میں شریعت کی حاکمیت کے قیام کی بیعت کرتے ہیں۔ ہم آپ سے ہر ایسی حاکمیت، نظام، عہد و پیمان یا معاہدے سے برأت کی بیعت کرتے ہیں جو خلافِ شریعت ہو۔ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں کہ غصب شدہ سرزمینوں کی آزادی کے لیے اُس وقت تک جہاد جاری رکھیں گے جب تک مسلم سرزمینوں کا چپہ چپہ کفر کے تسلط سے آزاد نہ ہو جائے۔ ہم آپ کے ہاتھ پر شریعت میں تحریف کرنے والے اُن تمام خائن حکمرانوں کے خلاف جہاد کی بیعت کرتے ہیں جو اسلامی ممالک پر مسلط ہیں۔ ہم آپ سے ایسی اسلامی خلافت کے قیام کی بیعت کرتے ہیں جو امتِ مسلمہ کی رضا اور مشورے سے قائم ہو۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ کے جنود و انصار اور آپ کے کتیبوں میں سے ایک کتیبہ (مجموعہ) ہیں۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں احسن طریقے سے یہ بیعت نبھانے اور آپ کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

ٹیکنالوجی کے پھندے:

جوں جوں مجاہدینِ اسلام ملک کے طول و عرض میں اپنی فتوحات اور اثر و رسوخ کا دائرہ کار بڑھا رہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے جنگی میدان میں مختلف قسم کی نت نئی ٹیکنالوجیز کے استعمال میں بھی تیزی شروع کر دی ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ مجاہدینِ امارت اسلامیہ ' طاغوتی افواج کی ٹیکنالوجی کو ہی ان کے خلاف استعمال میں لا رہے ہیں، حال ہی میں قندوز میں شروع کیے گئے نئے عسکری آپریشنز میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجاہدین نے قندوز کے محاصرے سے بھاگنے والے اور مجاہدین کے مقبوضہ علاقوں میں چھپ کر پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کرنے والے سیکورٹی فورسز کے افسران و اہلکاروں کو بائیو میٹرک سسٹم کی مدد سے پکڑنا شروع کر دیا ہے۔ ڈیڑھ دو ہفتوں سے جاری کارروائیوں کے اس سلسلے نے افغان سیکورٹی فورسز کو بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں کے اغوا کے لیے استعمال ہونے والا بائیو میٹرک ڈیٹا بیس مجاہدین نے صوبہ بغلان میں جاری کارروائیوں کے دوران مالِ غنیمت میں حاصل کیا ہے۔ ابھی تک اس طریقے کی مدد سے درجنوں سیکورٹی اہلکار گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان منفرد کارروائیوں کی گونج عالمی میڈیا تک بھی پہنچ چکی ہے، جس کے بعد مجاہدین نے غنیمت میں حاصل کی گئی بائیو میٹرک ڈیوائسز کی تصاویر سوشل میڈیا پر نشر کر دیں۔ یاد رہے کہ چند ہفتوں پہلے امریکی آلہ کار افغان عدالتی نظام نے چھ مجاہدین کو پھانسیوں پر چڑھا دیا تھا، ان ظالمانہ اقدامات کے بدلے میں مجاہدین نے ملک کے طول و عرض میں سیکورٹی فورسز سے منسلک افراد کی گرفتاریوں میں تیزی لائی ہے، اس کے علاوہ قیدی مجاہدین کے لیے پھانسی کے احکامات جاری کرنے والے حکام اور ججوں کو بھی نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے جب کہ اس سے قبل ایک پیغام میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ افغان طاغوتی عدالتی نظام کو ہدف بنانے کا اعلان بھی کر چکے تھے۔ مجاہدین نے گرفتار کیے گئے افغان سیکورٹی اہلکاروں کی زندگی کو قیدی مجاہدین کی خیریت سے مشروط کر دیا ہے۔

بوکھلائے افغان حکام کی رذیل حرکات:

مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ افغانستان کی بھرپور کامیابیوں اور فتوحات سے پریشان افغان حکام اپنی گھٹیا حرکتوں پر اتر آئے ہیں۔ ملک بھر میں مجاہدین کی بڑھتی فتوحات اور عوامی مقبولیت سے خائف کٹھ پتلی حکمرانوں نے اس مبارک جہادی تحریک سے عام مسلمانوں کو بدظن کرنے کی اپنی ساری کوششوں کو ضائع ہوتے دیکھ کر اب لسانیت، قومیت سمیت تمام اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیے ہیں۔ اس گھٹیا مہم میں افغان قومی میڈیا بھی طواغیت کا مکمل ساتھ دے رہا ہے اور قومیت و لسانیت بھڑکانے والی خبروں، ہیڈلائنز اور ٹاک شوز کا حربہ بھی خوب استعمال ہونے لگا ہے تاکہ مجاہدینِ طالبان پر 'پشتون قوم پرست تحریک' کا لیبل لگا کر دیگر قومیتوں اور زبانوں کے حامل افراد کو مجاہدین سے دور کیا جا سکے۔ اس سارے معاملے میں سب سے زیادہ بغض و عناد کا مظاہرہ بغلان کے پولیس چیف کی جانب سے کیا گیا جس نے ایک بیان میں کہا کہ ''ایسا ہر شخص جس کی داڑھی ہو، سر پر پگڑی پہنتا ہو اور پشتو بولتا ہو وہ طالبان ہے اور وہ گرفتار کر لیا جائے گا''۔ مجاہدین کے مسلسل حملوں سے ان کی ذہنی و نفسیاتی کیفیت بھی تباہ حال ہو چکی ہے جب کہ ان کی عقلوں پر بھی پردہ پڑا ہوا ہے اس لیے افغان حکام کی جانب سے ایسے بے وقوفانہ بیانات آئے روز اخبارات و ٹی وی چینلز کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ ایک طرف لسانیت و قومیت کی آگ جلائی جا رہی ہے تو دوسری طرف مجاہدینِ طالبان کی جہادی عملیات کا بدلہ عام پشتونوں سے لیا جا رہا ہے، بالخصوص ملک کے مغربی و شمال مغربی علاقے میں عام پشتون خاندانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور ان کے مکانوں کو جلا کر انہیں زبردستی علاقہ بدر کیا جا رہا ہے۔ پچھلے مہینے کئی علاقوں میں بدنامِ زمانہ عبدالرشید دوستم نے اپنی ظالم ملیشیا ''گلم جلم'' کی مدد سے درجنوں پشتون خاندانوں کے مکانات و املاک کو جلا کر راکھ کر دیا اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے ان مظالم کو طالبان کے خلاف عسکری کامیابیوں سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ سب جرائم دوستم کی پارٹی ''ملی جنبش'' کے اثر و رسوخ والے علاقوں میں پختونوں کی اراضی پر قبضے کی خاطر کیے جا رہے ہیں۔ ان سب رذیل مقاصد کی خاطر عام پختون مسلمانوں کو فوج کے ذریعے گرفتار بھی کیا جا رہا ہے اور پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ ''اس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے اور پشتو بولتا ہے، شکل سے ہی طالبان کا حامی لگتا ہے''... ان ظالمانہ گرفتاریوں کے نتیجے میں صرف ایک دن میں ۴۳ پختون مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا جب کہ مزید گرفتاریاں بھی جاری ہیں۔ یہ سب حربوں کا ایک

اساسی مقصد افغانستان کی غیور مسلم عوام کو لسانی تعصبات میں دھکیلنا ہے مگر اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے امارتِ اسلامیہ کی برکات سے ایسا کوئی خواب ہر گز شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔

امت کے حقیقی خیر خواہ، مجاہدین:

رمضان کی آمد کے ساتھ ہی مجاہدین نے ملک کے مختلف علاقوں میں امدادی کاموں میں اضافہ کر دیا ہے اور غریب و حق دار خاندانوں تک اشیائے خورد و نوش بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ دوسری طرف مجاہدین اپنے محدود وسائل کی مدد سے افغان بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی نہایت تندہی سے ادا کر رہے ہیں۔ مجاہدین کے زیر قبضہ علاقوں میں بچے بچیوں کو شریعت کی حدود میں دینی اور دعصری ہر قسمی تعلیم سے بہرہ ور کیا جا رہا ہے۔ مجاہدین کا شرعی عدالتی نظام بھی مسلم عوام کے مسائل حل کرنے میں پوری طرح مصروفِ کار ہے۔ مجاہدین کے نظم و ضبط اور مخلصانہ کوششوں کو دیکھتے ہوئے اب مال دار اور تاجر حضرات بھی مجاہدین کو ہی زکوٰۃ و فطرانہ اور صدقات وغیرہ دے رہے ہیں تاکہ وہی اسے آگے مناسب جگہ خرچ کر سکیں...افغان حکام نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ قندھار کے بیشتر تاجر اور صاحب ثروت حضرات اب زکوٰۃ وغیرہ کے لیے طالبان پر ہی اعتماد کرتے ہیں، وللہ الحمد۔ مجاہدینِ امارت اسلامیہ نے اپنے محدود وسائل، مسلسل عسکری مصروفیت اور قائدین کی شہادت کے باوجود اس سارے نظام کو چلا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں حقیقی امن و انصاف کی فراہمی اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی ممکن ہے۔

چند دن قبل ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس نے مجاہدینِ طالبان کی عظمت کو دوبالا کر دیا اور اسلافِ امت کے بہترین اخلاق کی یاد تازہ کر دی۔ قندوز میں بائیو میٹرک ڈیٹا بیس کی مدد سے مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے سیکورٹی فورسز کے اہلکاروں میں سے ایک اہلکار کے بیٹے نے سوشل میڈیا پر طالبان سے گزارش کرتے ہوئے کہا کہ اس کا باپ عام دوکان دار تھا اور اس نے غربت کی وجہ سے افغان نیشنل آرمی میں شمولیت اختیار کی اس لیے اس کے والد کو چھوڑ دیا جائے، آئندہ اس کے والد سیکورٹی فورسز کی ملازمت اختیار نہیں کریں گے۔ مجاہدین نے بروقت اس لڑکے کی درخواست کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کا والد خیریت سے ہے اور انہیں جمعے کے روز چھوڑ دیا جائے گا اور بالآخر جمعے کے دن اس کے والد کو چھوڑ دیا گیا۔ اپنے والد کی بخیریت واپسی کے بعد سوشل میڈیا پر پوسٹ کیے جانے والے آڈیو پیغام میں لڑکے نے مسرت و تشکر کے جذبے سے لبریز روہانسی آواز میں طالبانِ عالی شان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے وعدے کو دہرایا کہ وہ آئندہ کبھی بھی اپنے والد کو افغان سیکورٹی فورسز میں ملازمت نہیں کرنے دے گا۔ اس واقعے کے بعد عام لوگوں کے دلوں میں طالبانِ عالی شان کی قدر مزید بڑھ گئی ہے۔ اس جیسے دیگر واقعات لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ امت مسلمہ کے حقیقی بیٹے وہ مجاہدین ہیں جو کسی ذاتی غصے، انتقام یا مالی خواہشات کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک اللہ کو راضی کرنے اور اپنی محبوب امت کا دفاع کرنے کے لیے نکلے ہیں اور انسانیت میں سے جو کوئی بھی اللہ، اللہ کے دین اور اس کے بندوں یعنی اہلِ ایمان کی دشمنی چھوڑنے کو تیار ہو جائے تو وہ اسے کھلے دل کے ساتھ قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ اور امارت اسلامیہ سے منسلک مجاہدین کے یہ مبارک اعمال اور اخلاق امتِ مسلمہ کی دوسری جماعتوں، تنظیموں اور افراد کو بھی یہی دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ دنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی اللہ کے حکموں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک طریقوں پر کامل طریقے سے چلنے میں پنہاں ہے نہ کے خود ساختہ اصولوں اور غیر شرعی طریقوں میں...!

☆☆☆☆☆

بقیہ: پورس کے ہاتھی

کیا قوم کو یہ سوال کرنے کا حق نہیں کہ اگر یہ سب کچھ ہونا ہے، تو آخر ہم آپ کو کیونکر پال رہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم اپنے آپ کو امریکہ یا برطانیہ وغیرہ کی حفاظت میں دیدیں... کم از کم اتنا تو ہو گا کہ ہمارے ہی ٹیکسوں کی جمع شدہ رقم ہماری تعلیم اور ہماری صحت پر تو خرچ ہو سکے گی...

آپ ہمیں دوسرے ممالک تو کیا فتح کر کے دیں گے، ہاں یہ ضرور کیا کہ ہمارا ہی ملک ہمیں فتح کیے دے رہے... سوات، وانا اور اب شمالی وزیرستان... سو شکر یہ کہ کچھ نہ کچھ تو فتح ہو ہی رہا... ہمارے بچے گٹڑوں میں گر کر مریں، ڈرون کی زد میں آکر مریں، میزائلوں سے ان کے پرخچے اڑیں، ان کو بھوک مارے، ان کو جہالت قتل کرے، ان کو پیاس تڑپا تڑپا کر مارے... کوئی درندہ ان کی معصوم روحوں کو روندے... ہمارے مریض بجلی نہ ہونے کے باعث آئی سی یوز میں مرتے رہیں، زہریلی دوائیں کھا کر مرتے رہیں، بنجر کھیتوں اور ویران باغوں میں اپنی قسمت کو روتے رہیں... بارشوں اور طوفانوں میں ان کے گھر لٹتے رہیں، گرتے رہیں... آپ کو پریشان ہونے ضرورت نہیں... کیونکہ آپ مائی باپ ہیں... آپ نے آخر ہمارے دشمنوں سے ہماری حفاظت کرنی ہے... گانے بنا بنا کر ہمارے بچوں کی تربیت کرنی ہے... سرحدوں کو یونہی تو بچانا ہے... سو آپ جو چاہیں کریں...!!!

کیا یہی ہونا ہے ہمارے ساتھ...!

اور مزید مزے کی سنتے جائیں... وہ جو کچھ مزید چند روپے بچ رہے، انہیں میاں صاحب نے اتفاق ملز کے ذریعے لوہے کے بدلے ہتھیا لیا ہے...

رہے ہم عوام... تو پہلے بھی مرتے رہے ہیں... اب بھی مرتے رہیں، تو کیا ہوا؟؟

☆☆☆☆☆

مجاہدِ عزیم: مجاہد عظیم

سعد خالد

انسان نہایت ضعیف ہے، نہایت ہی کمزور۔ اللہ نے انسان کو ضعیف ہی پیدا فرمایا ہے اور پھر اس کے ضعف کو تقویت بخشنے کا بہت سا سامان بھی فراہم کیا ہے۔ انسان کی انہی کمزوریوں میں سے ایک محبوب لوگوں کی جدائی بھی ہے۔ میں اسی ضعف کے باعث دِلِ مضمحل کو سنبھالنے کی کوشش میں مگن تھا، مگر کوئی فائدہ نہ ہو رہا تھا۔ ایسے میں ربِّ کریم نے ایک جانب توجہ کروائی۔ ذہن میں یہ آیتِ قرآنی گونجنے لگی: انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ یہ آیت مقوی ہے، انسانی ضعف کو اس سے بہت تقویت ملتی ہے۔ ذرا غور تو کیجیے، اپنائیت محسوس کیجیے، دل میں اس آیت کا معنیٰ و مفہوم آخری تہہ تک اتارنے کی کوشش کیجیے۔ یہ انداز دیکھیے: انّا للہ... بلا شبہ ہم اللہ ہی کے ہیں۔ سبحان اللہ!... جب ''ہم اللہ ہی کے ہیں'' کا احساس جاگزیں ہو گیا تو اب اگلا ٹکڑا دیکھیے۔ وانّا الیہ راجعون: اور بلاشبہ ہم نے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ہم جیسے اجنبیوں کی زندگی میں اکثر ہی ایسے موڑ آتے رہتے ہیں، جہاں قرآنِ مجید کی آیات یوں محسوس ہوتی ہیں گویا ابھی ابھی سنی ہوں، پہلی بار کانوں سے ٹکرائی ہوں، پہلی بار پڑھی ہوں۔ اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ یہ آیات خاص اسی موقع کے لیے ربِّ کریم نے میرے ہی لیے نازل فرمائی ہیں۔ اور یہ احساس کیوں نہ ہوں جب وہ ربِ وَدُود خود فرماتا ہے کہ فیہ ذکرکم، اس کتاب میں تمہارا ذکر ہے، اے میرے بندے تیرا ذکر! یعنی میرا ذکر اور آپ کا ذکر۔

آج چھ دسمبر ۲۰۱۵ء ہے۔ کل خبر ملی کہ آج ہمارے ڈاکٹر صاحب کا صبح نو بجے جنازہ تھا۔ کئی خیالات ذہن میں ابھرے اور محو ہو گئے۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب کو کچھ دہشت گردوں نے آج سے تقریباً سوا دو سال قبل اغوا کر لیا تھا۔ عرفِ عام میں ان اغوا شدگان کو لاپتہ افراد کہتے ہیں۔ اغوا کرنے والے دہشت گرد ہمارے ڈاکٹر صاحب سے تاوان کا مطالبہ کر رہے تھے اور یہ تاوان مال کی صورت نہ تھا۔ اغواکاروں کا مطالبہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب انہیں تاوان میں اپنا ایمان دے دیں اور پھر زندگی کی تصویر میں دوبارہ رنگ بھر لیں۔ لیکن اغواکار کہاں جانتے تھے کہ زندگی کا اصل رنگ تو صبغۃ اللہ ہے اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی کو اسی رنگ سے رنگ رکھا ہے۔ وہ اتنے برس لگاتار یہی مطالبہ کرتے رہے مگر وہاں جواب بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کی مانند نعرۂ اَحد اَحد ہی تھا۔

ڈاکٹر صاحب کا نام مجاہد عظیم طارق تھا۔ عمر ٹھیک پچاس سال۔ قد درمیانہ۔ چہرہ داڑھیٔ مسنونہ سے مزین۔ قدم جما کر چلنے والی شخصیت۔ آپ کا تعلق جٹ برادری کی گوندل قوم سے تھا۔ جوانی میں آرمی میڈیکل کالج سے ڈاکٹر ہوئے اور بعد ازاں پاکستانی فوج میں بطورِ کمیشن یافتہ افسر شامل ہوئے۔ وہ اپنے نام کی مانند مجاہد تھے اور فوج میں بھی مجاہد بننے کے واسطے ہی گئے تھے۔ اپنی فوج کے اپنے ہی لوگوں کے خلاف اقدامات آپ سے برداشت نہ ہوئے۔ آپ ایسی فوج کا حصہ نہیں رہ سکتے تھے جس کے ہاتھ مجاہدین و مؤمنین کے خون سے رنگے ہوں۔ آپ تو خود مجاہد تھے کیسے اس مجاہدین کے قاتل لشکر میں شامل رہتے؟ بالآخر آپ نے فوج چھوڑ دی۔ راہ ڈھونڈی اور راہ مل گئی۔ وہ قافلۂ راہِ وفا کا حصہ بن گئے۔ مجاہد تھے مجاہدین سے جا ملے۔

راقم السطور کا ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کافی عرصہ گزرا۔ اس صاحبِ دل کی کئی محفلوں میں شریک رہا۔ کئی نمازیں ان کے پیچھے پڑھیں۔ کئی محاذوں پر ملاقاتیں رہیں۔ کئی سفروں میں شریکِ سفر رہا۔ کئی کھانوں میں شریکِ طعام رہا اور کئی باتوں میں شریکِ کلام۔ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کرکٹ بھی کھیلا اور ان سے محبت بھری ڈانٹ بھی کھائی۔

جب میں ان سے پہلی بار ملا تو وہ سر پر پکول[5] پہنے ہوئے تھے، چہرے پر مسکراہٹ تھی اور کاندھے پر کلاشن کوف ٹکائے ہوئے تھے۔ بعد از علیک سلیک سلسلۂ کلام جب شروع ہوا تو حضرتِ ڈاکٹر صاحب نہایت محبت سے مخاطب بھی رہے اور میری باتیں سن سن کر مسکراتے بھی۔ اس کے بعد کئی ملاقاتیں ہوئیں مگر کہیں بھی ایک آدھ دن یا ایک رات گزارنے سے زیادہ کا موقعہ نہیں ملا۔ پھر تقریباً تین ماہ بعد احقر کو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مجاہدین کے ایک مرکز میں چند دن گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کی پدرانہ شفقت ابل ابل کر ان کے انداز و اخلاق سے ظاہر ہوتی۔

ایک روز ڈاکٹر صاحب مرکز میں موجود ساتھیوں سے ایک بات پر ناراض ہو گئے۔ میں تو اس مجلسِ ناراضگی میں موجود نہ تھا اس لیے ماجرے سے آگاہ بھی نہیں تھا۔ اس روز میرے علاوہ سب ساتھی روزے سے تھے۔ سب نے شام کو روزہ افطار کیا اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے پانی سے روزہ کھولا اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب کی ساتھیوں سے ناراضگی کا پتہ چلا جس کے موجب دیگر ساتھی ہی تھے۔ میں سب سے چھوٹا بھی تھا اور اس معاملے میں شرکت بھی نہ کی تھی، اس لیے اٹھا اور ایک اور بھائی عمار کے ہمراہ ساتھ والے کمرے میں گیا۔ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جا کر بولا حضرت آپ نے کھانا ہی نہیں کھایا۔ وہ مسکرا دیے۔ عمار بھائی نے بھی کہا کہ حضرت آجایئے، کیسی ناراضگی، ہوتا رہتا ہے، جانے دیجیے، ساتھیوں کو معاف کر دیں۔ میں بولا، حضرت کھانا تو کھالیں کم از کم... ہم نے کچھ اور بھی منت سماجت کی اور صاف دل کے مالک، ڈاکٹر صاحب راضی ہو گئے۔

---

[5] ایک قسم کی ٹوپی جو پشتون قوم پہنتی ہے۔

ایک آدھ دن کے بعد مرکز سے باقی ساتھی چلے گئے اور ڈاکٹر صاحب، عمار بھائی اور میں وہاں رہ گئے۔ ڈاکٹر صاحب چاول بہت شوق سے نہ کھاتے تھے۔ ہم نئے نئے تھے، ہمیں چاول پکانا آسان لگتا تھا اور روٹی پکانا نہایت دشوار۔ اب ہم چاول پکائے ڈاکٹر صاحب کے پاس آ گئے۔ کھانا شروع ہوا تو محسوس کیا کہ ڈاکٹر صاحب کو کھاتے ہوئے مشکل ہو رہی ہے، ظاہر ہے چاول بھی ہم نئے کھلاڑیوں نے بدمزہ ہی پکائے ہوں گے۔ میں اور عمار بھائی اٹھے اور جا کر روٹی پکانے کی تیاری کرنے لگے۔ اب ہم تو صحیح سے آٹا گوندھنے سے بھی واقف نہ تھے۔ پہلے وہ لئی بن گئی۔ پھر مزید خشک آٹا شامل کیا، کرتے گئے گوندھتے گئے تو ذرا گوندھا ہوا آٹا معلوم ہوا۔ اب دیکھیے مرکز میں بیلن ہی نہ تھا۔ اب پیڑے تو بنا لیے مگر بیلیں کس طرح۔ پہلے ہاتھ سے ہی بڑھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ آس پاس دیکھا تو راکٹ لانچر کے گولے آر پی جی (RPG-7) کی پرواز ی پڑی تھی جو لمبی اور گول ہوتی ہے گویا پائپ ہو۔ اس کو دھو بھی نہ سکتے تھے اس میں بارود تھا۔ اوپر سے صاف کیا اور اسی سے روٹیاں بیلیں۔ اب ہر توے پر ڈالنے والی اور توے سے اترنے والی روٹی ایک شہکار فن پارہ ہوتی۔ نجانے کن کن نئے ممالک کے نقشے، آدھے کچے اور آدھے پکے تخلیق کر کے ہم ڈاکٹر صاحب کے پاس لوٹے۔ ڈاکٹر صاحب یہ روٹیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ کوئی بھی تبصرہ کیے بغیر حضرت نے خاموشی سے ہمارا یہ کمال برداشت کیا اور پھر تقریباً ایک ہفتے تک یہی نقشے کھاتے رہے، اللہ انہیں صبر اور ہم پر شفقت کرنے پر بہترین جزا سے نوازے، آمین۔

پھر ڈاکٹر صاحب بھی چلے گئے اور عمار بھائی بھی۔ میں ایک اور جانب چلا گیا۔ ایک روز کئی دن کے بعد ہم ڈاکٹر صاحب والے مرکز میں گئے، رات گئے۔ وہاں پہنچے تو وائٹ بورڈ (white board) پر رات کو پہرہ دینے والوں کے نام درج تھے۔ انہی ناموں میں ایک نام ڈاکٹر صاحب کا بھی تھا۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جس کی آنکھیں اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے تھکیں گی ان کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

تیرے دیدار کی آس دِل میں لیے

اپنی آنکھوں کو پہروں تھکاتے رہے

یہ ملاقاتیں تو بس ڈاکٹر صاحب سے معارفت کا آغاز تھیں۔ پھر ہم ان کے ساتھ ایک لمبا عرصہ رہے۔ اتنا لمبا عرصہ خونی رشتے داروں کے ساتھ بھی جب بیتایا جاتا ہے تو یہ تعلق کئی نشیب و فراز سے گزرتا ہے۔ ہمارا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ جب کبھی ذاتی رنجش ہوئی بھی تو ذات کے حصار میں قید نہ ہوئے، بلکہ اس گھیرے کو توڑا اور سینوں سے سینوں جڑ گئے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی صفت ان کی حق گوئی تھی۔ خواہ سامنے کوئی بھی ہو، ان کی زبان پر حق ہی جاری رہتا۔ مگر جب جب ان کو پتا چلتا کہ میرا فلاں مؤقف، میری فلاں بات، فلاں رویہ، فلاں ادا، مبنی بر حق نہ تھی تو اپنے بچوں کی عمر کے لوگوں سے معافی مانگ لیتے۔ اور معافی کبھی گھٹنے پکڑ کر اور کبھی اشکبار ہو کر۔ حق گوئی و بے باکی تو وصف ہیں ہی، لیکن یہ تواضع ان اوصاف کو واقعی حمیدہ بناتی ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نہایت بہادر تھے۔ اپنے قلیل جہادی سفر میں، میں نے اس نوعیت کا بہادر شخص کوئی نہ دیکھا۔ بہادری کے قصے تو کئی ہیں، لیکن سنائے نہیں جا سکتے۔ یہ قصے بھی جنت کی کسی شام میں سنے سنائے جائیں گے۔

ہمارے شہید طبیب، ڈاکٹر سربلند زبیر خان (ابو خالد) رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ "تاریخ میں مشہور اور بڑے لوگوں میں دو صفات ہمیشہ رہی ہیں۔ ایک بہادری اور دوسری سخاوت"۔

اگر ڈاکٹر صاحب کی سخاوت کا ذکر نہ کیا جائے تو ہرگز بھی انصاف نہ ہوگا۔ سخاوت کا محل بھی اگر اللہ کے دین کی نصرت، انفاق فی سبیل الجہاد، ضعیف مجاہدین اور مہاجرین کی مدد و اعانت ہو تو نور علیٰ نور۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ

"اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔"

(الصّف: ۱۱)

ڈاکٹر صاحب، ہمارے گمان کے مطابق ایسے ہی تھے۔ انہوں نے اپنا گھر بار، اسی راہ میں لٹایا۔ اپنی جان اس راہِ محبت میں گنوائی کہ محبوب کے لیے جان کی بازی لگانا ہی سب سے بڑی سعادت سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنا خاندان لٹایا۔ سب کچھ دے دیا اور جب مالک نے کہا کہ میرے محبوب! مال و دولت بھی لٹا دے تو عاشق یہاں بھی نہ رکا۔ ایسے ہی عشاق کے بارے میں، ایسے ہی اپنے سے محبت کرنے والوں کا معاملہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

"جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اگائے (اور) ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے۔ اللہ بہت وسعت والا (اور) بڑا علم والا ہے۔" (البقرۃ: ۲۶۱)

حتمی طور پر تو ہم نہیں جانتے، اور شاید ہمارے ڈاکٹر صاحب کے اقرب ترین بھی نہیں جانتے کہ وہ کتنا انفاق کرتے تھے، راہِ وفا میں کتنی سخاوت کرتے تھے مگر خام اندازہ بھی یہ بتاتا ہے کہ ماہانہ لاکھوں روپے اللہ کی راہ میں دیتے تھے۔ بلاشبہ اللہ ہی ہیں جو اپنے بندوں کو عطا کرتے ہیں اور پھر ان بندوں کو توفیق دیتے ہیں کہ وہ اس کی راہ میں خرچ کریں۔

فرعون صفت دشمن بہت کچھ برداشت کرلیتا ہے، لیکن یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کو اس کے سامنے، اس کے منہ پر فرعون اور جابر کہا جائے۔ جب ڈاکٹر صاحب کو نقاب پوش دہشت گرد اغوا کر کے لے گئے تو میں ایک بزرگ نما بھائی سے انہی کے متعلق بات کر رہا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب اتنے جی دار اور اتنے نڈر ہیں کہ قید کے اندر بھی دشمن کو اس کی اصل شکل دکھاتے ہوں گے، اس کی خصلتوں اور اس کے ایمان کو لگی کفر وارتداد کی بیماری کا بتاتے ہوں گے۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

اِنّ من أعظم او افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان الجائر

''بلاشبہ سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا جہاد کی عظیم ترین اور افضل ترین قسم ہے۔'' (سنن ترمذی)

یہ اعظم کیوں ہے؟ شہید امام شیخ عبداللہ عزام رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی ذیل میں فرماتے ہیں:

''وہ مجاہد جو میدانِ جنگ میں لڑتا ہے، اس کے دل میں خوف اور امید دونوں موجود ہوتی ہیں، لیکن سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق کو بلند کرنے والے کے دل میں بچنے کی امید نہ ہونے کے برابر اور مارے جانے کا خوف زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح اس کلمۂ حق کا فائدہ ساری امت کو براہِ راست پہنچتا ہے، جب کہ مجاہدِ میدانی کا فائدہ اس کی نسبت کم ہے کیوں کہ یا تو وہ خود شہید ہو گا یا ایک کافر کو قتل کرے گا، سو اس کا فائدہ کم ہو گا۔''

ہم اپنے ڈاکٹر صاحب کے بارے میں بھی ایسا ہی گمان کرتے ہیں۔ کہ آپ سلطانِ جابر کے سامنے صرف کلمۂ حق بلند نہ کر رہے تھے بلکہ اسی سلطان کی قید میں تھے جہاں بچنے کی امید نہ تھی اور بالآخر آپ کو اسی زنداں سے نکال کر شہید کر دیا گیا۔

نومبر ۲۰۱۵ء کے آخر میں، خفیہ اذیت خانے سے نکال کر ڈاکٹر صاحب کو چند دیگر مجاہدین کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان لے جایا گیا۔ وہاں ایک جعلی پولیس مقابلے میں آپ پر لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے جرم میں شریعت کی دشمن پولیس نے گولی چلائی۔ گولی جسم کے ایسے حصے پر ماری گئی کہ جان فوراً نہ نکلے، بلکہ اذیت سے، خون بہنے کے سبب روح و بدن کا تعلق منقطع ہو۔ ڈاکٹر صاحب کے ورثاء کے سپرد ان کی نعش تقریباً دس دن کے بعد کی گئی۔ مگر دس دن بیت جانے کے باوجود ڈاکٹر صاحب کے جسم سے خون جاری تھا۔ چہرے پر کوئی ایسا اثر نہ تھا کہ اس شخص کی روح اذیت و تکلیف سے بدن کو چھوڑ کر گئی ہے۔ دس روز بعد بھی آنکھوں میں چمک تھی... جو آنکھ اللہ کی راہ میں، رات کو پہرہ دیتے ہوئی تھکی تھی اس کا نور کون چھین سکتا تھا؟

مارنے والے کہاں جانتے ہیں کہ مرنے والے کی اپنی بھی یہی خواہش تھی۔ مرنے والے ہی کی خواہش کی تکمیل ہوئی تھی، جس خواہش کی خاطر مرنے والا نجانے کتنی بار مچلا ہو گا۔ مارنے والے یہ بھی نہیں جانتے کہ مرنے والا، ان کے لیے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھے کا سامان کر گیا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ شخص مردہ نہیں ہے۔ سب ہی کی زبان و عقل یہ کہہ رہی تھی کہ یہ مر گیا ہے... لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو سچ ہے، حق ہے، نے فرمایا:

وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ O فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَO يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَO

''جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں، انہیں ہر گز مردہ نہ سمجھنا، بلکہ وہ زندہ ہیں، انہیں ربّ کے پاس رزق ملتا ہے۔ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے، وہ اس پر مگن ہیں، اور ان کے پیچھے جو لوگ ابھی ان کے ساتھ (شہادت میں) شامل نہیں ہوئے، اُن کے بارے میں اِس بات پر بھی خوشی مناتے ہیں کہ (جب وہ ان سے آکر ملیں گے تو) اُن پر کوئی خوف ہو گا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل پر بھی خوشی مناتے ہیں اور اس بات پر بھی کہ اللہ مؤمنوں کا اَجر ضائع نہیں کرتا۔'' (آلِ عمران: ۱۶۹-۱۷۱)

يُرْزَقُونَ... وہ رزق پا رہے ہیں۔ **فَرِحِينَ**... خوشیاں منا رہے ہیں۔

لکھنے کو اور بھی ہے، مگر شاید ابھی موقع نہیں۔ اگر یہاں موقع نہ ملا تو عرش تلے قندیلوں میں باتیں کرنے کا اور پھر فردوس میں کسی تخت پر بیٹھ کر، حریر و دیبا میں لپٹ کر، سونے کے کاسوں کے سامنے، کسی شام میں بات کرنے کا موقع ضرور ملے گا، ان شاءاللہ۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

''بھائیو اور بہنو!!! ہاں ہمیں اپنے دین کے دفاع کے لئے اس غاصبانہ جارحیت کے خلاف کھڑا ہونا ہے، ہاں ہمیں اعلانِ حق کرنا ہے اور اس حق کی خاطر لڑنا ہے، مگر ساتھ ہی یہ بات بھی اپنے دلوں میں راسخ کر لیجئے کہ اللہ رب العزت کے دشمن جو چاہے کریں، فتح مسلمانوں کا ہی مقدر ہے''۔

امام انوار العولقی رحمہ اللہ

تم ہی تو غم ہمارا ہو

ضرار خان

مجھے مغرب کے بعد تھانے کے زندان (حوالات) سے نکالا گیا اور ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں دو افراد موجود تھے جو سوالات کرنے آئے تھے۔ سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ دونوں رافضی تھے، جس کا علم مجھے ان کے سوالات سے ہوا کیونکہ ان میں سے ایک نے پوچھا "دین کا علم حاصل کیا ہے" میں نفی میں جواب دیا...تو اُس نے میرے اس جواب کے بعد دین کی "تشریح" کرنا شروع کر دی اور اسی دوران میں سیدنا معاویہ رضی اللہ کو گالیاں بکنے لگا۔ اس پر میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور غصے میں آپے سے باہر ہو گیا۔ میری یہ کیفیت غیر ارادی تھی۔ جس پر بہت پولیس والے آ گئے اُن میں اس تھانے کا افسر بھی تھا جسے میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں ان کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ اگر اس نے اپنی اپنی بکواس جاری رکھی تو میں ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوں، اسے تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اپنا سر دیوار سے مار مار کر زخمی کر لوں گا پھر عدالت میں تم جواب دیتے پھرنا۔ اس پر وہ سب ڈر گئے۔ کیونکہ ہمارا کیس بہت بڑا تھا اور میڈیا ایک ایک بات کو رپورٹ کر رہا تھا۔ اُس نے مجھ سے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ مجھے واپس زندان میں بھیج دیا گیا، مجھے اپنی بے بسی پر بہت دکھ ہو رہا تھا کہ میرے سامنے کس طرح ایک صحابی رسول اور کاتب وحی رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکی گئیں مگر میں کچھ نہ کر سکا۔

یہاں سے جب ریمانڈ کے مقررہ دن ختم ہوئے تو ہمیں واپس جیل کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو تمام اہم شاہراؤں کو بند کر دیا گیا اور کئی ایلیٹ فورس کی گاڑیاں منگوائی ہیں جن میں مقامی پولیس کی گاڑیاں بھی شامل تھیں۔ یوں گاڑیوں کا ایک عظیم شان قافلہ ترتیب دیا گیا تھا۔ ہمیں بکتر بند گاڑی میں ڈال دیا گیا۔ جس میں اے سی لگا ہوا تھا۔ ایک ساتھی نے پولیس والے سے پوچھا یہ اتنی سیکورٹی کس کے لیے ہے اس پر پولیس والے نے جواب دیا کہ یہ سب تمہارے لیے ہیں۔ اس پر ہم سب بہت ہنسے ساتھی نے مسکرا کر کہا یار میں تو کالج جانے کے لیے بس کو ہاتھ دیتا تو وہ بھی نہیں رکتی تھی دیکھیں کیسی شان ہے میرے اللہ کی! اب ہمیں عدالت میں پیش کیا گیا اور اس کے بعد جیل بھیج دیا گیا۔ جیل میں ساتھی منتظر تھے۔ سب ساتھی پیار سے ملے ہم اپنی چکی میں جا کر نہائے کپڑے بدلے اور ساتھیوں سے حال احوال بتائے۔

اس دوران میں جیل انتظامیہ کے ناروا سلوک پر بھوک ہڑتال بھی کی جس میں سب ساتھیوں نے مشترکہ حصہ لیا۔ بھوک ہڑتال سے جیل انتظامیہ بہت تنگ ہوتی ہے اور یہ قیدی کا بہترین ہتھیار ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ ہمیں کچھ وقت کے لیے سورج کی روشنی میں چلنے پھرنے کا موقع دیا جائے، ہم یہ مطالبہ کسی حد تک منوانے میں کامیاب رہے۔ جیل میں بعض ساتھیوں نے اپنے پاس موبائل رکھے تھے جن سے وہ اپنے گھروں میں رابطے کرتے تھے۔ ان کو ہم نے ایسے طریقے سے چھپایا کرتے تھے کہ کوئی ڈھونڈ ہی نہ سکتا لیکن چند ساتھیوں کی غلطی سے موبائل پکڑے گئے۔ اس بعد پھر ہم چند ساتھیوں نے منصوبہ بنایا کہ پھر موبائل رکھتے ہیں۔ جن ساتھیوں کے بیوی بچے تھے وہ ساتھی گھر والوں کو تسلی دے دیتے تھے۔ ویسے تو مجھے موبائل کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی لیکن بس جیل انتظامیہ اور قانون کے خلاف ہر کام ہی اچھا لگتا تھا۔

ہم نے مختلف تدبیروں کے ذریعے کافی عرصہ تک موبائل استعمال کیے۔ ایک دن اچانک تلاشی کے غرض سے چھاپہ مارا گیا تو ہمارے کمرے کے ساتھی سے موبائل پکڑا گیا اور بھی ساتھیوں کے موبائل پکڑے گئے جس پر ہمیں سزا کے طور پر سزا والے سیل میں عام قیدیوں کے ساتھ ڈال دیا گیا جس میں ہر وقت بند ہی رہنا پڑتا ہے اور یہ ہمارے لیے کچھ خاص سزا نہیں تھی۔ مگر وہاں کے انچارج نے ایک شرارت اور کی کہ میرے کمرے (زندان) میں پانچ قیدی آ سکتے تھے تو اُس نے پانچ کی بجائے تیس قیدی اُس کمرے میں ڈال دیے۔

میں نے اس موقع کو غنیمت جان کر سب قیدیوں کو خاموش کروایا ویسے بھی کو مجاہد ہونے کی وجہ سے بے حد عزت کرتے تھے اس لیے فوری خاموش ہو گئے اور میں نے دعوت جہاد پر ایک بیان شروع کر دیا۔ بیان میں پر جوش الفاظ پر قیدیوں نے نعرہ تکبیر بھی بلند کیا۔ اب یہ بات اُن کے لیے پھر تکلیف کا باعث تھی کہ یہ تو ہماری ہی بغاوت پر اکسا رہا ہے۔ فوری طور پر تمام قیدیوں کو یہاں سے نکال لیا گیا۔ اور میرے ساتھ دو قیدی چھوڑ دیے گئے۔ پہلے ہی دن جب کھانا آیا تو مجھے جیل میں کام کرنے والے قیدی جنہیں جیل کی زبان میں مشقتی کہا جاتا تھا اُس نے کہا "آپ کھانا کھا رہے ہیں" میں نے کہا جی کیوں؟ اُس کہا آپ کے ساتھیوں نے تو بھوک ہڑتال کی ہوئی ہے۔

اس پر میں بہت افسردہ ہو گیا اور کہا جاؤ واپس لے جاؤ میری بھی بھول ہڑتال ہے۔ اس پر وہ قیدی حیران ہوا کہ بھائی آپ کو معلوم ہے انہوں نے کیوں ہڑتال کی؟ میں کہا بس ہمارے ساتھی ہیں ہڑتال کی ہے تو میری بھی ہڑتال ہے۔ اس پر وہ بہت حیران و پریشان چلا گیا۔ اب ایک اہلکار آیا اور بولا ہڑتال کیوں کی؟ اُس کا یہ لہجہ مجھے بہت برا لگا۔ میں کہا "اس لیے کی کہ ہمارے ساتھیوں نے بھوک ہڑتال کی ہے بس یہ کافی ہے اُنھوں نے ہڑتال کی تو میری بھی ہے"۔ اُس کہا دیکھو ضرار میں جانتا ہوں تم ایک اچھے گھر سے ہو تمہارے رشتے دار اچھے عہدے پر ہیں ایسا مت کرو۔ میرے ذہن میں آیا کہ چلو ہمدردی کر رہا ہے کام نکالتے ہیں۔ میں کہا اچھا چلو مجھے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ میں اُن کی بھوک ہڑتال بھی ختم کرواتا ہوں۔

یہ سن کر وہ بہت خوش ہو گیا۔ فوری کھانا منگوا لیا اور مجھے نکال کر باہر کر دیا۔ میں چلتا ہوا عباس بھائی کے پاس آ گیا جو ہم پانچ ساتھیوں میں پرانے تھے۔ میں پوچھا ہڑتال کا مقصد کیا

ہے تو اُنہوں نے بتایا کہ ہمارے ساتھیوں کو ناجائز طور پر دوسری بیرکوں میں بند کیا ہے ، اُنہیں واپس بھیجا جائے۔انھوں نے پوچھا آپ کیسے نکل آئے میں بتایا کہ ایسے آیا تو بہت ہنسے۔میں واپس آکر بند ہو گیا اور کہا کہ تم لوگوں نے ہمارے ساتھی غلط بند کیے ہیں پہلے اُن کو نکالو پھر ہم بھوک ہڑتال ختم کریں گے۔اس طرح وہ سپاہی منہ بنا کر چلا گیا۔میرے ساتھ والے قیدی مجھے مجاہد بھائی کہتے تھے۔اُن سے جہاد پر کافی بات چیت ہوتی تھی جس پر وہ ہمارے موقف کو اچھی طرح جان گئے تھے اور کسی حد تک میرا ساتھ بھی دیتے تھے۔اب پہلے سات دن تو بالکل ہی کچھ بھی نہ کھایا نہ پیا۔بس عشاء کی نماز کے ٹائم میں ایک چلو بھر کے پانی کا پی لیتا۔جس کی وجہ سے کچھ طاقت آجاتی۔

ساتویں دن کچھ ساتھیوں کی حالت غیر ہو گئی اور بے ہوش ہو گئے۔جس وجہ سے ہمیں بھی سٹریچر پر ڈال کر جیل کی ہسپتال میں لے جایا گیا۔وہاں امیر صاحب نے اشارے میں بتایا کہ اگر ڈرپ لگائیں تو کچھ ہی مزاحمت کے بعد لگوالینا۔میں نے ایسا ہی کیا۔اس سے جسم میں کچھ طاقت بحال ہو گئی۔ایک افسر میرے پاس کھڑا رہا بات چیت کرتا رہا۔مگر کچھ معالات طے نہ ہوئے۔عباس بھائی معالات طے کر رہے تھے۔اب واپس ہمیں بند کر دیا گیا۔مزید چار دن بعد ایسا ہوا کہ ایک ساتھی نے جج کے سامنے واقعہ رکھ دیا جس کی وجہ سے بات جیل انتظامیہ کے لیے مشکل بن گئی۔اگلے دن ایسا ہوا کہ کمزوری کی وجہ سے میرے جسم کا بایاں حصہ بالکل بے جان ہو گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔

جب ہوش آیا تو ہسپتال میں تھا جیل کا عملہ اور ایک ڈاکٹر میرے سامنے کھڑے تھے۔ایک افسر کہا چلو جی لگاؤ اس کو بوتل، یہ سن کر میں کہا مجھے نہیں لگوانی۔اُس نے کہا کہ ہم زبردستی لگالیں گے اس بات پر کافی گرما گرمی ہوئی۔بات دھمکیوں تک گئی۔ایک قیدی کو کہا گیا کہ میری بازو پکڑے کے زبردستی ڈرپ لگائی جائے مگر میں اُسے گھور کر دیکھا اور کہا کہ قریب مت آنا وہ باز آگیا۔اب ڈاکٹر نے پھر سوئی میری بازو پر رکھی اور رگ میں داخل ہی کی تھی کہ میں نے بازو کی زور دار جھٹکا مارا۔جس میری بازر میں ایک زخم ہو گیا۔اس پر افسر کہا تم کس قدر ظالم ہو اپنا بھی خیال نہیں میں کہا" جب کہا ہے کہ نہیں لگوانی تو تمہارے باپ دادا بھی نہیں لگا سکتے "۔اتنے قیدیوں کے سامنے یہ اُس کی توہین تھی کیونکہ وہ خود کو جیل کا بادشاہ سمجھتا تھا اور کسی حد ایسا ہی تھا۔

اب اُس نے رعب جھاڑنے کے لیے مزید قیدیوں کی فوج منگوائی میں نے ایک نظر بھی نہ دیکھا کہ کتنے لوگ مزید آئے ہیں۔اُس نے دوسرے بازو میں سوئی داخل کی اور ڈرپ چلا دی،ابھی سوئی کو مزید وہ رگ کے اندر داخل کرنا چارہا تھا کہ میں نے پھر سے بازو کو جھٹکا دیا اب سوئی رگ سے نکل کر گوشت میں داخل ہو چکی تھی اور پانی گوشت میں داخل ہو گیا اور وہ جسم کا حصہ پھول گیا۔جس کو دیکھ کر ڈاکٹر کہا یار اپنا خیال کرو دیکھو یہ کیا ہو گیا ہے۔میں کہا" جب میں کہا ہے تم مجھے ڈرپ نہیں لگا سکتے تو بس نہیں لگا سکتے"۔یہ منظر دیکھ کر افسر قریب آیا اور بولا مجھے جانتے ہو؟ میں اُس کی طرف دیکھا اور کہا" اگر نہ جانتا ہوں تو کیا ہو گا"؟ کہا تمہاری بہتری اسی میں ہے ڈرپ لگا لو میں جواب دیا جب کہا ہے جب تک ہمارے مطالبات منظور نہیں کرو گے یہ سوچنا بھی نہ۔میں نے ڈاکٹر کی طرف میں دیکھا اور کہا یہ زخم جو لگا ہے تمہیں معلوم ہے اس پر میں تم پر مقدمہ کر سکتا ہوں۔یہ سن کر وہ کسی حد تک وہ سہم گیا اور میری طرف دیکھنے لگا۔اب وہ افسر چلا گیا۔

سارے قیدی خوشی سے دیکھ رہے تھے کہ اُس پولیس والے افسر کو کسی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔مگر یہ سب اللہ کی رحمت سے تھا۔اب ڈاکٹر کو اپنی فکر پڑی ہوئی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی شامت آجائے یہ ذہنی غلام لوگ ہوتے ہیں قانون کاغذوں سے بہت ڈرتے ہیں۔وہ میرے پاس آیا اور بولا "تمہیں اللہ کا واسطہ یہ دودھ میں چوری سے تمہارے لیے لایا ہوں پی لو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا"میں نے اُس کی طرف دیکھا اور کہا "دیکھو اگر میں یہ تمہارے کہنے پر پی لیتا ہوں تو میرے باقی چار ساتھیوں کو کیا جواب دوں گا"؟ اُس کہا میں کسی کو نہیں بتاؤں گا وعدہ۔میں جواب دیا کہ آپ نہیں بتاؤ گے مگر ایسا کیسے ممکن ہے بارہ دن ہم اکٹھے بھوکے رہیں اور آخر میں اکیلا کھاتا رہوں یہ ممکن نہیں جی۔یہ سن کر وہ مایوس ہو گیا کہتا اچھا ایک بات مانو۔میں کہا کیا؟ بولا کہ بس یہاں بستر پر آرام کر لو تمہاری حالت کافی خراب ہے۔میں نے بات مان اور لیٹا رہا اور کمزوری کی وجہ سے نیند آگئی۔

اب جب وہ لوگ مایوس ہو گئے تو اپنے افسروں کو بتایا کہ معاملہ ہمارے ہاتھوں میں نہیں۔اس پر اُنھوں کہا ٹھیک ہے اُن سب کو واپس بھیج دو۔میرے پاس ایک قیدی آیا اور بولا بھائی آپ کے مطالبات منظور ہو گئے ہیں آپ دودھ پی لیں۔میں نے اُسے مسکرا دیکھا اور سمجھا یہ بھی جھوٹ ہے ان کا، میں نے کہا اچھا!!!!!!۔ پھر؟ تو اُس نے کہا پیو نا۔میں کہا جب تک میرا امیر مجھے نہیں کہے گا نہیں پیوں گا۔اب میرے لیے سٹریچر لایا گیا اور اُس پر رکھ کر باقی ساتھیوں کے سامنے بیٹھا دیا گیا۔عباس بھائی کی طرف دیکھا تو اُنھوں کہا پی لیں ہم واپس اپنے سیل میں جا رہے ہیں۔یہ سن کر میں نے ایک دو گھونٹ پی لیے مگر وہ بھی قے کے ذریعے نکل گئے۔

اب ہم اپنے ساتھیوں کے درمیان آگئے تھے۔حالت ایسی تھی کہ چل نہیں پا رہا تھا ساتھیوں سے سلام کرتا ہوا ایک زندان میں بند ہو گیا۔کئی دن تک حالت کافی خراب رہی ہر روز میڈیکل چیک اپ ہوتا تھا۔ایسے ہی دن گزرتے گئے۔اس بعد اس جیل کے مشترکہ ساتھیوں کے امیر نے ساتھیوں کو کہا کہ آئندہ کوئی ساتھی موبائل نہیں رکھے گا۔جیل میں جمعرات کی شب عشاء اور مغرب کی درمیان بزم ہوتی جس میں ساتھی ترانے سناتے اور

خالد بھائی جب یہ ترانہ پڑھتے ''میرے زندان کے ساتھی''اور جب آپ یہاں پہنچتے کہ ''نگاہیں منتظر ہیں دل تمہیں آواز دیتا ہے تمہارا رب تمہیں خود جنتوں کے راز دیتا ہے''تو دل کرتا اللہ پاک ابھی رہائی دے تو اڑ کر اپنے مجاہد بھائیوں کے پاس محاذ پر پہنچ جاؤں اکثر جب حوروں کا ذکر آتا تو میں زوردار آواز میں کہتا یااللہ یہی پر ایک ڈرون حملہ کروادے کہ کہ ہم حوروں کے پاس پہنچ جائیں۔آئی ایس آئی کی قید کے دوران کوئی امید نہیں تھی کہ نکل پاؤں گا مگر اللہ سے ایک عہد کیا یااللہ! آپ مجھے اس قید سے نکالیں میں اپنی زندگی آپ کے راستے میں لگاؤں گا''۔

آخر کار ایک ایسا وقت ہمیں تمام مقدمات میں بری کر دیا گیا۔اب رہائی کا مرحلا تھا۔مغرب کے بعد ہمیں جیل نکالا گیا میں بوٹ پہن کر تیار ہو چکا تھا۔دل میں گھبراہٹ بھی تھی جانے اب کیا ہوگا۔مگر اللہ نے خواب میں ایسا دکھایا تھا کہ دشمن کو اپنے اردوں میں شکست ہوگی۔مجھے پولیس اہلکار نے بتایا کہ باہر تمہارے رشتے دار آئے ہیں تمہیں لینے کے لیے۔ ہم اذکار کرتے ہوئے دوروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ہمارے کوائف دیکھے گے اور باہر کی طرف چل پڑے جہاں جیل کی حدود ختم ہوتی تھی وہاں ایک دورازہ تھا میں وہاں پہنچ گیا۔میں ساتھیوں میں آگے چل رہا تھا۔اب الفاظ پر غور کریں کے پولیس والا کیا الفاظ مجھے کہہ رہاہے جوں ہی میں گیٹ پر پہنچ گیا تو پولیس والے نے دروازہ کھولا اور کہا جائیں جائیں جی دورازہ کھلا ہے۔اللہ کی ذات کیسی غیرت والی ہے کہ وہ اپنے بندوں کے الفاظ کی لاج بھی رکھتے ہیں۔جو اُس پر توکل کرتا ہے وہ بھی اُس کو تنہا نہیں چھوڑتا۔یہ وہی الفاظ تھے جو اکثر میں اپنے گھر والوں کو دلاسہ دینے کے لیے کہا کرتا تھا کہ ''جس دن اللہ نے حکم کر دیا بس اُس دن یہ دروازے کھول کر کہیں گے کہ جاؤ''۔

ہم باہر نکلے تو کیمرے لگے ہوئے تھے میڈیا موجود تھا میں اُن سے بچ کر اپنے گھر والوں سے ملا اور فوری وہاں سے نکلنے کی تیاری کی۔میں ایک اور ساتھی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا جو دوسرا ساتھی اور اُس کے بھائی ساتھ تھے۔اب کچھ آگے جاکر مجھے محسوس ہوا کہ غالباً بہت سے لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں مگر خود کو سمجھایا کہ نہیں تین سال بعد باہر کی ہوا کھا رہے ہو اس لیے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔اب کچھ آگے جاکر ایک گاڑی نے ہمیں کراس کیا آگے جا ایک گاڑی پہلے سے کھڑی کی اور دوسری جب ہماری گاڑی وہاں پہنچی تو اُس ٹائم وہاں اچانک لاکر راستہ بند کر دیا گیا،اب میں کسی حد تک اس طرح کے حالات کے لیے تیار تھا۔

میں نے ایک ہاتھ پہلے سے گاڑی کی کھڑکی والے تالے پر رکھا تھا اور یہ میں دیکھ رہا تھا کہ سامنے والی گاڑی سے ایک کالی وردی میں ملبوس شخص جس کے ہاتھ میں بندوق ہے وہ نکلا ہے۔میں فوری ایک ہاتھ سے دورازہ کھولنے والا ہینڈل پکڑا اور دوسری بازو کی کہنی سے دوازے کو ضرب لگائی جس وہ زوردار انداز میں کھلا اس دوران ہماری گاڑی کے پیچھے سے

ایک اور گاڑی آن پہنچی تھی جس میں مزید سفید کپڑوں میں ملبوس اہل کار موجود تھے۔بس میں نے فوری نکل کر دوڑ لگائی اور ایک گلی میں گھس گیا۔یہ رات دس بجے کا ٹائم تھا یا اس سے بعد کا،وہ اہلکار اور باقی اہلکار میرے پیچھے دوڑ لگا رہے تھے۔

اس دوران پہلے اہلکار نے بندوق میری طرف تانی اور گولی لوڈ کی پھر آواز لگائی رک جاؤ نہیں تو گولی ماروں گا۔گولی جب بندوق میں لوڈ ہونے کی آواز سنی تو ایک خیال آیا رک جاؤں مگر پھر سوچا کہ اس قید سے شہادت بہت بڑی نعمت ہے اس لیے نہیں رکا۔جنگ میں جب کوئی بھاگ رہا ہو اور دشمن پیچھے موجود ہو اور وہ فائر کرے تو یہ سکھایا جاتا ہے کہ فوری جھک کر بھاگو اور دوسرا کام کہ اپنا بھاگنے کی سمت کو بدل دو۔میں نے بھی یہ دونوں کام کیے،خوش قسمتی سے میرے سامنے جھاڑیاں تھیں میں فوری اُن میں گھُس گیا اور ایک لمحے کے لیے اُس میں دم سادھ کر بیٹھ گیا کیونکہ میں دیکھا چکا تھا میرے قریب آنے والا دشمن ابھی تک اکیلا ہے تو میں اُس کو قابو کر سکتا تھا۔مگر وہ خوف کے مارے اندھیرے میں داخل نہیں ہوا باقی اہلکاروں کا انتظار کرنے لگا۔

اس وقت میں نے پھر مزید دوڑ لگائی،یہاں تک کہ ایک میدان میں آنکلا یہ علاقہ پہاڑی تھا اس لیے کچھ آگے جاکر ٹیلا نما پہاڑی نظر آئی میں اس وقت ایک چھوٹی پہاڑی پر بھاگ کر چڑھا چکا تھا چونکہ گلی جس داخل ہوا تھا وہ چڑھائی پر تھی اس لیے سانس بھی کافی چڑھ گیا تھا۔تین سال بعد ایک دم اتنی دوڑ لگانی پڑ گئی تھی۔سانس بری طرح پھول گیا تھا مگر اللہ نے ہمت دی اور میں ایک چھوٹی پہاڑی جو ایک میدان کے سامنے تھے اُس پر چڑھ کر درمیان میں جا پہنچا۔پہاڑی کے سرے پر جانے کے بجائے وسط میں ایک نالہ دیکھا جو خشک تھا اُس میں ایسے لیٹ گیا کہ سامنے کا منظر نظر آتا رہے اور اوپر سے گزرنے والا بھی نہ دیکھ سکے۔ سامنے والے میدان میں کچھ لوگ حرکت کر رہے تھے مگر بہت ہی محتاط انداز میں۔میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اس کے علاوہ اوپر پہاڑی پر بھی کچھ آوازیں آرہی تھیں۔میں اذکار کرتا رہا اس کے کچھ ہی دیر بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے سانپ کی آواز ہے جو اب قریب ہوتی جارہی ہے۔

کچھ ہی دیر بعد میں واضح طور پر دیکھ سن رہا تھا ایک سانپ جس کی پھنکار بہت تیز ہو چکی ہے وہ میرے قریب کھڑا ہے میں دعا پڑھی اور سوچا تم سے بڑے بڑے سانپ یہاں موجود ہیں،بھاگ نہیں سکتا تھا بس پاؤں کو ہلایا اور دعا کی،اللہ کے حکم سے وہ سانپ وہاں سے چلا گیا۔میں قریباً چار گھنٹے وہاں لیٹا رہا پھر دعا کی کہ یااللہ کوئی راستہ نکالیں کہیں سے بادل ہی آجائیں تو میں یہاں سے بھاگ نکلوں۔اللہ نے مدد بھیج دی اور ایک طرف سے بادل کی گھڑ گھڑاہٹ آنے لگی اور کچھ ہی دیر بعد بارش کا آغاز ہو گیا یہ میرے لیے غیبی امداد تھی۔ بارش میں میں اٹھا اور آہستہ آہستہ جھک کر چلنے لگا،میں پہاڑی کے درمیانی حصے میں چل رہا

کیونکہ اوپر جانے سے دور سے دیکھا جاسکتا تھا۔اب مجھے ہر صورت میں صبح ہونے سے پہلے یہ علاقہ چھوڑنا تھا کیونکہ دن کی روشنی میں فوج اس علاقے میں آپریشن بھی کرسکتی تھی۔

کافی چلنے کے بعد میں ایک گھر کے پاس پہنچا وہاں ایک بڑا سا کتا مجھ پر جھپٹ پڑا۔میں نے ایک ہاتھ اوپر اٹھالیا جیسے کہ ابھی مارنے والا ہوں اور الٹے قدموں سے دوسری طرف چلنے لگا۔کافی دیر تک وہ بھونکتا رہا پھر واپس چلا گیا۔اب میں اُسی سڑک پر آن پہنچا جہاں سے گاڑی چھوڑ کر بھاگا تھا۔میں نے اس سڑک کو عبور کیا اور دوسری طرف کھیتوں میں اتر گیا۔رات میں نظر نہیں آرہا تھا کس چیز کے کھیت ہیں مگر کچھ آگے چلنے بعد میں ایک پانی کے نالے میں جا گرا۔پانی میرے گردن تک تھا میں نے اسے عبور کرلیا اس کی گہرائی پانچ فٹ سے کچھ زیادہ ہوگی۔دوسری طرف نکل کر پھر کھیتوں میں چلتا رہا۔کچھ آگے جا کر کھیتوں کے وسط میں ایک بڑی سی چارپائی موجود تھی جس پر اکثر دیہاتی لوگ محفل لگاتے ہیں۔

میں اس پر جا کر لیٹ گیا کچھ آرام کیا اور آگے کے بارے میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

پھر سے رخت سفر باندھا اور چل دیا کھیتوں کے کنارے چلتا ہوا جارہا تھا۔صبح تک چلتا رہا فجر کی نماز کا وقت ہوگیا تو نماز ادا کی، جانے کس طرف منہ کیا تھا کچھ یاد نہیں تھا پھر سے آگے بڑھنے لگا۔لوگ صبح کھیتوں کی طرف آرہے تھے میں جس کو دور سے دیکھتا ایسے سلام کرتا جیسے اسی علاقے کا رہنے والا ہوں۔اللہ کی مدد سے میں کافی دور نکل آیا تھا۔یہاں دو لڑکے دیکھے جن کی عمریں چودہ سے پندرہ سال تک ہونگی۔میں نے باتوں باتوں میں اُن سے راستہ بھی معلوم کرلیا اور کہا کہ میں مظلوم ہوں، دشمنی تھی، جیل سے رہا ہوا تو دشمنی والے لوگوں نے حملہ کردیا بس بچ گیا ہوں۔اب بتاؤ پولیس یا فوج والے کہاں کہاں ہوتے ہیں اس طرح ساری معلومات لی لیں اور آگے بڑھ گیا۔

کافی آگے جا کر مجھے شدید پیاس لگی بھوک بھی لگی ہوئی تھی مگر ایک مقامی سے پانی مانگا۔یہ علاقہ ویران اور جنگل تھا بہت کم آبادی تھی۔میں سڑک سے ہٹ کر چل رہا تھا۔وہ مجھے اپنے گھر کی طرف لے گیا اپنے بڑے بھائی کو بلایا اُس نے سوالات کیے تو مجھے شک ہوگیا کہ یہ کسی ایجنسی کا بندہ ہے اُس نے مجھے راستہ بتایا مگر اُس سڑک پر اپنی بیوی کو موبائل دے کر کھڑا کردیا کہ میں جس گاڑی میں بیٹھوں اُس کا نمبر نوٹ کرلے میں اُس کی چال کو سمجھ گیا تھا۔وہ فون پر مسلسل بات کر رہا تھا اور مجھے دیکھ رہا تھا۔میں نے بھی حاجت کی غرض سے سڑک پار کی اور جب اُس کی نظروں سے اوجھل ہوا تو پھر دوسری طرف سڑک کے جنگل میں گھس گیا اور آرام سے اُس میں سو گیا۔

سونے سے پہلے میں سڑک پر موٹر سائیکل اور سفید گاڑی کی مشکوک گشت دیکھ رہا تھا۔اس لیے کافی دیر تک سویا رہا اور پھر اسی دوران میں ظہر اور عصر کی نماز ادا کی پھر دو رکعت حاجت ادا کی اور پھر سے نکلنے کی تیاری کی، اللہ سے اس مشکل وقت سے بخیریت نکلنے کی دعا کی۔میں جنگل سے نکل کر سڑک پر آچکا تھا۔اب ایک لوکل گاڑی جو مقامی سواریوں سے بھری ہوئی تھی اس کو رکنے کا اشارہ کیا تو وہ رک گئی میں اس میں جا بیٹھا۔اس وقت میری جیب میں دو سو روپے تھے جو میں نے ویسے ہی جیب میں رکھے تھے نہیں معلوم تھا ایسی مشکل آن پڑے گی۔گاڑی اُسی جیل کے سامنے سے گزرتی ہوئی شہر میں داخل ہوگئی۔اب میں بس سٹینڈ کی طرف نکل گیا۔شام کو مجھے گاڑی ملی میں وہاں سے اپنے گھر کی بجائے اپنے گاؤں کی طرف نکل گیا کہ وہاں چھپنا کسی قدر آسان ہوگا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کا دورِ امارت

اپنے زیرِ قبضہ علاقوں میں تعلیم و تربیت سے لے کر زکوٰۃ و عطیات اور اہم تعمیراتی سرگرمیوں (نئے پلوں، سڑکوں اور نہروں وغیرہ کی تعمیر) تک تمام کوششیں مجاہدین کی جانب سے اپنے محبوب مسلم بھائیوں کے لیے ''الحب للہ'' کا مصداق ہیں۔اس کے علاوہ عامۃ المسلمین کی تربیت و اصلاح کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ظالم طاغوتی نظام کی طرف راغب اور اس میں ملازمت کرنے والے افراد کے لیے دعوتی و ابلاغی کوششیں بھی بھرپور طریقے سے جاری رہیں۔

انہی مخلصانہ اور داعیانہ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ہر ماہ سیکڑوں سیکورٹی اہلکار اور افسران، امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین و داعیانِ دین کی دعوت قبول کرتے ہوئے ظالم طاغوتی نظام سے اپنی وابستگی کو ختم کر رہے ہیں اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں فوجی اہلکار وغیرہ مجاہدین کی صفوف میں شامل ہو رہے ہیں۔عامۃ المسلمین سے بہترین تعلقات کی قابلِ تحسین پالیسی کے نتیجے میں ملنے والی عوامی حمایت کو آج مجاہدین کو ملنے والی فتوحات بشمول فتح قندوز میں اہم کردار حاصل ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکی یوٹرن

لیپ ٹاپ موبائل کی فراوانیوں سے ملک میں عشق عاشقی کے ہاتھوں خودکشیوں، غیرت کے نام پر قتل اور جلا ڈالنے جیسے ہولناک واقعات نے معاشرے کو فساد کی آگ میں جھونک دیا۔یہ سب ترقی کے نام پر ہوا۔نوبت یہاں تک پہنچی کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں حجاب، ایمان اور قرآن پر نکو بنایا جانے لگا۔ان گنت واقعات کہ جہاں قرآن کی تعلیم کی کالجوں، سکولوں میں ممانعت پرنسپلز نے کی۔یہ پاکستان ہے؟!

ایسے میں زلزلے طوفان ہر سطح پر اٹھ رہتے ہیں۔کرپشن کا طوفان، بے حیائی کی آندھیاں کیا کم تھیں کہ ہم ۱۴۴ کلو میٹر فی گھنٹہ کے طوفانی بگولوں میں اَٹ گئے۔۳۴ افراد نے جان کی

بازی ہاری۔ دوبارہ پشاور میں ایک اور طوفان سے ۱۸ مزید زخمی ہوئے۔ ملک بھر میں بل بورڈوں پر کھڑی بیٹھی لیٹی حسن و جوانی بیچتی زلفیں پھیلائے، عریانی مجسم حسینائیں منہ کے بل زمین پر جا پڑیں۔ کیچڑ میں لتھڑ گئیں۔ اسلام آباد دی بیوٹی فل، منہ پر مڈ ماسک تھوپے سسکتے کراہتے حسن کے بوجھ تلے پڑا تھا۔ اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں۔ طوفان کے بے رحم تھپیڑے لبرلز، سیکولروں کو زمین کی پلیٹوں کے خدا کا پتا دے رہے تھے۔ سڑکوں پر چھوٹی گاڑیاں بید مجنوں کی طرح لرز رہی تھیں۔ قومِ عاد پر چھا جانے والا طوفان کیا ہوگا جو آدھ گھنٹے میں یہاں تمہیں تہس نہس کر گیا۔ لیکن ہم رہے وہی کے وہی! تبصرہ یہ فرمایا گیا کہ 'موسم کے قدرتی توازن بگڑنے کا شدید خطرہ ہے'۔ 'اس کا حل/علاج شجرکاری ہے'۔ یہ درخت اگانے سے بڑھ کر سورہ ابراہیم کے شجرِ طیبہ اور شجرِ خبیثہ کی کہانی ہے! شجرکاری تو بہت ہوئی ہے۔ لیکن شجرہائے خبیثہ (قرآن کے تناظر میں) اگائے پھیلائے گئے ہیں۔

طرفہ تماشا تو یہ ہے اب امریکہ ہمارا بسورا منہ اور آنکھوں میں شکوے بھرے آنسو دیکھ کر دو چار امریکی افسر بھیج کر ہمارا کاندھا تھپتھپائے گا۔ ڈومور کی سرگوشی کے ساتھ ہم حقانی ڈھونڈ کر دیں گے تو چار دن اور تنخواہ ملتی رہے گی۔ (جب تک کہ ہم اسی تنخواہ پر کام کرنے پر راضی ہیں) ہمیں یہ ملک، اس کا نظریہ، اللہ کی طرف پلٹنے کے خوف سے بڑھ کر فارم ہاؤسز، لینڈ کروزر، وقتی شان شوکت، دو دن کی کرسی عزیز ہے۔

رمضان میں دوزخ کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (مسلم بخاری) منادی ہوتی ہے، اے بھلائی کے شائق! آگے بڑھ، اے بدی کے شائق! رک جا۔ کم نصیب ہے جو دوزخ کے بند دروازوں پر بیٹھا دستک دیتا رہے۔ المیہ تو یہ ہے کہ دینی جہالت کے ڈیرے ہیں۔ رمضان میں بھی مساجد کے لاؤڈ سپیکر کے گلے گھونٹ رکھے ہیں اذان کی آواز کو کان ترستے ہیں۔ ملک خداداد پر اللہ کی کبریائی کی پکار کی صدا روکنے والے اللہ کی گرفت سے بے خوف کیونکر ہیں۔ ملک کی خواری وزاری کی وجہ صرف ایک ہے۔

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی
شکوہ سنجِ گردشِ دوراں شدی
وجہ قرآن سے دوسری ہے اسے چھوڑ دینا ہے
گردشِ دوراں کا شکوہ لاحاصل ہے!

[یہ مضمون ایک مقامی روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

بقیہ: افغان جنگ میں امریکی معاشی و عسکری ناکامیاں

بڑے پیمانے پر جنگی آلات اور بارودی سرنگوں سے محفوظ رہنے والی گاڑیوں کی پیداوار میں اضافہ کیا گیا۔ ۲۰۱۰ء تک امریکی اور اتحادی فوجی بڑی تعداد میں زخمی ہو رہے تھے اور ان کو ایسی طبّی سہولیات دی جا رہی تھیں جو شاید کسی مغربی ملک کے کسی شہر میں بھی میسر نہ ہوں۔ جہاں تک افغان فوجیوں کو مضبوط بنانے کی بات ہے، تو ان کا ساز سامان بہت ہی عام اور معمولی رہا ہے اور ساتھ میں ان کی گاڑیاں بھی عام سویلین پک اپ ٹرکس ہی ہیں۔

اس ہفتے کے آخر میں نیویارک ٹائمز کے مطابق افغانستان کے ایک کافی ڈیکوریٹڈ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے بتایا کہ امریکیوں کی جانب سے ان کو جو فائٹر ہیلی کاپٹر زدیے گئے ہیں وہ سارے بیکار ہیں جو اُن پہاڑوں کی اونچائیوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں جہاں پر طالبان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ان میں اکثر گنیں جام ہو جاتی ہیں اور دوسرے تکنیکی خامیاں بھی ہوتی ہیں۔ سی آئی جی اے آر کے مطابق افغانی فوجیوں کے پاس سردی سے بچنے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے جو ایک سپاہی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ خاص کر جب وہ ایسے علاقے میں تعینات ہو جہاں مہینوں تک سردی رہتی ہو۔

امریکی فوج کے کئی کمانڈرز خاص کر جنرل سٹینلے مک کرسٹل نے افغانوں کو تربیت دینے اور ان کے دل و دماغ جیتنے پر پوری توجہ دی۔ جنگ میں زیادہ ترنچلے سپاہیوں اور افسروں کی نظر میں افغان سپاہیوں کی حیثیت زیادہ سے زیادہ ایک چارے یا مذاق سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لیے افغان فوجیوں کی جانب سے نیٹو فوج پر حملہ کرنا کسی طرح بھی حیرانگی کی بات نہیں ہے۔ جب نیویارک ٹائمز افغان فوجیوں میں بڑھتے ہوئے لواطت کے واقعات کے بارے میں انکشافات کر رہا تھا تو اس وقت اسی قسم بداخلاقی پر مبنی مغربی فوجیوں کی گفتگو پر کسی کو حیرت نہ ہوئی۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر مغربی فوجی افغانستان میں ہمیشہ کے لیے نہ ٹھہرے (جو کہ شاید ناممکن ہے) تو میدان میں افغان فوجی ہی اکیلے رہ جائیں گے۔ اور اگر افغان فوج نہ ڈٹ سکے تو طاقت کا توازن طالبان یا دوسرے جنگجو سرداروں کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

ہر چند کہ افغان حکومت کو مضبوط بنانے کے لیے کچھ نہ کچھ کوششیں ہوئی ہیں لیکن ایس آئی جی اے آر کے مطابق اس کے لیے افغان حکومت سالانہ آٹھ سے دس بلین ڈالر خرچ کر رہی ہے اور اس میں بمشکل ایک یا دو بلین ڈالر کا ہی اضافہ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو افغان حکومت کو کسی بھی دوسری قوم سے زیادہ مغربی مدد کا محتاج بنا رہی ہے۔

مغربی افواج کا انخلا شاید افغان جنگ کا خاتمہ نہ ہوگا بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ اس کی شروعات ہو!

☆☆☆☆☆

صلی اللہ علیہ و سلم !!!

صلی اللہ علیہ و سلم !!!

عابی مکھنوی

بیٹھے بیٹھے حشر میں اِک دِن جا پہنچا میں

سارا جُھوٹ اُٹھائے سر پر !!

مکر و دَغا کی ساری چالیں کاندھوں پر !!

پوٹلی میں چند کھو کھلے سجدے !!

ماہ صیام کی بُھوک میں ڈُوبے کھوٹے روزے !!

آنکھوں میں عکس ہائے بُتاں کا پُورا البم ڈول رہا تھا !!

بایاں فرشتہ میرا کھاتہ کھول رہا تھا !!

ٹانگیں تھر تھر کانپ رہی تھیں !!

اَبو امی بہن اور بھائی بیٹا بیٹی بیوی سب میں بُھول چُکا تھا !!

جیسا سُنا تھا ! جیسا پڑھا تھا ! حشر ذرا کُچھ اُس سے سِوا تھا !!

سوچ میں گُم تھا اب کیا ہو گا !!

دایاں فرشتہ آلتی پالتی مار کے فارغ بیٹھا تھا

بائیں ہاتھ پہ حدِ نِگاہ تک دفتر تھا کرتُوتوں کا !!

سوچ میں گُم تھا اَب کیا ہو گا ! کیسے ہو گا ! کیونکر ہو گا ! کون کرے گا !

لمحہ بھر کو ٹھٹکا ! کسی نے نام لیا ہو میرا جیسے !!

شہد سی میٹھی کوئی صدا تھی !!

کانوں میں رَس گھول رہی تھی !!

مُڑ کر دیکھنے والا تھا کہ واپس دُنیا لوٹ آیا

اور اَب بیٹھا سوچ رہا ہوں !!

تھوڑا بوجھ تو ہلکا کر لُوں

شرم و حیا کا دامن تھاموں !!

مُہلت ہے !! اِس دِل کو تھوڑا نہلا دُوں

مُہلت ہے !! چند سِکے ہی اب چمکا لُوں

شہد سے میٹھی کوئی صدا جب اِن کانوں پر دَستک دے تو

کم از کم یہ آنکھیں تو اِس قابل ہوں کہ دیکھ سکوں اُس ہستی کو

جس کی دُعا میں شامل تھا میں !! جس کی دُعا میں شامل ہوں میں !!

جس نے رب سے جب بھی مانگا !! میرا آج اور کل ہی مانگا !!

مُہلت ہے !! اِس دِل کو تھوڑا نہلا دُوں

مُہلت ہے !! چند سِکے ہی اب چمکا لُوں

عوام کے ساتھ حاکم نہیں بلکہ خادم کی حیثیت سے رویہ رکھیں!

”امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے میرے کاندھوں پر بھاری بوجھ رکھا گیا ہے، میں ایک بار پھر تکرار کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان مشکل حالات اور حساس وقت میں اللہ تعالی کی نصرت اور ساتھیوں کے تعاون کے بغیر اس ذمہ داری کی انجام دہی اکیلے طور پر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے میں امارت اسلامیہ سے منسوبین، ذمہ داران اور مجاہدین سے تعاون اور دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔ تمام ہمدرد علمائے کرام، دانش وروں اور صاحب نظر لوگوں سے میری درخواست ہے کہ امارت اسلامیہ کی صحیح رہ نمائی اور عسکری، سیاسی، تعلیمی، تربیتی، ثقافتی، اقتصادی اور دیگر اجتماعی معاملات میں مثبت، معیاری اور موثر خدمات انجام دینے، منصوبوں کی تشکیل اور ان کو عملی شکل دینے میں مفید مشوروں اور عملی تعاون سے گریز نہ کریں گے۔ امارت اسلامیہ نہ صرف ایک جہادی اور سیاسی تحریک ہے بلکہ مسلمان عوام کی بیداری، تربیت اور ہمہ پہلو ترقی کا ضامن ایک نظام ہے۔ اپنے تمام مجاہدین اور عوام کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اللہ تعالی کی توفیق سے اپنی حد تک شریعت مقدسہ پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ عالی قدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی راہ پر چلوں گا۔ اس صف کو جس طرح ماضی میں متحد تھی اسی طرح متحد رکھوں گا۔ علمائے کرام کی اسلامی رہ نمائی کی روشنی میں اپنے معاملات کو لے کر آگے بڑھوں گا۔

چونکہ جارحیت کے خلاف ہمارا چودہ سالہ جہاد کامیابی سے ہم کنار ہونے کو ہے اور دشمن ہر میدان میں شکست کھا چکا ہے۔ اب وہ اس کوشش میں ہے کہ پروپیگنڈے کے حربے آزما کر مجاہدین کے درمیان نااتفاقی اور بداعتمادی کی فضا قائم کرے۔ مجاہدین کی متحد صف میں تقسیم کی بے بنیاد افواہیں باقاعدہ یا بے قاعدہ طور پر پھیلائی جا رہی ہیں۔ عوام اور مجاہدین، دشمن کے اس طرح کے پروپیگنڈوں سے پوری طرح متنبہ رہیں۔ ان حساس مراحل میں اپنی صف متحد اور متفق رکھیں۔ اپنے شہدا کے پاکیزہ خون اور ان کی آرزوؤں کا احترام سب سے زیادہ ضروری ہے۔ مجاہدین کو چاہیے کہ دشمن کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں اور بدگمانی سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں)

مجاہدین اس بات کی جانب پوری شدت سے متوجہ رہیں کہ کارروائیوں کے دوران میں بے گناہ عوام کا خون نہ بہے۔ امارت اسلامیہ اپنے عوام کے تحفظ کی ذمہ داری ہے اور میں امارت اسلامیہ کے امیر کی حیثیت سے کبھی بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ بے احتیاطی کے باعث لوگوں کے جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے۔ مجاہدین کو کسی بھی معاملے میں اس بات کی اجازت نہیں کہ اپنی طرف سے ایسے احکامات جاری کریں جو شریعت سے متصادم ہوں، یا ایسی کوئی مصلحت جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اور تمہارے نفسوں کو اس سے خوشی ملے۔ حتی کہ دشمن سے بھی ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی کریں۔ ہر عمل اسلامی قانون اور نبوی اخلاق کی روشنی میں انجام دیا کریں۔

ہم مذاکرات کے حوالے سے وقت کے تقاضے کے مطابق وہ پالیسی آگے بنائیں گے جو شریعت مقدسہ کے اصولوں، جہادی آرزوؤں اور قومی مفادات کے مطابق ہو۔ امارت اسلامیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ملک جارحیت کا شکار نہ ہو۔ افغانوں کی آپس کی مشکلات آپس کی افہام تفہیم کے ذریعے حل کیے جاسکتے ہیں۔ مسئلہ افغانستان کے حل کے بہانے ہر طرح کا بیرونی دباؤ، نہ صرف یہ کہ مسئلہ حل نہیں کر سکتا بلکہ مزید مسائل پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ کابل انتظامیہ اگر چاہتی ہے کہ ملک میں جنگ کا خاتمہ ہو اور امن قائم ہو جائے تو جارحیت کے مکمل خاتمہ اور جارحیت پسندوں سے ہونے والے تمام معاہدے فسخ کر کے ہی ایسا ممکن ہو گا۔

امارت اسلامیہ افغانستان، اسلامی دنیا اور مسلمانوں کے ساتھ دینی ہمدردی کی بنیاد پر تعلق رکھتی ہے۔ اور خود کو ان کے غموں میں شریک سمجھتی ہے۔ اسی لیے فلسطینی عوام کے مطالبات اور دیگر کمزور مسلمانوں کے برحق مطالبات کے لیے ہر وقت آواز اٹھاتی ہے۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ للہ الحمد مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دشمن کو ہر میدان میں واضح شکست دی ہے۔ افغانستان کے ہر گوشے میں مجاہدین نے بہت فتوحات حاصل کی ہیں۔ دشمن کی تمام سازشیں ناکام کر دیں۔ مزید اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق بننے کے لیے اپنا جہاد کلمہ الٰہی کی سربلندی اور اپنے دکھی عوام کی آسودگی اور ان کی خدمت کی نیت سے آگے لے کر چلیں۔ عوام کے جان، مال اور انسانی حیثیت کا تحفظ اپنی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھیں۔ ان کے ساتھ معاملات کے وقت نرمی، مہربانی اور ہمدردی سے کام لیں۔ جہادی سرگرمیوں کی ادائیگی کے لیے عوامی حمایت حاصل کریں۔ عام مسلمانوں کے مسائل علمائے کرام اور قومی وسماجی رہ نماؤں کے مشورے اور تفاہم سے حل کریں۔ عوام کے ساتھ حاکم نہیں بلکہ خادم کی حیثیت سے رویہ رکھیں“۔

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ